بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

درین حین نضارت آگین بفضل خدای خداوند یکتا نسخهٔ مرغوب

دیوان

مسمی به

تحفۂ تخیل

من تصنیف لطیف منشی شیخ محمد کبیر صاحب صدیقی متوطن بنگلور ریاست میسور

در مطبع آگرہ اخبار باہتمام خواجہ محمد صدیق حسین طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں مین نام سے خداے واحد و لاشریک کے فراہم کرتا اپنے کلام کو تا اوسی کے اسم اعظم کی برکت سے مرا مقصد دلی تمام ہو اوسی کے فضل و کرم سے یہ کلام مقبول خاص و عام ہو آمین یارب العالمین

مطلع

کلام پاک پر کیونکر نہ دل شیدا ہو عالم کا
عطا کی ہے زبان تو نے سمجھ اور دی ہے گویائی
ہمیشہ دمبدم رحم و کرم بندون پہ نازل ہے
خطا بھی بخش دیجائے مری توبہ بھی ہو مقبول
مری شہرت نہ کیون اہل زمین و آسمان مین ہو
سیاہی کفر کی عالم سے دم مین ہو گئی کافور

اثر ہے حمد خالق سے سخن مین اسم اعظم کا
کرون کیونکر نہ ہر دم ورد تیرے اسم اعظم کا
ادا ہو کس زبان سے شکر اوسکے لطف پیہم کا
دیا جاتا ہے یارب واسطہ حوا و آدم کا
مین ہون مداح ممدوح خداوند دو عالم کا
جہان مین نور خورشید رسالت جس گھڑی چمکا

عقیدے نے مرے دریائے رحمت ہی اسے سمجھا
دیا جب حاجیون نے ایک قطرہ آب زمزم کا

جھکا دیتا ہون بسم اللہ کہکر سر ادب سے مین
خیال آتا ہے جب سم آپکے ابروئے خوش خم کا

سخاوت نے کیا ہے دولت ایمان سے مالا مال
ترے خدام سے آگے ہے رتبہ نسبت حاتم کا

بچالے افعیٔ نفس عدو سے مجکو یا احمد
کوئی منتر نہ میرے پاس اس موذی کے ہے سم کا

کیا ہے دل کو گھایل خنجر ہجر حبیب نے
یہان کیا کام اسے جراح پٹی اور مرہم کا

ترو تازہ اسی سے نخل غم ہے باغ عالم مین
کہون کیا فیض مین اسنے سحاب چشم پرنم کا

جلا ہون عمر بھر مین آتش عشق و محبت مین
مجھے تحصیل اندیشہ نہین نار جہنم کا

ازل مین کون تھا عالم خدا کے علم پنہان کا
رہا ہو عقل اول درس خوان کسکے دبستان کا

کہون کیا رنگ اے زاہد مدینہ کے بیابان کا
نظارہ مین نے جیتے جی کیا ہے باغ رضوان کا

ظہور اس ذات عالی نے کیا ہی نوع انسان مین
فرشتون سے نکیون کر مرتبہ بالا ہو انسان کا

مسلمان کون تھا کفر و ضلالت کا زمانہ تھا
دکھایا نیک رستہ رہنما نے دین و ایمان کا

عرب مین لوگ تھے انسانیت سے صاف بے بہرہ
سکھایا حضرت خیر البشر نے کام انسان کا

در رحمت ترا دار الشفائے عاصیان ٹھہرا
پئے درمان مین آیا ہون لئے آزار عصیان کا

ترے دست شفا سے اے طبیب دل قیامت مین
عطا حب شفاعت ہو مرض ہے مجکو عصیان کا

دل اہل یقین اک جلوہ گاہ رب اعلی ہے
برابر عرش کے ہے مرتبہ قلب مسلمان کا۔

کرے گا حسرتین طوبائے جنت دیکھکر مجکو
شہید بے اجل ہونگا مین قد محبوب یزدان کا

ترا ممنون ہون اے عشق احمد تو جو دل مین ہے
گنا ہے باعث رحمت مرا گھر مین جہان کا

رخ بدر جی سے شاعرون نے دی ہی جو نسبت
ستارا خوب چمکا طالع خورشید تابان کا

دعائے بخشش امت ہی کی ہو آپ نے ہر حال
ادا ہو کس زبان سے شکر ادنکے لطف و احسان کا

بچینگے تابش خورشید سے تحصیل محشر مین

میسر ہو جو سایہ رحمت عالم کے دامان کا

کاش ممدوح خدا مجھ سے سدا یا جاتا
کہ مین مداح محمد ہی پکارا جاتا

مرتے دم وہ رخ انور جو نظر آجاتا
ظلمت گور کا دل سے دہین دھڑکا جاتا

نشترین مارتے بھی سر سے نہ سودا جاتا
کہ مرے تن سے بجز خون کے بہہ گیا جاتا

اوسکے دربان کا رتبہ بھی کسیکو ہے نصیب
جسکے دروازے پہ جبریلؑ تھا آنا جاتا

کبھی رویا مین اگر آپ کی رویت ہوتی
جاگتے بخت مرے اور مین سوتا جاتا

روح شیدا مری پہونچے گی زیارت کیلئے
مر بھی جاؤن جو مدینہ کو مین جانا جاتا

دست وحشت سے گریبان کے نہ اڑتے ٹکڑے
دامن دشت عرب ہاتھ اگر آجاتا

جیسے تا دل کو ہوتی اگر اسمین الفت
پھوڑتا سر کو جو سر سے ترا سودا جاتا

خاک بھی اوس کف پا کی جو مرے ہاتھ آتی
دمبدم شوق سے آنکھون مین لگاتا جاتا

بھی کہتے ہوئے موسیٰؑ نے کیا طور پہ غش
مجھسے یہ جلوہ الٰہی نہین دیکھا جاتا

ہوتی جبریلؑ سے تائید نہ تحصیل اگر
مجھ سے حال شب معراج نہ لکھا جاتا

کیون نہ عالم ہو قد حضرت مین نخل طور کا
ہے سراپائے نبی جلوہ خدا کے نور کا

سوز ہے دل مین جو شمع عارض پر نور کا
ہے مرا داغ جگر شعلہ چراغ طور کا

عشق مجکو بھی ازل سے ہے خدا کے نور کا
جان و دل سے مین بھی پروانہ ہون شمع طور کا

یاد حسن عارض انور مین دل تڑپا کیا
سن لیا موسیٰؑ سے جب افسانہ برق طور کا

موسیٰؑ اور احمدؐ کے ہے معراج مین فرق اسقدر
بھید یہ نزدیک کا ہے وہ معمّا دور کا

روح موسیٰؑ کیون نہ روئے یار پر پروانہ ہو
تھا اوسکے نور سے جلوہ چراغ طور کا

تار سنبل پر مدینے کے اوسے کرتا نثار
ہاتھ آجاتا اگر تحصیل گیسو حور کا

کرے سیراب کیا پانی مجھے تسنیم و کوثر کا
نہ جب تک موجزن دریا ہو دیدارِ پیمبر کا

ہوائے کوچۂ رشکِ جنان ہے سر مین اے بلبل
لگے کیا خاک دل گلشن مین مجھ شیدائی مضطر کا

علاجِ وحشتِ دل ہو میرا دشتِ مدینہ مین
رگِ تن پر کرے جب کام نوکِ خار نشتر کا

خدا ہی پار او تارے ہجرِ محبوبِ حجازی سے
روان دریائے غم مین ہے سفینہ دیدۂ تر کا

تہِ دامانِ گلزارِ مدینہ دفن ہوتا ہون
مرا مرقد نہو محتاج تا پھولون کی چادر کا

شبِ معراج شوکت دیکھکر شاہِ دو عالم کی
زمین سے آسمان تک شور تھا اللہ اکبر کا

مضامین صاف صاف ایسے کہی تحصیل نے موزون
برنگِ آئینہ حیران ہے دل ہر اک سخنور کا

مدحِ رسولِ حق مین جو وا ہے دہان میرا
مقبولِ اہلِ دین ہے ہمیشہ بیان میرا

گر بن گیا زمینِ عرب پہ مکان میرا
بگڑے گا کام تجھسے نہ اے آسمان میرا

نغمہ سے ہے نعتِ پاک مرا ہون وہ عندلیب
باغِ جنان مین حشر کو ہوا آشیان میرا

وصفِ خطِ نبی ص سے محبت جو ہے اونہین
منہ خضر چوم لیتے ہین وقتِ بیان میرا

گھٹنے دو جسم و جان ابھی عشقِ حبیب مین
خالی نہین ہے فائدے سے یہ زیان میرا

دندان کے وصف مین ہی زبان درفشان میری
مدحِ لبِ نبی ص سے صدف ہے دہان میرا

تحصیل فیضِ مدحتِ خیر البشر سے آج
وہ کون ہے بشر جو نہین قدردان میرا

ہمارا دل چکور اوس نور کی ہے روشنائی کا
قیام اے چرخ ہے جس ماہ کو بدر الدجائی کا

بہت مشتاق مین ہون اونکی کوچہ کی گدائی کا
الٰہی شوق ہے اوس آستان پر جبہ سائی کا

نہوتا تو اگر پیدا نہوتا اور کچھ پیدا
ظہور اللہ نے تجھسے کیا ساری خدائی کا

مقدس اونگلیون سے اپنی جو پانی بہایا ہے
مین دم بھرتا ہون اوس بحرِ کرم کی آشنائی کا

فلک پر تا بروزِ حشر اے پیغمبرِ حق
نشان شق القمر ہے آپ کی معجزنمائی کا

بس مردن نہین تاریکیٔ مرقد کا اندیشہ — سہرد سہ تجھسے ہے ای شمع ایمان روشنائی کا

بچاے نفسِ امارہ کے حملہ سے مجھے اے شہ — کہ اندیشہ ہے شہر دل پہ ظالم کی چڑائی کا

شرابِ عشق پی زاہد اگر منظور ہو صحت — لگایا ہے مرض کیا اپنی جان کو پارسائی کا

ہزار انداز اگر حرِ اڑاے بلبلِ گلزار — نہین ممکن کرے نغمہ تری مدحت سرائی کا

کہین راحت ہو فردا ے قیامت آج ہی ہو جاے — کہان تک دور افتادون کو رنج اونکی جدائی کا

نکل جاؤنگا مین تحصیل پابندیٔ دنیا سے

اگر آ جاے ہاتھ اپنے کوئی موقع رہائی کا

رشکِ گلِ جنت رخِ زیبا ہے تمہارا — جبریلؑ امین بلبلِ شیدا ہے تمہارا

اللہ کا سایہ قدِ بالا ہے تمہارا — مفقود اسی وجہ سے سایا ہے تمہارا

ہو جاہ نکیون سارے حسینانِ جہان کو — خود یوسفؑ یعقوبؑ زلیخا ہے تمہارا

آئینہ نے دیکھتے ہی دیدہ حیران — تصویر کو سکتہ ہو وہ نقشا ہے تمہارا

اربابِ صفا کیش نے تحقیق یہ کی ہے — آئینۂ حق روے مصفا ہے تمہارا

عشاق جھکو رون کیطرح کیون نہ فدا ہون — رشکِ مہ تابان رخِ زیبا ہے تمہارا

ہوگی تو ہوا خلد کی زاہد ہی کو ہوگی — جنت میرے مولا مجھے کوچا ہے تمہارا

خورشید کی تصویر سے نفرت ہے نظر کو — آنکھون مین مرے نقشِ کفِ پا ہے تمہارا

مشغول ہے تعریف مین طوبا کی جو رضوان — شاید قدِ بالا نہین دیکھا ہے تمہارا

کیا سرو کو نسبت قدِ بالا سے تمہارے — طوبا جسے کہتے ہین وہ سایا ہے تمہارا

ملی ہے لقب اسلیئے مکہ ہے جو مولد — مسکن شرفِ بیجا وہ مدینا ہے تمہارا

عاصی کوئی محرومِ شفاعت نرہے گا — ہر ایک کے حصہ مین یہ صدقا ہے تمہارا

دوزخ سے بچا لیجیے یا رحمتِ عالم — عاصی کو قیامت مین وسیلا ہے تمہارا

آشفتہ حور ادر نہ دیوانہ پری کا

تحصیل گر والا و شیدا ہے تمہارا

ہوا جو سجدہ گہ وہ در ہمارا | بنا داغِ جبین اختر ہمارا
علاج اب کر نہ چارہ گر ہمارا | نہین تھمتا دلِ مضطر ہمارا
ادا وقتِ قضا کلمہ ہو یا رب | کہ نا ہو خاتمہ بہتر ہمارا
تری رحمت پہ خوش آئیگا سبکو | کہ اترانا سرِ محشر ہمارا
شفاعت ہم گنہگارون کی ہوگی | بھروسہ ہے محمدؐ پہ ہمارا
یہی کہتا ہے حسنِ شاہدِ نظم | کہ ہے نعتِ نبیؐ زیور ہمارا

بت تحصیل ہے قصدِ مدینہ
ہمین لیجائے گا رہبر ہمارا

مہِ تابان سے ہے دوچند جلوہ غوث اعظم کا | وہ اک خورشید ہے روئے مجلّا غوث اعظم کا
نہین کچھ آجکل سے مین ہون شیدا غوث اعظم کا | مرے سر مین ہے اک مدت سے سودا غوث اعظم کا
رہے قالب مین دم اور نور آنکھون مین ہے جبتک | الٰہی دیکھنا قسمت ہو روضا غوث اعظم کا
بیان اونکے مراتب کا نہین دو چار پر موقوف | عیان سارے زمانہ پر ہی رتبا غوث اعظم کا
سمجھ مین جس بشر کے آگئی معنی غوثیت | خدا سے قرب جو ہے اوسنے سمجھا غوث اعظم کا
اونہین مین عکسِ شانِ حق کو دیکھا آنکھ والون نے | کہ منہ آئینۂ اہلِ نظر تھا غوث اعظم کا
زیادہ تو کوئی کیا ہو برابر بھی نہین کوئی | بلند اہلِ ولایت مین ہی درجا غوث اعظم کا
گناہون سے بچائینگے عذابون سے چھڑائینگے | مجھے دونون جہانین سے ہے وسیلا غوث اعظم کا
ہر اک انسان کو اپنی جان ہوتی ہے بہت پیاری | مجھے ہے جان سے بھی عشق پیارا غوث اعظم کا
بھر دن گا آپ ہی کے عشق کا دم مرتے دم تک مین | رہے گا میرے سر کے ساتھ سودا غوث اعظم کا
وہ دل کیا ہے کہ جس دل مین نہ پیدا عشق اقدس ہو | وہ سر کیا ہے نہو جس سر مین سودا غوث اعظم کا
نکیون نظارۂ خورشید سے آنکھونکو نفرت ہو | نظر مین جلوہ گر ہے روئے زیبا غوث اعظم کا

نکالی شاخ تو نے ذکر طوبا چھیڑ کر واعظ
مجھے یاد آگیا پھر قدِ بالا غوث اعظم کا

نظارہ خلد کا گر چاہیے تحصیل جیتے جی
ذرا بغداد چلکر دیکھہ روضہ غوث اعظم کا

نہ کیون روزِ ازل سے ہاے غم حصہ ہو آدم کا
کہ خاکِ پاک پر چالیس دن پانی پڑا غم کا

غنیمت ہے خوشی کی جا اگر موقع ملے غم کا
بھروسہ عالمِ ہستی مین ہے کیا خاک اِس دم کا

رہا بارا مہینے سال بھر صدمہ مجھے غم کا
گمان ہوتا رہا ہر چاند پر ماہِ محرم کا

جھکایا پیشِ محرابِ حرم مین نے سرِ تسلیم
ادب جو فرض تھا کعبہ مین اوس ابروے خوش خم کا

ہوا جب وصل میرا اوس سے تو اوس نے فرمایا
ستارا الکبیک اچھا تری تقدیر کا چمکا

تنِ مردہ دلو نین جان پڑتی ہے دمِ تقریر
اثر اوسکی زبان مین ہے دہانِ ابنِ مریم کا

پریرو اسکے پینے مین تامل آپ کو کیا ہے
یہ جامِ مے ہے میری جان پیالہ تو نہین سم کا

کبھی شادان کبھی نالان امید و بیم نے رکھا
کہ جنت کی خوشی کے ساتھ غم بھی ہے جہنم کا

بقاے نام جو چاہے سخی انسان ہو دنیا مین
سخاوت ہی سے زندہ نام عالم مین ہے حاتم کا

جو مے خم مین ہو قسمت کی وہی بس ہے عنایت ہو
گلہ تجھسے نہین ساقی مجھے کچھ زائد و کم کا

دیا تحصیل فوق اوسنے جو شاہی پر فقیری کو
پسند آیا توکل ہمکو ابراہیم ادہم کا

چاک ہاتھون سے مرے دامنِ عصیان ہوتا
کاش صحراے جنون حشر کا میدان ہوتا

وہ پریزاد اگر تابعِ فرمان ہوتا
آج مین اپنے تصور مین سلیمان ہوتا

مرگ سے پہلے ہی ہم داخلِ جنت ہوتے
واعظو خلد اگر کوچۂ جانان ہوتا

اوسکی صورت نظر آتی جو کہین عالم مین
صدقہ ہوتا کوئی دل سے کوئی قربان ہوتا

دستِ وحشت سے نکرتا مین گریبان صد چاک
گر مرے ہاتھ ترا گوشۂ داماں ہوتا

کاش ہوتا جو مین اوس حور کے کوچہ مین دفن
مقبرہ رشکِ دہِ روضۂ رضوان ہوتا

چاہتا حشر کو بدلہ نہ مرے خون کا مین
قتل کر کے مجھے قاتل جو پشیمان ہوتا

اپنا منہ آپ ہی گر دیکھتا آئینہ مین
کبھی رہجاتا وہ ششدر کبھی حیران ہوتا

مذہب عشق اگر پھیلتا عالم مین تمام
نہ تو ہندو کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا

باندھتے زلف پریشان کے جو مضمون تحصیل
جمع ہرگز نہ کبھی آپ کا دیوان ہوتا

مین اگر عالم اسباب مین خنجر ہوتا
دوست کے ہاتھ مین دشمن کے گلے پر ہوتا

ایک دم بھی وہ اگر پردے سے باہر ہوتا
کوئی مضطر کوئی حیران کوئی ششدر ہوتا

کاش ہوتا مین قناعت سے اگر مستغنی
مجھ سے بڑھ کر نہ کوئی اور تونگر ہوتا

گردشین دیتا نہ ہم خاک نشینون کو اگر
کس لیے چرخ کی تقدیر مین چکر ہوتا

ہان اگر شاہ کی تقلید سے شاہی ہوتی
تو ہر اک آئینہ گر آج سکندر ہوتا

محفل چرخ مین گر روشنی ہوتی نہ ضرور
رات کو ماہ کا ٹکیہ نہ منور ہوتا

آپ کے حسن کی شہرت نہ اگر ہو جاتی
آپ کا عاشق شیدا کوئی کیونکر ہوتا

رحم اللہ نے کیا ورنہین لگ جاتی آگ
خیر کسکی تھی بتو تم سے اگر شر ہوتا

مرے پہلو سے وہ گھبرا کے نکلتے کیونکر
تو اگر اے دل بدبخت نہ مضطر ہوتا

آپ کی چوٹی اگر ہوتی بھی سچی ناگن
کیا مجھے یاد نہ اس کا کوئی منتر ہوتا

نہوئی غیر سے سرزد جو خطا خیر ہوی
ورنہ یہ مفت کا الزام مرے سر ہوتا

یون لگے رہتے اگر تم نہ مرے سینہ سے
چین دل کو مرے پہلو مین نہ دم بھر ہوتا

مرے مرنے کی خبر جھوٹ اگر ہو جاتی
بدگمان اور نہ کیا کیا وہ ستمگر ہوتا

داور حشر تو حشر پہ انصاف رکھا
ورنہین آج ہی ہنگامۂ محشر ہوتا

تم مسلمان اگر اپنے کو بتاتے تحصیل
بخدا درسے لئے دین وہ بت کافر ہوتا

امتحان دیکھا مری بادیہ پیمائی کا
دوڑ مین یادن سے ہے شتل آہوئی صحرائی کا

مجھکو رسوا جو کرین آپ بھی رسوا ہونگے
یہ رہے یاد اگر خوف ہے رسوائی کا

توجو سمجھاتا ہے ناصح مین سمجھاتا بھی ہون
کوئی نادان ہو قایل نہ تری دانائی کا

دربدر خاک بسر کوبکو آوارہ ہون
عشق اللہ نہ ہوے اوس بت ہرجائی کا

تاسحر نیند بھی آنکھون مین نہ آنے پائے
آج یہ حکم ہے میری شبِ تنہائی کا

فوجِ انجم ہے شبِ ہجر مین آمادہ جنگ
سطحِ چرخ ہے میدان صف آرائی کا

کوئی ثانی ترا ہوگا نہوا ہے ابتک
دونون عالم مین ہے شہرا تری اکتائی کا

بات تک منہ سے نہین نکلی کلیم اللہ کے
کسکو یارا ہے ترے سامنے گویائی کا

وصل کی شب نہ میسر ہوے تاروزِ وصال
مختصر ہے یہی قصہ مری تنہائی کا

کیا مسیحا یہ ہے موقوف مسیحائی ہے
دمِ لبِ یار بھی بھرتے ہین مسیحائی کا

شعر گوئی نے کیا مجھکو جہان مین مشہور
چار سو شور ہے میری سخن آرائی کا

کورِ باطن سے نہ ظاہر ہو کبھی معنی شعر
لطف اندھی کو ہے کیا جوہر بینائی کا

عاشقی مین نہ رہا صبر تو معلوم ہوا
عشق تحصیل مخالف ہے شکیبائی کا

کیا مداوا شبِ فرقت ہو مری زاری کا
سخت مشکل ہے علاج آنکھ کی بیماری کا

مشغلہ چھوڑا شبِ وصل نہ بیداری کا
کام آنکھون نے کیا خوب ہی ہوشیاری کا

ہون خریدار نہ کیون اوس بتِ بازاری کا
کسکو سودا نہین یوسف کی خریداری کا

تیغ کھینچے ہوے جلاد ادھر آتا ہے
آج ہی روز ہے شاید کہ میری باری کا

عقل حیران ہے خدا جانے پسِ چرخ ہے کیا
بھید کھلتا نہین اس پردہ زنگاری کا

جب ملا مین نے عدو سے تو عداوت نہ رہی
کسقدر نیک نتیجہ ہے ملنساری کا

وہ محبت سے پلا دیتے ہین مین پیتا ہون
خاطر دوست سبب ہے مری میخواری کا

کیا کردن اور مین اسرار گنہ داور حشر
شرمساری ہی ہے اقرار گنہگاری کا

سفر ملک عدم آج نہو کل ہے ضرور
دہیان تحصیل رہے کوچ کی تیاری کا

جب تک لگے نہ مُنہ سے پیالہ شراب کا
ساقی خراب ہے مجھے ٹکڑا کباب کا

اہل فلک کو شوق ہے شاید شراب کا
ساغر مدام دور مین ہے آفتاب کا

کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا
تربت پہ ہو غلاف کسیکی نقاب کا

ہے فیضیاب اشک سے دامن سحاب کا
اللہ رے یہ حوصلہ چشم پُرآب کا

ہے انتظار قاصد خانہ خراب کا
اب تک پتا نہین مرے خط کے جواب کا

بحر جہان مین فیض نہین تنگ ظرف سے
کب تر کیا لبون سے پیالہ حباب کا

دروئش حسن ہم ہین حسینون سے ہے سوال
للہ بوسہ دے کوئی صدقہ شباب کا

مجھکو سوال وصل پہ دیتے ہو گالیان
اچھا نکالا تمنے طریقہ جواب کا

کچھ دیر سے کبھی شب وعدہ وہ آتے ہین
ملتا ہے ایک لطف مجھے اضطراب کا

وہ پوچھتے ہین کوئی ہمارا عدیل ہے
کیا مین جواب دون سخن لاجواب کا

تکلیف ہجر کم نہین تکلیف گور سے
درد جگر ہے یا کہ فرشتہ عذاب کا

جاؤن گا ضد سے حضرت واعظ کی بزم مین
وا لے ہوئے بغل ہی مین شیشہ شراب کا

روز شمار مین نے پکارا کہ یا غفور
طے کر دیا فرشتون نے دفتر حساب کا

جب سے پڑھا ہے باب گلستان روے یار
پھر مین نے مُنہ کبھی نہین دیکھا کتاب کا

آئین جو حورین کے نکیرین قبر مین
کیسا اڑے گا لطف سوال و جواب کا

دریا کو بھی ہے عشق کی آتش لگی ہوئی
بے وجہ آبلہ نہین پیدا حباب کا

استاد مان لے دل مضطر کو کیون نہ برق
برسون دیا ہے اسنے سبق اضطراب کا

کیا فائدہ خضاب سے پیری مین شیخ جی
تکلیف کی جو رنگ اوڑایا شباب کا

واعظ غضب کیا یہ ڈہٹائی جو تو نے کی
پیر مغان کے سامنے شکوہ شراب کا

تحصیل ناتوان پہ ہین نامہربان جو آپ
ذرہ نے کیا قصور کیا آفتاب کا

کرے دعوی جو وہ بہی ہمسری کا
یہ منہ یہ حوصلہ ہے مدعی کا

تمہین کیا غم جو کوئی جان بلب ہو
نہ چہوڑو شغل مستی کی دہڑی کا

پرستان مین ہے جسکے حسن کی دہوم
مین دیوانہ ہوا ہون اوس پری کا

کہا ہے لاکہہ پر یہ تو بتاؤ
لیا ہے نام بہی مین نے کسی کا

کہین گر آپ اپنے دل کی مجہسے
کہون گا مدعا مین اپنے جی کا

سمائی ہے مری آنکہون مین وحدت
نظر آتا نہین رنگ اب دوئی کا

ہوئے رسوا ملی تحصیل ذلت
نتیجہ خوب دیکہا عاشقی کا

بوسہ دیتے نہین پہر دل پہ تقاضا کیسا
مول جب ہو نہ ادا مال کا دعوی کیسا

تم تو ہر وقت مجہے کہتے ہو کیسا کیسا
مین بہی کچہہ کہنے پر آیا تو کہونگا کیسا

پہر کر اونکو خفا تو نے کیا کیون اے دل
اب وہ روٹہے ہین تو کمبخت منانا کیسا

کیون یہ کہتا تہا فرقت مین ستاؤ نہ مجہے
دیکہا اب مین نے لیا وصل مین بدلا کیسا

ہاتہہ رکہکر مرے سینے پہ مسیحا نے کہا
جل رہا ہے تپ فرقت سے کلیجا کیسا

تیری تصویر اگر میرے تصور مین نہین
آنکہون آنکہون ہی مین پہرتا ہے یہ نقشا کیسا

حشر کو جسکے لئے جمع جو ہوگا عالم
ہوگا اوس روز خدا جانے تماشا کیسا

آج ہی جلوہ دیدار دکہا دے مجکو
اپنے مشتاقون سے پہر وعدۂ فردا کیسا

تو تو محسوس نہین یار کسی صورت سے
آنکہین مشتاق ہین ہوگا ترا جلوہ کیسا

کبہی دل مین کبہی آنکہون ہی مین ہے تیرا گذر
پہر نگاہون سے میری جان یہ پردا کیسا

بے خودی مین نظر آیا نہین کفر و اسلام — کعبہ کیسا ہے نہ معلوم کلیسا کیسا

ساتھ ایمان کے اوس بت کی محبت بہی رہی — کہدے اے پیر طریقت یہ طریقہ کیسا

آپ کہتے تہے کہ نکلینگے نہ وہ محفل سے — دیکہا اب مین نے رقیبون کو نکالا کیسا

وصل کی سنتے ہی مجہسے وہ ہوئے ہین برہم — بات تو بگڑی ہے اب اسکو بنانا کیسا

گر سنین پیر مغان سے کی شکایت واعظ — آپ ہی دیکہینگے ہوگا ابہی جہگڑا کیسا

ظلم سہنے کا بتو حوصلہ تمنے دیکہا — کر لیا ہمنے بہی پتہر کا کلیجا کیسا

وہ بہی فریادی عشاق ہین ہم بہی تحصیل
دیکہیئے حشر مین یہ فیصلہ ہوگا کیسا

سر سجدے مین رکہا ہے اوٹہایا نہین جاتا — یہ عجز ترے سامنے میرا نہین جاتا

گر عارضہ ہوتا ہے کوئی کیا نہین جاتا — ہان ایک ترے عشق کا سودا نہین جاتا

مشکل ہے کہ بلے بولے نکلتا نہین وہ کام — پر سامنے اوس شوخ کے بولا نہین جاتا

کسطرح سے ہو حضرت دل اپنی رسائی — کہتے ہین وہان کوئی فرشتا نہین جاتا

غش ہونے کا موسی سے جو پوچہا گیا موجب — فرمایا کہ اوس نور کو دیکہا نہین جاتا

اس عشق کو ہے حسن سے اک رشتہ ازل سے — چاہے کوئی توڑے تو یہ توڑا نہین جاتا

دم لب پہ کسیکا ہو کوئی خاک مین ملجائے — شوق آپ سے مسی کی دہڑی کا نہین جاتا

ہر شخص کا دریافت کیا جاتا ہے احوال — اک مین ہون کہ اوس بزم مین پوچہا نہین جاتا

اک حسن کا شہرہ ترے جاتا نہین ہرگز — اک عشق کا میرے کبہی چرچا نہین جاتا

یاد آتا ہے ہر حال مجہے لطف کسیکا — واللہ کبہی دل سے بہولایا نہین جاتا

جو راز کہ منظور ہے کہنا مجہے تحصیل
دل مین ہے مگر منہ سے نکالا نہین جاتا

رات دن عصیان کو روتا ہی رہا — نامہ اعمال دہوتا ہی رہا

کشتیٔ دل کو مرے طوفان عشق
دریٔ غم مین ڈبوتا ہی رہا

آسمان تک گونج اوٹھا نالون سے رات
وہ بت بدمست سوتا ہی رہا

وصل کی شب بہی چکا جھگڑا نہ ہائے
اک نہ اک ہنگامہ ہوتا ہی رہا

عمر بہر اوس غیرت یوسف کو ہائے
صورت یعقوب روتا ہی رہا

مقتل عشاق ہے کوچہ ترا
ایک پر اک قتل ہوتا ہی رہا

ابر لطف یار برسا ہی نہین
مزرع امید بوتا ہی رہا

شرم سے تردامنی ہے آب آب
دامن اشکون سے بہگوتا ہی رہا

آب وہ دیتے رہے تلوار کو
جان سے مین ہاتہ دہوتا ہی رہا

قافلہ منزل پہ اپنی چل بسا
اے دل غافل تو سوتا ہی رہا

خوش نصیبی غیر کا حصہ ہوئی
مین تو اس قسمت کو روتا ہی رہا

کام وہ کرتے رہے تحصیل ہم
جس مین اپنا نام ہوتا ہی رہا

یاد آتا ہے ترا وصل مین عریان ہونا
اور زلفون کا سراپا وہ پریشان ہونا

لایق رحم ہے اور قابل افسوس ہے یار
تری الفت مین مرا بے سروسامان ہونا

ہائے یاد آتے ہی رو رو کے تڑپ جاتا ہون
گدگدانے سے مری وہ ترا خندان ہونا

شکوہ آئینہ رخ سے نہ گلہ زلف سے ہے
میری قسمت مین تہا حیران و پریشان ہونا

سہل دشواری تقدیر ہو تدبیر سے کیا
یہ وہ مشکل ہے کہ ممکن نہین آسان ہونا

سرخرو حشر مین زاہد تو عبادت سے ہو
مجہ گنہگار کو لازم ہے پشیمان ہونا

چاند کی چاندنی ہے چار ہی دن اودہر کیا
اے بت حسن پہ زیبا نہین نازان ہونا

حشر مین مالک انصاف کے آگے قاتل
خون ناحق مرا ممکن نہین پنہان ہونا

کیسی مشکل ہی ہو مشکل نہین پیش ہمت
کوچۂ عشق مین اے دل نہ ہراسان ہونا

حق پرستی پر اگر عشق مرا آجائے
کیا عجب اوس بت کافر کا مسلمان ہونا

بخت یاور ہوئے تحصیل ہوا وصل نصیب
ورنہ دشوار تھا اس کام کا آسان ہونا

مین عشق مین مرجانے سے دہشت نہین کرتا
وہ کون ہے دنیا سے جو رحلت نہین کرتا

صابر ہون مین اظہار مصیبت نہین کرتا
نالہ بھی الہی شب فرقت نہین کرتا

یارب مری تکلیف مین شامل ہو کوئی
قسمت کی مصیبت کو مین قسمت نہین کرتا

سچ پوچھو تو معشوق ستمگار یہی ہے
عاشق کی طرف جو کبھی رغبت نہین کرتا

کیا دخل ہو حور کی چاہت جو تمہین شیخ
انسان کوئی بیوجہ ریاضت نہین کرتا

رسوائی دل مجکو گوارا نہین ہرگز
افشا مین کبھی راز محبت نہین کرتا

اوسنے یہی کہکر مجھے محفل سے نکالا
چل دور عاشق کی مین عزت نہین کرتا

کیا ختم بخیلی ہے حسینون پہ الہی
اک بوسہ کی بھی کوئی سخاوت نہین کرتا

پوچھا جو کبھی اون سے علاج تپ فرقت
ہنس کر یہ کہا کچھ مین طبابت نہین کرتا

جو کام کہا مجھ سے کیا اور کرونگا
پہلو سے مگر آپکو رخصت نہین کرتا

مین مانگتا ہون پیار سے بوسہ نہین دیتے
پھر کہتے ہین تو مجھسے محبت نہین کرتا

خاموش جو ہون کیا نہ مرا صبر پڑے گا
اللہ سے اوس بت کی شکایت نہین کرتا

شاید مری تربت پہ بھی کچھ اور گمان ہے
تنہا کبھی آکر وہ زیارت نہین کرتا

اوس حور کے کوچہ سے عدو دور نہو کیون
کافر کو خدا داخل جنت نہین کرتا

میخانے مین جا کر جو کرے مے کی مذمت
واعظ کبھی اتنی بھی تو ہمت نہین کرتا

گذرا رمضان عید ہے شوال مین ساقی
اب ساغر و صہبا سے مین نفرت نہین کرتا

سوسن کے گنہ ہین ہدف ناوک رحمت
چلانے سے واعظ کے مین دہشت نہین کرتا

دل سوئے خدا ہو نظر اوس بت کی طرف ہو
اس لطف سے زاہد تو عبادت نہین کرتا

ارباب قناعت ہین غنی اہلِ جہان مین
کب اوس پہ فرشتے مرے لعنت نہین کرتے

محتاج وہی ہے جو قناعت نہین کرتا
دشمن مرا کس دن مری غیبت نہین کرتا

تحصیل یہ اشعار ہین فیضان الٰہی
واللہ مین کچھہ فخر طبیعت نہین کرتا

تیغ کھینچے ہوئے جب وہ ستم ایجاد آیا
روح کانپ اوٹھی یہ کہتی ہوئی جلاد آیا

سامنے جب وہ بتِ رشک پریزاد آیا
قسم اللہ کی خالق ہی مجھے یاد آیا

زور دردِ جگری نے جو کیا فرقت مین
نالہ دل سے مرے لب پہ پئے فریاد آیا

نام اللہ کا لیتے ہی کہا اوس بت نے
تو نے شاید مجھے بھولا جو خدا یاد آیا

کسی رویا نہین آدم سے یہان تا اینِدم
ہمنے اِس غمکدۂ دہر مین ناشاد آیا

ہائے کب نکلا مرے دل سے یہ ارمانِ ہما
فصلِ گل ہی ابھی آئی نتھی صیاد آیا

جب سے قدرت نے چھپا ڈالا چھپا ہی وہ رہا
پھر نہ دنیا مین نظر گلشن شداد آیا

سلسلہ مین ہے جنون کے جو خلافت مجکو
پئے بیعت کبھی مجنون کبھی فرہاد آیا

مری وحشت نے نہ مانا کبھی لوہا اوس کا
بیڑیان ساتھہ لئے بارہا حداد آیا

دو قدم چل کے ترے قد کی مقابل اکگی
سرو آیا نہ کبھی باغ سے شمشاد آیا

حیدرآباد مین ہے قدرِ سخن کی **تحصیل**
جب تو دہلی سے یہان داغ سا اوستاد آیا

جنون ہے گردشِ تقدیر سے اوس چشم فتان کا
نہ کیون قسمت ہوا آہو کیطرح دورہ بیابان کا

مبارک شیخ کو سیر و تماشا باغ رضوان کا
تفرح بخش نظارہ ہے مجکو کوے جانان کا

دیا اوس خطِ اخضر نے پتا چاہ زنخدان کا
جنابِ خضر نے چشمہ دکھایا آبِ حیوان کا

برنگ گل شگفتہ غنچہ دل اپنا ہوتا ہے
جو لب پر ذکر آتا ہے کسیکے روی خندان کا

خیالاتِ حسینان سے ہوئی جو دل کی آبادی
گمان ہے آج اِس جھوٹی سی بستی پر پرستان کا

تب ہے دیکھے جو ہو یون شیفتہ حورون پر اے زاہد
مین جلوہ دیکھکر عاشق ناگہان حسن جانان کا

کہین ہے بیل دامن پر کہین پہول اور کہین بوٹا
تیری گلگون قبا پر بہی ہے اک عالم گلستان کا

نظر آتا نہین ہے نور ایمان تیرہ بختون کو
نہ دیکھا منہ کبہی خفاش نے مہر درخشان کا

الہی کس جوان غیرت یوسف کا یہ غم ہے
مرا رونا جو رونا بن گیا ہے پیر کنعان کا

کہین روشن ضمیر امداد کے محتاج ہوتے ہین
فتیلہ کسنے اوسکا پایا چراغ ماہ تابان کا

مٹے ہین صفحۂ ہستی سے وہ حرف غلط کیطرح
نہین سنگ نشان تک بہی کہین گور غریبان کا

دہان گل ہین تو اے بلبل بیان گلگون مضامین ہین
گلستان سے نہین نظارہ کچہہ کم میری دیوان کا

اگر ہو اس پریشانی مین کچہہ جمعیت خاطر
تو دفتر جمع ہو جاوے مرے نظم پریشان کا

دم فکر سخن بہردن در مضمون برستے ہین
سحاب طبع ہی استاد نکلا ابر نیسان کا

مرے احباب نے میرے لئے جو بار اوٹھایا ہے
نہین بوجہ اس سے کچہہ کم مری سر پر اونکی احسان کا

مسلمان ہوکے اے تحصیل مرتے ہین بتون پر آپ
یہی ہے عشق تو حضرت خدا حافظ ہی ایمان کا

غنچہ گلستان ہے کس گل کا
ڈہنگ جب ہر بل مین ہے بلبل کا

کیا جنون زا ہے نالہ بلبل کا
ہے گریبان چاک ہر گل کا

زہر جلوہ ہے مجکو سنبل کا
شیفتہ ہون تمہارے کاکل کا

پہول پہلوا چلی بہار چمن
وقت ساقی نہین تامل کا

شعر پڑہتا ہے وصف ساقی مین
شور خالی نہین ہے قلقل کا

کیا چمن مین چلی ہوا اے زلف
ہے پریشان مزاج سنبل کا

آدمیت سے ہے وہ بے بہرہ
جسمین جوہر نہین تحمل کا

شر ازل سے ہے قوم افغان مین
کون جہگڑا چکاوے کابل کا

وہ بہر دسہ وہ اعتبار نہین
حال سب کہل گیا ترے جل کا

منہ پہ دنیا کے تہوک دے تحصیل
آسرا چاہیئے توکل کا

اونسے حال زار سب اپنے دلِ غم خوار کا
ہم کرینگے عرض موقع دیکھکر اظہار کا

وعدہ فردا قیامت پر اگر رکھا رہا
حال کیا ہوگا الٰہی طالبِ دیدار کا

کرکے وعدہ وصل کا کہتے ہین فرصت نہین ہے
یہ نیا انداز ہے اقرار مین انکار کا

کب مہِ نو مین ہوا اوسکی تیغ ابرو کا کمال
شکل ہے تلوار کی جوہر نہین تلوار کا

باریابی کی کہان جرات مجھے مین ہون فقیر
رعب و داب ہے یار شاہانہ تیرے دربار کا

چاند شب کو دیکھتا ہون اور دن کو آفتاب
جب خیال آتا ہے اوسکے روے پُرانوار کا

نقدِ جان ٹھہرا ہے مول اوسکا ہائے بوالہوس
مفت کیا سودا پڑا ہے عشق کے بازار کا

یاد رکھہ قاصد مرے قاتل کا کوچہ ہے وہی
خون جسمین بے گنہ ہر روز ہو دو چار کا

سایۂ رحمت وہ سمجھین ہم اپنی قبر پر
چادر گل کے عوض دامن اگر ہو یار کا

دیکھہ بچکر چل قیامت کی نظر سے فتنہ گر
سیکھہ لے گی وہ چلن سارا تیری رفتار کا

میری آنکھون مین گذر جاتے ہین نقشے سیکڑون
اور کیا نقشہ تہا دن انتظار یار کا

موذیون کا پیار بہی تحصیل کب بے رنج ہے
زخم کا باعث ہوا بوسہ مجھے تلوار کا

بہولا بہار آتے ہی گلشن شراب کا
ہستو چمن چمن ہے نشیمن شراب کا

ہر محتسب سے باغ ہوا امن شراب کا
گل کی روش چراغ ہو روشن شراب کا

دھبہ ریا کا پیرہنِ زہد پر رہے
اے شیخ بہتر اس سے ہے دامن شراب کا

کیا تاب دیکھے زاہدِ خفاش خواو سے
ہے آفتاب ساغرِ روشن شراب کا

واعظ کی گفتگو بہی کوئی گفتگو ہے صاف
اس سے فصیح ہے کہین الکن شراب کا

لوٹے نہ محتسب کہین اسباب میکدہ
ہوشیار میکشو ہے یہ رہزن شراب کا

بخشونگا یہ ثواب مین ستونکی روح کو
تا وقت نزع بھی ہو خیال مے طہور
جھگڑا اودہی کا مٹتا اگر ہوتے دونون مست

اک جام دے جو وہ بت پرفن شراب کا
خو گر ہون اس لئے دم خفتن شراب کا
پیکر پیالہ شیخ و برہمن شراب کا

تحصیل کیا مزا ہو اگر گورے ہاتھ سے
ہمکو گلاس دے وہ فرنگن شراب کا

یارب ہو روز خلد مین بھی وصل حور کا
دو نون جہان کے لوگ بنے ہین اوسکے رام
گھر سے دو گھڑی کے لئے شب کو آئیے
تلوار ہے گلا ہے مین حاضر ہون بقصور
وصل بتان نہو تو الٰہی وصال ہو
سایا نہونا ایک لطافت کی ہے دلیل

ساغر چلے مدام شراب طہور کا
اللہ رے مرتبہ صنم پر غرور کا
کچھ کام آپ سے ہے نہایت ضرور کا
مرضی حضور کی ہے ارادہ حضور کا
قصہ کہین ہو پاک دل ناصبور کا
جلوہ سے ہے صفائے اونکے سراپا مین نور کا

تحصیل لطف شعر ہو ذی عقل کو نصیب
حصہ مگر نہین ہے کسی بے شعور کا

داد خواہون کو نہین ہے حکم ہے فریاد کا
کر دیا شوق اسیری نے یہ وارفتہ مجھے
گل سے کیا مطلب قفس مین کیا غرض گلزار سے
کوچۂ جانان مین جو اوسنے کیا مجھکو شہید
توڑ ڈالین بیڑیان جب زور وحشت نے کیا
پھیر کر منہ اوسنے پھر دیکھا نہ دنیا کیطرف
الفت شیرین ادا مین مرگ عاشق ہے ضرور
جب شہید ناز نے فردوس مین رکھا قدم

کچھ کھٹکا نہین ہے ای ظالم تیری بیداد کا
کو بکو پھرتا ہون مین گھر ڈھونڈھتا صیاد کا
بس ہے نظارہ بہار عارض صیاد کا
شکر لازم ہے دہان زخم سے جلاد کا
ہمنے مانا ہی نہین لوہا کبھی حداد کا
قصد ہستی سے کیا جس نے عدم آباد کا
تو نے اے دل کیا نہ افسانہ سنا فرہاد کا
شور رونے نے مچلا ڈالا مبارک باد کا

تھام لینے مین جگر اہل زمین و آسمان
ذکر تیرا رات دن کرتا ہون سونی جاگتے

اسقدر پر درد ہے نالہ دلِ ناشاد کا
مشتعلہ ہولا نہین جاتا ہے تیری یاد کا

خاک تھوڑی سی اُڑا کر تو بتادے اے صبا
ہے عبث ایدل تجھے اُس بے کے کوچہ کا خیال

گر کوئی پوچھے بتا مجھہ خانما برباد کا
کچھہ پتا بھی ہے کسیکو گلشنِ شداد کا

ہمنے لکھی ہے غزل تحصیل وصفِ چشم مین
صاد ہر ہر بیت پر کیونکر ہنو اُستاد کا

کیا لڑکپن کہون مین قاتل کا
ایک بوسہ جو بے لیا تمنے
وصل مین یہ کسیکا کہنا ہائے
تھام لو تم کلیجا ہاتھون سے
ادھر اچھا ہوا بھی زخم جگر

کیس سمجھا تڑپنا بسمل کا
کیا یہی قول تھا مرے دل کا
تھا یہی مدعا مرے دل کا
گر سنادون مین ماجرا دل کا
داغ تازہ ہوا ادھر دل کا

جز غم یار ہجر مین تحصیل
کوئی پرسان نہین مرے دل کا

لامکان تک بھی تو ملتا نہین مسکن اونکا
پوچھا موسیٰ نے سبب غش کا تو یہ فرمایا
رحم کا ایک نمونہ ہے یہ ابر رحمت
سیر وہ ساری خدا کی کیا کرتے ہین
قتل سے آج مکرتے ہین مگر جانے دو
آہ وزاری کا کبھی ذکر جو آیا تو کہا
صدقہ اون ہاتھو نپہ کر دیجیے گلستان بہشت
تیغ چوبی سے ہوئے جاتے ہین عشاق شہید

پھر کہان دل کی سوا اور نشیمن اون کا
مجھہ سے دیکھا نہین جاتا رخِ روشن اونکا
شعلۂ غیظ ہے برق شرر افگن اونکا
لامکان کو جسے ہے فردوس ہے گلشن اونکا
کل قیامت مین مرے ہاتھہ ہے دامن اونکا
روز کا ہے یہی جلنا یہی شیون اونکا
گوندھے جن ہاتھون سے اک ہار جو لڑکی نے کا
قتل کرتا ہے جو اون کو لڑکپن اونکا

گل فدا اور تصدق چمنِ تازہ بہار
صد بہارِ گل و گلزار ہے جوبن اونکا
شہسوار ایسے ہین جسوقت سواری نکلی
لامکان تک کہین تھمتا نہین توسن اونکا

تہام لیتا کوی دل کو ہی تڑپنا **تحصیل**
نظر آجاتا اگر چہرۂ روشن ادن کا

پیر و جوان کو عشق ہے اِس خورد سال کا
شیدا نہین ہے کون ہے تیرے نونہال کا
اوس مہ کی مجھسے منزلت کاملی نہ پوچھ
شق القمر سے حال ہی روشن کمال کا
امید مین ہی وصل کے ہم پیر بن گئے
اب انتظار روز ہے روز وصال کا
چودہ برس کی عمر مین کیا جانی کیا ہون آپ
ابرو مین بانکپن ہے ابہی سے ہلال کا
ترک فلک کے ہاتہ سے تلوار گر پڑی
چمکا ہلال دار جو چاند اُن کی ڈہال کا
جب جا ہا مین نے دیکہ لیا تمکو دہیان مین
دیکہا یہ شعبدہ مرے چشم خیال کا
کب تک یہ انتظار ہتو عرض وصل پر
کچہہ تو جواب چاہیئے میرے سوال کا
لیتے ہین حق شناس کہین ملکِ غیر کو
موسیٰ کو کب خیال تہا قارون کے مال کا
پیشِ خدا ندامتِ عصیان ہی روز حشر
پردہ پڑے گا منہ پہ مرے انفعال کا
کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی
پیرو ہنون مین کیون نہ کسی باکمال کا

تحصیل ایک تاب سے موسیٰ نے غش کیا
اللہ رے جلال کسیکے جمال کا

جو خراب الفت مین تیری اے پری پیکر ہوا
وہ بشر انسان ہوا اچہا ہوا بہتر ہوا
سر مرا جس دم جدا تن سے تہِ خنجر ہوا
مین رہا ثابت قدم قاتل کو اب باور ہوا
مین یہ کہتا ہون تمہارے ہجر مین مضطر ہوا
وہ یہ کہتے ہین کہ تو عاشق مرا کیونکر ہوا
مہربانی تمنے کی آباد میرا گہر ہوا
ذرّہ پرور آج یہ احسان بندے پر ہوا
ہوگئی برپا قیامت ہر قدم پر راہ مین
جب خرامان ناز سے وہ فتنۂ محشر ہوا

وار جب ہونے لگے تیغ نگاہِ یار کے / نذر پہلے دل ہوا پیچھے جگر پھر سر ہوا

جبہ سا خلقت خدا کی آستان پر اوسکے ہے / سجدہ گاہ خلق کیا اوس بت کا سنگ در ہوا

کب مریضِ عشق نے پائی ہی صحت اے طبیب / گر ہوا اچھا بھی یہ بیمار تو مر کر ہوا

اسقدر مجھپر حکومت کیون ہے ای بندہ نواز / آپ کا عاشق نہ ٹھہرا مین کوئی نوکر ہوا

دونون عالم مثلِ موسی غش ابھی ہو جائینگے / جلوہ حسنِ یار کا پردے سے گر باہر ہوا

عرضِ حالِ دل کا موقع ہی نہ ہاتھ آیا کبھی / اون سے ملنے کا اگرچہ اتفاق اکثر ہوا

طالبِ دیدار ہین تو بادشاہ حسن سے / اس لئے در پر ترے درویش کا بستر ہوا

ہر گھڑی ہر لحظہ تو موجود میرے دل مین ہے / دل یہ کاہے کو ہوا اے دوست تیرا گھر ہوا

میرے اوسکے وصل نے حیرت مین ڈالا خلق کو / پوچھتا ہے ہر کوئی کیسا ہوا کیونکر ہوا

اک نظر دیکھے جو تجکو یار کسکو تاب ہے / غش ترے جلوہ پہ جب موسی سا پیغمبر ہوا

کون جانے عاشق و معشوق کا راز و نیاز / وصل مین جو کچھ ہوا پردے ہی کے اندر ہوا

پہونچی تجھ سے ہی زلیخا منزلِ مقصود تک / جو ترا پیرو ہوا اے عشق تو رہبر ہوا

زندہ ہو تو چاہیئے حاصل ہو لطفِ زندگی / خضر کا جینا یہان مرنے سے بھی بدتر ہوا

بے ٹھکانا عشق کے ہاتھون ہوئے صبر و قرار / ایک مدت ہو چکی برباد گھر کا گھر ہوا

منعمو عزت کا دولت پر بھروسہ ہے عبث / پھر قارون باعثِ ذلت یہ مال و زر ہوا

حضرتِ واعظ مین اور پیرِ مغان مین چل گئی / خوب میخانے مین جھگڑا ہی کی حرمت پر ہوا

ہے کلام افسون مرا مشہور ہون جادو بیان / اپنی اس سحر البیانی سے مین جادوگر ہوا

عمر بھر کے سب گنہ لکھکر یہ بولے کاتبین
نامۂ عصیان ترا تحصیل ایک دفتر ہوا

عشق گلرو مین ملا داغِ جگر اچھا ہوا / جب لگا مرقد پہ صندل دردِ سر اچھا ہوا

یہ بھی کچھ انصاف ہے صاحب ہی منصف ہوجیے / مین برا ٹھہرا رقیبِ بدگہر اچھا ہوا

چھوڑ دے میری طبیعت پر نگر اپنا علاج
عشق کا بیمار کب ہے چارہ گر اچھا ہوا

خانۂ سینے سے تاریکی نے کالا منہ کیا
آجکل روشن مرا داغِ جگر اچھا ہوا

نقد ایمان لیچلے سوے عدم آباد تم
زادِ رہ تحصیل تو بہرِ سفر اچھا ہوا

خیالِ یار مین شب بھر نہ مجکو خواب آیا
اُٹھا ٹھاتے لو آیا تو اضطراب آیا

خطا تو غیر نے کی بھی اور ملی سزا ہمکو
کہ اپنی جان پہ یہ مفت کا عذاب آیا

وہ صاف بھیجدیے کاٹ کر سر قاصد
کہ خطِ شوق کا میرے یہی جواب آیا

جب آئی شوخی اون آنکھون مین تو پکار اٹھی
ہمارا ذمہ ہے اسپر اگر حجاب آیا

بیان بھی ہونے لگے دلولے جوانی کے
سُنا جو ہمنے کسیکو وہان شباب آیا

وہ بادہ کش ہون جو دریا پہ مے کی لہر آئی
پیالہ بنکے مرے سامنے حباب آیا

خیال روے منور جو تھا دمِ خفتن
کہ خواب مین بھی نظر مجکو آفتاب آیا

پڑھا ہے جب سے سبق مین نے خطِ عارض کا
مطالعہ مین نہ پھر صفحۂ کتاب آیا

وہ پیار سے جو پکارین کبھی مجھے تحصیل
مین دوڑون جلد یہ کہکر کہ ہان جناب آیا

یہ کیا کہا زاہد نے کہ پینا نہین اچھا
پینا نہین اچھا ہے تو جینا نہین اچھا

کستے یہ کہا شیخ کا سینا نہین اچھا
ہان پیرِ مغان سے انہین کینا نہین اچھا

کیا وعظ کا ہو لطف نہ ہو جب مے و مستی
واعظ تری محفل کا قرینا نہین اچھا

اچھا ہے وہی مال جو ہاتھ آتے ہی ہو صرف
اِس چیز کا دنیا مین دفینا نہین اچھا

جو دیدہ ترے دید کا شائق نہین ای دوست
اندھے سے بھی بدتر ہے وہ بینا نہین اچھا

عمامہ بہت خوب ہے زیبِ سرِ زاہد
پر گنبدِ دستار کا زینا نہین اچھا

کیا صرفِ وضو ہی ہے پسند آپکو ای شیخ
ساغر نہین اچھا ہے کہ مینا نہین اچھا

امید بھلائی کی نہ رکھہ نفس عدو سے
کل ایک نجومی نے کہا صاف یہ مجھ سے

شفا کا مقولہ ہے کینا نہیں اچھا
حضرت تمہیں اور ایک مہینا نہیں اچھا

کیا خوب کہا ناسخ مغفور نے تحصیل
انسان کو انسان سے کینا نہیں اچھا

کہاں کی سیر چمن کسنے آشیان دیکھا
پھر اتلاش مین اک عمر اک جہان دیکھا
ہوا نہ گلشن ہستی کی ایک رنگ رہی
بیان دہان دکمر کا جو صاف صاف کرے
خیال تک نہین آتا ہے خواب کا تا صبح
سنے تو گلشن فردوس کے سینے اوصاف
یہ دل تو سوز محبت سے جلکے راکھہ ہوا
فلک نے ایک نہ اک تفرقہ کیا برپا

کھلی جو آنکھہ تو صیاد کا مکان دیکھا
کہین نہ اوس بت خوش وضع سا جوان دیکھا
کبھی بہار کبھی موسم خزان دیکھا
کسینے آج تک ایسا نہ غیب دان دیکھا
شب فراق بہت کرکے امتحان دیکھا
جو دیکھا آنکھہ سے تو کوچہ بتان دیکھا
نہ آگ ہی نظر آئی نہ کچھہ دہوان دیکھا
کہین کسی پہ کسیکو جو مہربان دیکھا

ہزار دن لاکھون مین تحصیل سا کہان شاعر
کہ ہند بھر مین یہی ایک خوش بیان دیکھا

رات دن جل رہا ہے داغ اپنا
زیر سر ہے جو یار کا زانو
کہہ رہی ہے یہی کسیکی کمر
دل ہے مملوے محبت سے

نہین بجھتا کبھی چراغ اپنا
آسمان پر ہے اب دماغ اپنا
نہ ملا وہم کو سراغ اپنا
کبھی خالی نہین ایاغ اپنا

وصل کس گل سے ہو گیا تحصیل
دل جو ہے آج باغ باغ اپنا

دم فریاد گلا داب کے فریادی کا

کہتے ہین دیکھہ تو یہ روز ہے بیدادی کا

صید کر لیتے ہین یہ دام نگہ سے دلکو ۔۔۔ ختم فن آپ کی آنکھون پہ ہے صیادی کا
گر پڑے خوف سے فوارۂ خون دیکھتے ہی ۔۔۔ کیا اسی مُنہ پہ تہا دعوی تمہین جلادی کا
جاتے ہین غیر کے گہر بہیس بدلکر شب کو ۔۔۔ یہ طریقہ تو نیا ہے ستم ایجادی کا
خواہش وصل پہ سو گالیان دو رنج نہین ۔۔۔ پر اک انکار ہے موجب مری ناشادی کا
دار ابرو نے کیا دی یہ شہادت دل نے ۔۔۔ جوہر اس تیغ مین ہے خنجر فولادی کا
نہ رہی خاک بہی تربت کی نشانی کیلیے ۔۔۔ مختصر حال یہی ہے مری بربادی کا
چل بسے کتنے ہی آدم سے دہان تا ایندم ۔۔۔ ہے یہ نقشہ عدم آباد کی آبادی کا
جو غلام آپ کے منظور نظر ہوتا ہے ۔۔۔ نام بہی وہ نہین لیتا کبہی آزادی کا
خم کے خم پینے کی عادت ہے مجہے ای ساقی ۔۔۔ نکلے اک جام سے کیا حوصلہ مجہ عادی کا

داغ شاگردون سے مُنہ پہیرتے گراے تمہیں
کون دم بہرتا بہلا آپ کی استادی کا

مین وہ مجروح اے قاتل ہون تیری تیغ ابرو کا ۔۔۔ دہانِ زخم سے شمشیر کے مُنہ پر لہو تہو کا
کیا نظارہ اسنے شوخی چشم پری رو کا ۔۔۔ ہماری آنکھ کی پتلی بہی اک پتلا ہے جادو کا
ترے آنکھون نکے وحشی کو بیابان بہی گلستان ہے ۔۔۔ گل نرگس نظر مین بنگیا ہے دیدہ آہو کا
رقیبِ بزصفت کو ذبح کرکے تم نہ پچتاؤ ۔۔۔ سمجھ لینا کہ صدقہ ہے اپنے دست و بازو کا
کسیکے گیسوے شبگون کی رنگت پر یہ بہولا ہے ۔۔۔ گلِ داغِ جگر میرا ہے گویا پہول شب بو کا
برابر شعر کے اوزان تلتے ہین جاتے ہین اہمین ۔۔۔ طبیعت ہے ہماری یا کوئی پلہ ترازو کا
عدوے سامری فن سے نہین معجز بیان کو ڈر ۔۔۔ کلیم اللہ کے آگے اثر کیا خاک جادو کا
سرِ مغرور دشمن کا اگر تن سے اوڑا ڈالو ۔۔۔ مری گردن پہ احسان ہو تمہارے دست و بازو کا
پریشان مجمعِ سوداگران مشک و عنبر ہو ۔۔۔ سرِ بازار اگر کہل جائے جوڑا تیرے گیسو کا
اکیلا رات کو نکلا ہے بہرِ سیر وہ مہوش ۔۔۔ فلک سے مہربان ای دل یہی موقع ہے قابو کا

دعائین شام سے دون آسمان کو تا سحر تحصیل
شب مہتاب اگر ہو وصل اوس جانان مہ رو کا

مرے دل مین وہ حسین جب کہین آیا ہوگا
رستہ اس گہر کا ان آنکہون نے دکہایا ہوگا

حالِ دل کہنے سے پہلے ہی ہوا یہ ارشاد
پہر وہی راگ وہی رنگ تو لایا ہوگا

دل بہی افسوس طرفدار اوسیکا نکلا
یہ نہ سمجہا تہا کہ اپنا ہی پرایا ہوگا

جائے حیرت ہے سمایا ہے جو عالم دل مین
اتنی سی چیز مین کیونکر یہ سمایا ہوگا

رات کے جاگنے پر کہتے ہین اونکی آنکہین
جاگنے والے نے ہم کو بہی جگایا ہوگا

حور کے ذکر پہ بولے وہ بگڑ کر مجہ سے
آپ کو شیخ نے اپنا سا بنایا ہوگا

اسقدر مجہ پہ غضب آپکا بے وجہ نہین
کچہہ نہ کچہہ آج رقیبون نے پڑہایا ہوگا

چہپ گئے زیر زمین جورِ فلک سے لاکہون
ہائے اسنے اونہین کیا کیا نہ ستایا ہوگا

دل کو لیجائیگا تحصیل اوڑا کر پہر کون
اوسکی دزد دیدہ نظر ہی نے اوڑایا ہوگا

جلے دل اور اسپر کیون نہ ہو کر تنگ آتش کا
کہ ہے میرے کلام گرم مین اک ڈہنگ آتش کا

زمین سے گرد کے بدلے دہوان اٹہتا ہی سرپٹ مین
سواری مین ہے کیا اُس شوخ کی شبرنگ آتش کا

سپند آسا جلا کرتا ہے چور اوسکی ہتہیلی کا
حنا اک مشت لائی رفتہ رفتہ رنگ آتش کا

تعجب کیا بتون کے دل مین گر پنہان شرارت ہو
ازل سے دیکہیئے معدن ہی ہر اک سنگ آتش کا

بہلاتے ہین کہان ہندو چراغون کو بہانہ ہے
دکہاتی ہے یہ گلبن صاف نیرنگ آتش کا

کباب آسا زبان جل ہین سے جو ہوتی ہی ذرقت
اثر رکہتی ہے اسے ساقی مئی گلرنگ آتش کا

مطول کا ارادہ اِس غزل مین تہا مگر تحصیل
کہا فکر رسا نے قافیہ ہے تنگ آتش کا

دوزخ و خلد ازل مین ہوئے اکدم پیدا
قہر کے ساتہہ ہی رحمت ہوئی توام پیدا

آدمی ہو کے کرین کیون نہ تعلق ہم پیدا
برق و باران نہون کیون ابر مین باہم پیدا
دل جو گھبرایا شبِ ہجر کی تنہائی سے
عشق کا بار فرشتون نے اوٹھایا تو نہین
دیکھکر آئینہ اوسنے یہ کہا وصل کی شب
جام ہی جام دکھا دیتے اوسے ہم گھر گھر
اُوس اُس حور کے کوچہ مین نہ دیکھی ہمنے
گرمیٔ وصل کی بھی تاب نہ آئی اوسکو
جان نثار ایسے ہین ہم شیر کا بھی دودہ جو ہو
زہر اگلنا ہی ہے اوس افعیٔ حاسد کا کام

آکے آدم نے ہی دنیا مین کیا غم پیدا
قہر کے ساتھ ہی رحمت ہوئی توام پیدا
کہدیا غم نے برُے وقت ہوئے ہم پیدا
پیر گردون کے ہوا پشت مین کیون خم پیدا
ہو گئی صبح ہوا نیرِ اعظم پیدا
کاش اِس دور مین ہوتا جو کہین جم پیدا
باغِ فردوس برین مین نہین شبنم پیدا
رخِ نازک پہ پسینہ کا ہوا نم پیدا
آپ فرمائین تو کر دینگے ابھی دم پیدا
کیا عجب ہے مرے لب موذی سے جو ہو سم پیدا

خوش زیادہ ہوئے تحصیل کے اخلاق سے ہم
اس طبیعت کے ہین انسان بہت کم پیدا

حشر مین منہ وہ دبا کر دم فریاد مرا
رو دیا مین نے جو یاد آگیا صیاد مرا
شعر گوئی مین ہے اِک ذہن خداداد مرا
میزبانی کے ہین سامان فراہم سارے
پیشِ حق شکوہ ہے تو کس کا کروگے یہ کہو
میرے مقتل مین تڑپنے سے مزا جو آیا
تازہ ہر ایک ستم کرتے ہوئے پوچھتے ہین
بیڑیان توڑے ہین وحشت مین تڑپ کر مین نے

کہتے ہین کہ نہ بیان شکوۂ بیداد مرا
باعثِ غم ہوا ہو جانا یہ آزاد مرا
نام لوگون نے رکھا ہے سخن ایجاد مرا
گھر ہوا آنے سے مہمان کے آباد مرا
حشر مین نام نہ آئے جو تمہین یاد مرا
قتل کر کے مجھے خوش ہو گیا جلاد مرا
نام کیون تو نے رکھا تھا ستم ایجاد مرا
کیا عجب مان لے لوہا جو یہ حداد مرا

پیرِ کامل ہون طریقہ مین جنون کے تحصیل

معتقد قیس تو خادم ہوا فرہاد مرا

وہ نقاب الٹ کے رخ سے اگر آشکار ہوتا
کوئی دل کو تھام لیتا کوئی بیقرار ہوتا

ترے آنے کا یقین جو دمِ انتظار ہوتا
نہ یہ بیقراری دل نہ یہ اضطرار ہوتا

ترا ہجر روز و شب ہے ترا وصل ہائے کب ہے
مین ہزار شکر کرتا اگر ایک بار ہوتا

پسِ مرگ خاک اپنی کبھی در بدر نہ ہوتی
کبھی جا تری گلی مین جو مرا مزار ہوتا

یہ خوشی سے پھول جاتا نہ مین جامہ مین سماتا
کہ وہ گل لپٹ کے مجھ سے جو گلے کا ہار ہوتا

وہ پری لقا جو آتا مرے سامنے ادا سے
کہ ہزار جان و دل سے مین ابھی نثار ہوتا

تری بزم بھی تو واعظ تھی مزے سے کچھ نہ خالی
اگر ایک دور جامِ مےخوشگوار ہوتا

ہوئی وہ نہ بار خاطر جو رقیب نے خطا کی
اگر ایسی مجھ سے ہوتی تو بڑا غبار ہوتا

کبھی وصل یار ہوگا یہ امید بس تھی تحصیل
مری زیست کا بھی مجکو اگر اعتبار ہوتا

انسان و ملک مین کبھی رشتہ نہین ہوتا
زاہد تو عبادت سے فرشتہ نہین ہوتا

گذرے ہوے حالات کا بے فائدہ غم ہے
حاصل تو یہان حال گذشتہ نہین ہوتا

کیون ترکِ محبت مین کرون تیری جفا پر
ارباب وفا کا یہ رشتہ نہین ہوتا

سمجھون ترے گیسو کو نہ کیون تارِ رگِ جان
ان رشتون سے پیارا کوئی رشتہ نہین ہوتا

جس خط مین نہ تحصیل ہو کچھ لطفِ عبارت
منظور نظر ہر وہ نوشتہ نہین ہوتا

مہرِ رخ کا ترے بوسہ کہین حاصل ہوتا
نیّرِ بخت ہمارا مہ کامل ہوتا

تو اگر زلف پریشان یہ نہ حائل ہوتا
دلِ دیوانہ کہان پابسلاسل ہوتا

گر نہ عشقِ لبِ جانان بخشش مین کامل ہوتا
کب یہان آبِ بقا خضر کو حاصل ہوتا

صنعتِ دستِ سکندر کی بھی قلعی کھلتی
ترے رخ سے اگر آئینہ مقابل ہوتا

حشر کے روز شہادت کیلیئے کافی تہا
اے پری مین بہی سلیمان زمانہ بنتا
نذرِ گیسو ابہی کرتا بطریق تحفہ
زخم دل فصلِ گلستان مین ہوئی ہین آیے
منتین چرخ کی کیا کیا نہ کیا کرتے ہم
شاید اسطرح کی ہوتی نہ اوسے بیتابی

خون آلودہ اگر دامن قاتل ہوتا
نام کا تیرے نگینہ جو سرا دل ہوتا
صورتِ شانہ اگر چاک مرا دل ہوتا
تہا مزا اگر نمکین شورِ عشا دل ہوتا
وصلِ مہوش شبِ مہتاب جو حاصل ہوتا
عوض اس دل کے اگر اور کوئی دل ہوتا

کاش اوس حور کے کوچے مین پہنچتے تحصیل
جیتے جی گلشنِ جنت ہمین حاصل ہوتا

زہے نصیب ستارا مرا بلند ہوا
تہا کا اوسکی شبِ وصل ہوا جو بند ہوا
خیال بادۂ گلگون مدام رہتا ہے
رہا ہوے نہ اسیری سے بعد مردن بہی
وہ انگبین ہون مگس بہی ہے مجسے بیگانی
دوکان پیر مغان میکشو کہلی ہو مدام

جو ماہ وش تری خدمت مین مین پسند ہوا
کہ آرزوے ولی سے مین بہرہ مند ہوا
ہمارا شیشۂ دل بہی پری پسند ہوا
قفس بنا دہن گو جب کے بند ہوا
وہ قند ہون جو مین چونٹی کے ناپسند ہوا
کبہی کریم کا باب کرم نہ بند ہوا

نصیب پر ہوا رتبۂ خاک کا تحصیل
زمین سے آسمان گرچہ بہت بلند ہوا

باب الیے

فیضیاب اوس مہ سے ہی تنویر روے آفتاب
شہرۂ آفاق تیرا حسن عالم سوز ہے
ہجر مین دل کی حرارت دہوپ سے کچھ کم نہین

خوب چمکا نیّرِ تقدیر روے آفتاب
خلق مین کس جا نہین تشہیر روے آفتاب
داغِ سوزان مین بہی ہے تاثیر روے آفتاب

ہے شبیہ یار کی توصیف ہر ہر بیت مین
ہے سراپا یہ غزل تصویر روے آفتاب

باد تاب مہر رخ سے دلین لگ اوٹہتی ہی آگ
کیا جلاتی ہے مجھے تنویر روے آفتاب

تاجداروں کے سپر جنگ مین ابرو نہین
کب غلامون کو ملے شمشیر روے آفتاب

وصفِ عارض سے میرا دیوان مرقع بنگیا
ہر ورق ہے کاغذ تصویر روے آفتاب

شرح لکھی ہے جو اوسکے روی پُر انوار کی
میری یہ تصنیف ہے تفسیر روے آفتاب

جابجا عالم مین ہے اوس مہ کی قدر و منزلت
اب نہین تحصیل کچھہ توقیر روے آفتاب

ہے نقدِ سخن جمع کہ ہے اسکا بہرم خوب
ہے میرے خزانے مین فراہم یہ رقم خوب

عالم مین ہے اک خوش خمِ طاق حرم خوب
یا اک ترا ابروے خمیدہ ہے صنم خوب

تا صبح مزے ہمنے اوڑائے ہین بہم خوب
ارمان نکالا ہے شبِ وصل صنم خوب

میرا یہی دعوی ہے کہ ہی کوے صنم خوب
واعظ کا یہ جھگڑا کہ گلستان ارم خوب

اپنے دلِ گم گشتہ کو اک روئے ہین ہم خوب
یوسفؑ کا کیا حضرتِ یعقوب نے غم خوب

جو ملک بقا جاتے ہین وہ پہر نہین آتے
شاید کہ ہے ہستی سے بہی اقلیمِ عدم خوب

کٹ جائے اگر سر بہی تو پاؤن نہ اوٹھینگے
اب جم گئے ہین کوچہ جانان مین قدم خوب

قرآن کے ہوتے ہوئے بس چہوڑکر اسکو
تمنے یہ نکالی ہے مرے سر کی قسم خوب

لکھتا ہون مین اوس شوخ کو جب وصل کا مضمون
رکتا نہین تحریر مین چلتا ہے قلم خوب

حصّہ مین بخیلون کے سخاوت نہین آئی
لیتے ہین ثواب اسکا تو اربابِ کرم خوب

زندہ رہے تا دورِ قمر داغ سا استاد
اب غالب دہلی مین یہی ایک ہے دم خوب

برسات کے موسم مین یہ دل کہتا ہی تحصیل
توبہ جو نہ کی ہوتی تو مے پیتے ہی ہم خوب

دیکھتا جا شوق سے مقتل مین اپنا اضطراب
دید کے قابل ہے ای قاتل ہمارا اضطراب

یا خدا کس شعلہ وش کا انتظار وصل ہے
قبر مین دیدار کے وعدہ نے رکھا بیقرار
شاید اسکو بھی کسی بحر ادا کا عشق ہے
گرتی ہے بجلی تڑپ کر خاک پر جو ای فلک
ہین شب فرقت مین آج اپنے ہی دونون رفیق

برق کے مانند ہے جو آج دل کا اضطراب
ہائے بعد مرگ بھی پیچھا نچھوڑا اضطراب
بے سبب کرتی نہین ہر موج دریا اضطراب
اسنے کیا میرے دل مضطر کا دیکھا اضطراب
اک تمہارا انتظار اور اک ہمارا اضطراب

لاگ ہے تحصیل اک پردہ نشین سے آجکل
اس لیے ظاہر نہین ہوتا ہے میرا اضطراب

دیدیا صیاد تو نے جب سراغ عندلیب
نرگس و شبو کا جلوہ ہو نظر کے سامنے
باغ ہے فصل بہاری مین اور ہی بزم نشاط
پھول سے عارض کسیکے ہو نگھنے والی ہین ہم

ہو گیا پیدا دل لالہ مین داغ عندلیب
رات دن روشن رہین یہ چشم و چراغ عندلیب
سرو ہے مینا سے گل ہے ایاغ عندلیب
نکہت گل سے معطر ہو دماغ عندلیب

یاد مین اوس گل کے کوچہ کے ہو دل غنچہ سا تنگ
مجکو خوش آئے گا کیا تحصیل باغ عندلیب

جا بجا بادۂ غفلت کے خریدار ہین سب
زلف معشوقہ ادبار سے ہے کون رہا
گردش جہل سے جہلا کو ملے کب فرصت
کوئی راشی کوئی رہزن ہے دغاباز کوئی
آجکل بگڑی ہے کچھ اہل جہان کی رفتار
دیکھیں بگڑے ہوے کب تک نہ سنور جائینگے

حیف بدست الہی کہ بازار ہین سب
اسی زنجیر مسلسل کے گرفتار ہین سب
صاف چکر مین یہان صورت پرکار ہین سب
رو دون کس کسکو یہان درپئے آزار ہین سب
چال مین انکی قیامت ہی کے آثار ہین سب
انکی اصلاح کی کوشش مین یہ اشعار ہین سب

صحت دل کے لئے علم دوا ہے تحصیل
مرض جہل یہ پھیلا ہے کہ بیمار ہین سب

باب تائے مثناۃ

عقل کا کیا دخل جو پاے نشان کوی دوست
وہم کو رستہ نہین ملتا میان کوی دوست

اہل جنت کے ہین ہم شان ساکنانِ کوی دوست
شانِ جنت سے نہین کچھہ کم ہی شان کوی دوست

سنتے سنتے نیند آتی ہی بیان کوی دوست
کچھہ عجب راحت فزا ہی داستان کوی دوست

اوسکی قدر و منزلت کس دورمین کسنے نہ کی
ہر زمانہ رہچکا ہی قدر دان کوی دوست

نام کو چھوٹے بڑے رتبہ ہی سبکا ایکسان
واجب التعظیم ہین خورد و کلان کوی دوست

پہنچکر اوس سرزمین پر پائینگے ارام ہم
مہربان ہم پر جو ہوگا آسمان کوی دوست

باغِ جنت کا کوئی مضمون نہ باندہا ہی کبھی
کی نہ رضوان کی خوشامد مدح خوان کوی دوست

حور و غلمان مین تہا شور مرحبا صد مرحبا
مین نے جنت مین کیا جدم بیان کوی دوست

طالبانِ کوچۂ جانان بہشتی ہین مگر
داخلِ جنت نہونگے منکران کوی دوست

پاون رکہتے ہی وہان تن سے جدا ہوتا ہے سر
ہر قدم تلوار چلتی ہے میان کوی دوست

پای عقل ہو شگافان کو بھی رہ ملتی نہین
بال سے باریک ہے رستہ میان کوی دوست

حضرتِ واعظ بیان باغِ جنت اسقدر
آپ نے دیکہا نہین کیا بوستانِ کوی دوست

کوئی خوان ایسا نہین جسمین کوئی نعمت نہو
اور کیا ہوکے رہین ہم میہمان کوی دوست

راتدن چل چل کے سر سے منزلین کرتی ہین طے
دم بھی لیتے ہین کہین کیا رہروان کوی دوست

داستان خلد ای واعظ سنینگے ہم بدل
اسلئے کہ کچھہ تو ہو لطفِ بیان کوی دوست

کیا کوئی بزدل کرے روباہ بازی اونکے سامنہ
غیرتِ شیر نیستان ہین سگان کوی دوست

سحر کا دم بند ہے تحصیل افسون سے ترے
آفرین اے شاعرِ جادو بیان کوی دوست

مین نے دیکھی نہین ایسی کہین پیاری صورت
کہب گئی ہے مری آنکھون مین تمہاری صورت

ہو گئین شرم سے حوران بہشتی روپوش — چشم بد دور کہ جب تمنے سنواری صورت
دیکھکر اوس کو پری بولی بلائین لے کر — بن نے صورت پہ تیری حور کی واری صورت
دیکھتی وہ جو ترے پہول سے عارض کی بہار — پہر دکھاتی نہ کبھی فصل بہاری صورت
ہاتھ ہر ایک مصور نے میرا چوم لیا — مین نے نقشہ مین جو اوس بت کی اوتاری صورت
بت قدرت کا ہوا شبہہ مرے ہاتھون پر — مین نے نقشہ مین جو اوس بت کی اوتاری صورت
دیکھکر منہ وہ ترا جو دین سے گھٹنے لگی — پہر نظر آئی نہین چاند کی ساری صورت
نہ مرض نے مجھے مارا نہ قضا نے مارا — بے اجل اے بت کافر تری ماری صورت

بیم و امید تو دونون ہین برابر تحصیل
دیکھیے حشر مین کیا ہوگی ہماری صورت

باب الثاء

دار السرور ہے در دولت سرائے غوث — ہو کیون نہ بادشاہ ملقب گدائے غوث
ہو زیر پائے پوست مرا زیر پائے غوث — خادم کی آرزو ہے کہ یون ہو فدائے غوث
تعظیم ہے یہ بزم ولایت مین آپ کی — کاندھے پہ اولیا نے لیا اپنے پای غوث
برج قمر کی طرح سے روشن ہو کیون نہ دل — تابان ہے داغ الفت وعشق لقای غوث
سرمہ بناؤن شوق سے آنکھون کیواسطے — آجائے ہاتھ اپنے اگر خاک پای غوث
زینہ کو اوسکے بام فلک پر بھی فوق ہے — اللہ رے بلندی دولت سرائے غوث

میری زبان کیا ہے یہ میرا بیان ہے کیا
تحصیل ہو جو دعوے وصف و ثنای غوث

نگہ مہر نہین تیری ادہر کیا باعث — بدلی بدلی نظر آتی ہے نظر کیا باعث
غیر کے ساتھ ملاقات مین کچھ عذر نہین — سیکڑون حیلہ ہین آنے مین میری گھر کیا باعث

آپ ہی ہاتھ میرے سینہ پر رکھ کر دیکھیں
نہیں معلوم تڑپتا ہے جگر کیا باعث

چارہ گر مجھکو اگر عشق کا آزار نہیں
پھر دوا کیون نہین کرتی ہے اثر کیا باعث

صاف و شفاف کوہی شے نہیں مثل مے ناب
شیخ کو پینے سے پھر اسکے ہے ڈر کیا باعث

مہربانی سے ذرا تو ہی بتا دے اے چرخ
شب فرقت کی نہین ہوتی سحر کیا باعث

تم کو تحصیل کے تو نام سے بھی نفرت ہے
اوسکے اشعار ہین منظور نظر کیا باعث

باب جیم تازی

کس برق وش کے وصل کا ہے انتظار آج
بالکل تڑپتا ہے جو دل بیقرار آج

میکش ہین باغباغ بزنگ بہار آج
آنکھوں مین محتسب کی کھٹکتا ہے خار آج

ہے کیون مکدر آینہ طبع سے کیئے صاف
خاطر پہ کس لیے ہے تمہاری غبار آج

پیاسا ہون آب وصل کا سیراب کیجیے
یا پھیریے گلے پہ چھری آبدار آج

کتنی خوش آتی ہے مجھے پیاری ادا تری
آتا ہے جی مین جان ہی کر دون نثار آج

پابوس کو غبار بھی اُٹھے گا تار کا اب
گذرے جو میری قبر پہ وہ شہسوار آج

مضمون باندھکر ترے دندان کا خوش ہوا
گویا لگا ہے ہاتھ دُرِ شاہوار آج

اوس غیرت پری کو ہے انکار مے کشی
افسون گری سے شیشے مین ساقی اُتار آج

ظالم کی اک ادا سے قضا میری آئی تھی
تھا رشتۂ حیات مگر استوار آج

آتا تھا راہ پر میری کوشش سے کب وہ بت
ہوتا کرم ترا نہ اسے پروردگار آج

اندازا وس مین نالۂ عشاق کا کمان
سورش چمن مین کرنے دو بلبل ہزار آج

ارزان فروخت ہوتے ہین اشعار آبدار
لو کوڑیون کے مول در شاہوار آج

کل جنکو اپنے نام پہ تحصیل تھا غرور

ملتا نہین ہے اونکا نشان مزار آج

غزل

درستایش بتقریب دورہ تشریف آوری حضور مہاراجہ صاحب بہادر والی ریاست میسور بمقام کوچہ حضرت میر حیات قلندر قدس سرہ وکوہ گلّت گری

جلوہ فرما جو مہاراجۂ میسور ہین آج
آنکھین نظارۂ دیدار سے پُرنور ہین آج
دورِ خورشید سا دورہ ہے مہاراجہ کا
شہر سب صوبۂ میسور کے پُرنور ہین آج
کیا ادا مجھسے ہون اوصاف حضور پُرنور
ذہن اور میری زبان دونون یہ مجبور ہین آج
عدل وانصاف ہین اور داد و دہش ہین اینکے
کہ مہاراجۂ میسور تو مشہور ہین آج
جو دعائین ہین پئے دولت اقبال حضور
سب وہ اللہ کی درگاہ مین منظور ہین آج
بہر نمک خوار تو سرکار کے مسرور ہین آج
یہ دو چشمے وہ ہین جو نور سے معمور ہین آج

قربیت والی میسور کی بس ہے تحصیل
ہم سے اسکندر و فغفور سب دور ہین آج

باب دال

قرآن الٰہی ہے خطِ روے محمدؐ
بسم اللہ الحمد ہے ابروے محمدؐ
ہے سورۂ رحمان رخِ نیکوے محمدؐ
اور معنیٔ واللیل ہے گیسوے محمدؐ
رضوان جو یہ طوبیٰ کی بلندی پہ ہے نازان
دیکھا نہین شاید قدِ دلجوے محمدؐ
کیونکر نہ خدائی کے کھلین عقدۂ لاحل
ہے ناخنِ قدرت خمِ ابروے محمدؐ
موجب ہے یہی جمعیت ہر دوسرا کا
تارِ نظرِ حق ہے گہ گیسوے محمدؐ
کہتے ہین اونہین اہلِ یقین ظلِ خدا ہے
بے سایہ ہو کیون قدِ دلجوے محمدؐ

رویا ہے بہت دیکھکے محراب حرم کو
برباد چمن مین گل و سنبل ہون بلا سے
پہر جاتے ادہر مشتریان مہ کنعان
دل اوسکا و داغ اوسکا ہے سر اوسکا ہو یارب
یہ آپ کا رتبہ ہے کہ مخدوم ملایک
پا سنگ مین نیکی کے بدی ہوگی ہماری
یوسف کی طرف ایک زلیخا ہوئی مائل
ہر روز مجھے عید ہے ہر شب ہے شب قدر

یاد آ گئے کعبہ مین جو ابروے محمدؐ
ہے مجکو ہوا ے رخ گیسوے محمدؐ
گردیکتے مہر رخ نیکوے محمدؐ
ہو جسکو ہوا ے سر گیسوے محمدؐ
جبریلؑ ہین جاروب کش کوے محمدؐ
بخشش کے ہی پلے پہ ترازوے محمدؐ
یان ساری خدای ہے خدا سوے محمدؐ
کیا صلّ علی ہین رخ و گیسوے محمدؐ

رضوان کا رتبہ یہان دربان کو ہے تحصیل
فردوس بریں ہے چمن کوے محمدؐ

رشک گل جنت رخ زیباے محمدؐ
کچھ سر مین ہے میرے نہین سوداے محمدؐ
اندیشہ آسیب گنہ کچھ نہین مجھکو
داغ دل شیدا ہے ہر اک روکش خورشید
فصاد نکالے بھی اگر خون رگون سے
اقدام مبارک کی محبت مین ہوا ہون
آئینہ حق بین ہے یہ پاس اہل صفا کے
حاجت نہین کچھ شمع لحد کی پس مردن

اور غیرت سرو طوبی قد بالاے محمدؐ
دل کو بھی ازل سے ہی تولاے محمدؐ
ہے ورد وظایف مرا اسماے محمدؐ
اللہ رے عشق رخ زیباے محمدؐ
نکلے گا مگر سر سے نہ سوداے محمدؐ
تربت بھی بنے نقش کف پاے محمدؐ
اے صلّ علی روے مصفاے محمدؐ
روشن ہے یہان داغ تولاے محمدؐ

تحصیل میرے دل کی تمنا ہے شب و روز
اللہ بنا دے مجھے شیداے محمدؐ

فردوس برین گوشۂ بستان محمدؐ
رضوان جنان مرغ گلستان محمدؐ

کچھ دل ہی نہین اپنا ثنا خوان محمد
ہر دم ہے میری جان بھی قربان محمد

معمور ہے نعمت سے ہر اک خوان محمد
کیا دخل کہ بھوکا رہے مہمان محمد

مبذول ہین الطاف و کرم آپ کے بیحد
وہ کون ہے جس پر نہین احسان محمد

سب کہتے ہین جبریل کو مخدوم ملایک
وہ کہتے ہین ہین خادم دربان محمد

اللہ رے بلندی مکان شہ لولاک
ہے بام فلک زینۂ ایوان محمد

کیا مجھکو جلائے غضب مہر قیامت
ہے رحمت حق سایۂ دامان محمد

نظارۂ خورشید سے نفرت ہے نظر کو
آنکھون مین ہے نور رخ تابان محمد

لخت جگر و اشک یہ از لعل و گوہر ہین
اللہ رے فیض لب و دندان محمد

آنکھون سے لگا صاد کیا کرتے ہین جبریل
لکھتے ہین جو ہم مدحت چشمان محمد

قرآن ہے گواہ اونکی وجاہت پہ نہین کچھ
مرقوم ہے انجیل مین بھی شان محمد

حکم آپ کا مانون بسر و چشم نکیون کر
تحصیل مین ہون تابع فرمان محمد

بیمار عشق ہون مجھے درمان ہو کیا پسند
جز وصل مصطفےٰ نہین کوئی دوا پسند

عصیان کا مین مریض ہون وہ ہین شفیع حشر
ہے آپکا مجھے دار الشفا پسند

تکلیف سیر خلد کی زاہد نہ دے مجھے
دیوانہ دل نے دشت مدینہ کیا پسند

کحل بصر ہے خاک کف پاے مصطفےٰ
آنکھون نے کر لیا ہے یہی توتیا پسند

لے چل مجھے اڑا کے مدینہ تک اے صبا
اس ناتوان کی اتنی تو کر التجا پسند

ناساز بے مدینہ طبیعت رہی مدام
کیا خاک ہند کی ہو مجھے پھر ہوا پسند

ممدوح کبریا کی ہے توصیف کا یہ فیض
تحصیل یہ غزل ہے جو خلق خدا پسند

شراب محبت پلاؤ محمد
مجھے مست و بیخود بناؤ محمد

ہوا خواب غفلت سے اک دم نہ بیدار
بہت سو چکا اب جگاؤ محمد

مسیحا کے دم سے ہوا مین نہ زندہ — ذرا آپ لب کو ہلاؤ محمدؐ
برائے زیارت ترستی ہین آنکھین — مزارِ مبارک دکھاؤ محمدؐ
نزاکت سے ہے عشق اپنی نگہ کو — تم آنکھون مین میری سماؤ محمدؐ
قیامت ہے خورشید کا منہ ادھر ہے — نقاب آج رخ سے اُٹھاؤ محمدؐ
جو نہرین روان تمنے کی انگلیون سے — وہ دریا ادھر بھی بہاؤ محمدؐ
بچا لو گناہون سے مجکو یہان آج — عذابون سے کل پھر چھڑاؤ محمدؐ

جرائم سے تحصیل ہے سخت مجرم
خدا سے اوسے بخشواؤ محمدؐ

یا شیخ آپ ہی کو ہو ظرفِ وضو پسند — مجھ رند کو مدام ہے جام و سبو پسند
حور و پری نہین مجھے اے ماہ رو پسند — شیدا ہین دل سے ہون ترا مجکو ہی تو پسند
عطر و گلاب پر بھی چڑھاتے ہین ناک وہ — اے گل ہے جنکو تیرے پسینے کی بو پسند
نہین کیا جو باتون ہی باتون مین ذکر وصل — وہ بول اُٹھے نہین ہین ہمین یہ گفتگو پسند
مقبول نوکِ تیر کو ہین یہ دل و جگر — خنجر کی دھار کو ہے ہمارا گلو پسند
شمشیر موج آب سے کیونکر کٹے کوئی — ایذا کسیکو دیتے ہین کب آبرو پسند

کہتے ہین اوسکی زلف مین کوئی پھنسا ہے آج
تحصیل ہو نہ میرا دلِ آرزو پسند

معاف میری خطا اوسنے کی عتاب کے بعد — ملی نجات گنہگار کو عذاب کے بعد
یہی ہے وقت جوانی مزے اُڑاؤ تم — وگرنہ ہاتھ ملوگے بتو شباب کے بعد
دھوان جو آہون کا اُٹھا روان ہوئے آنسو — نزول آب ہوا آمد سحاب کے بعد
مجھے وہ جب نکلنے آئے تھے مینے دیکھ لیا — یہ منہ دکھانا ہوا ہے بڑے حجاب کے بعد

انہین پسند طبیعت ہین منتخب اشعار

غزل سنائے تحصیل انتخاب کے بعد

باب الذال

مین سنے بابا بس مرون یہی اچھا تعویذ
سنگ یثرب سے جو مرقد پہ بنایا تعویذ

بے اثر بارہا مجھکو نظر آیا تعویذ
کبھی آسیب گنہ کو نہ اُتارا تعویذ

یا محمد کا تو لکھہ نقش ہمیشہ عامل
صدقہ کر اسپہ تر سے سیکڑون گنڈا تعویذ

کیون نہو جاے بخار و تپ عصیان کافور
نقش سے مہر نبوت کا نرالا تعویذ

کسی عامل سے بجز نام الٰہی مین نے
نہ تو چینی سے لکھائی نہ لکھایا تعویذ

جیتے جی غیر کا احسان نہ اُٹھایا مین نے
بعد مردن مرے مرقد پہ نہو نا تعویذ

مدد شیر خدا قوت بازو سے دہی
ڈھونڈ پر سے اسے تحصیل نہ باندھا تعویذ

باب الرا

عرش برین ہے روضۂ انور زمین پر
کیون آسمان کھائے نہ چکر زمین پر

رتبہ بلند در ہوا خاک پاک کا
تشریف لائے جب سے پیمبر زمین پر

بہر زیارت شہ دین انس و جن ہی کیا
آئے ملک فلک سے اُتر کر زمین پر

زیر زمین وہ قبلۂ کونین دفن ہے
سر کو جھکادے چرخ نکیو نکر زمین پر

وہ کونسی ہے آرزو عیسیٰ سے پوچھئے
آتے ہین جو فلک سے نکر کر زمین پر

شق القمر ہے چرخ پہ اک معجزا نہین
باتین کرتے ہین آپ سے پتھر زمین پر

خورشید اوج دین ہے جو برج مزار مین
کیونکر نہ صدقہ ہون مہ و اختر زمین پر

اوس حق نما کے رعب سے کفار کانپ اوٹھے
بت منہ کے بل گرے ہین تڑپ کر زمین پر

سنگ و شجر ثبوت رسالت پر آپ کی
دونون نے دی گواہی برابر زمین پر

بعد وفات شاہ دو رہ قطع ہو گئی
جبریل پہر نہ مارے کبھی پر زمین پر

پرنور اس غزل کی زمین ہے بزنگ طور
مثل کلیم غش ہین سخنور زمین پر

تحصیل بعد مرگ میری قبر ہو وہین
نقش قدم نبیؐ کا ہو جس سرزمین پر

نہ جمی اُڑکے کبھی گرد مدینا سر پر
خاک کیا گور کو لیجاون مین تو شاسر پر

تو اُڑا دیتی اگر خاک مدینہ سر پر
اے صبا کیا ترا احسان نہوتا سر پر

مغز سے آتش عصیان کا دہوان اُٹھتا ہے
ابر رحمت ترا اب تک نہین برسا سر پر

اونکے نعلین مقدس جو مرے ہاتھ آتے
کبھی آنکھون سے لگاتا کبھی رکھتا سر پر

الفت موئے مبارک ہی سبہے دولت سے
طرہ کیا چاہیئے پہر بال ہما کا سر پر

کیا اگر چرخ چہارم ہے مسیحا کا مقام
تو اے محبوب خدا عرش کے پہونچا سر پر

ظل دیوار پیمبر نہ کبھی ہولون گا
لاکھہ اگر خلد مین ہو سائے طوبا سر پر

حورین بال اپنے بچھاتی ہین ترپا سیر کر
ہے سوا آپ کے گیسو کا جو سودا سر پر

حشر مین گرمی خورشید کی پروا کیا ہو
سائے دامن رحمت جو رہے گا سر پر

بار عصیان سے جہکی جاتی ہے گردن میری
یا نبیؐ بوجہہ گنہکا ہے زیادا سر پر

کس سے تحصیل کرون شکوۂ نقاش ازل
نقشہ پاپوش نبیؐ کا جو نہ کہینچا سر پر

عقل ہے پرواز شمع روے جانان دیکہکر
ہوش پروانہ کے اُڑتے ہین چراغان دیکہکر

شب کو اسکی چاند سی صورت جو یاد آنے لگی
تا سحر رویا ہے مینے ماہ تابان دیکہکر

جب ہنسا اوسنے خوشی سے ہوگیا مین باغباغ
غنچۂ دل کہل گیا اوس گل کو خندان دیکہکر

وصف جنت حضرت واعظ ہمارے سامنے
ہم ابہی آئے ہین باغ کوے جانان دیکہکر

ہر کوئی ہو سکتا عاشق عشق ہوتا سہل اگر
سبق بنتے بلبل طفل مکتب بہی گلستان دیکہکر

شام تک مجکو پریشانی مین دن گذرا ہے آج
تمسے مین ملنے سے تم کیون مجہسے ہوتے ہو خفا
خنجر قاتل کا ہر جاتا ہے آنکھون مین ستم
ایسے بزدل کیا شکار شیر پر باندہ ہین کمر
حورین تجکو دیکھکر اے یار کہتی ہین پری

صبح جو مین نے اٹھا زلف پریشان دیکھکر
کیا کہین ملتے نہین انسان کو انسان دیکھکر
خون رو دیتا ہو نہین گنج شہیدان دیکھکر
کانپ اٹھین جو خوف کے مارے نیستان دیکھکر
حور کہتے ہین تجھے اہل پرستان دیکھکر

ہر غزل ہے بحر ہر شعر ہے موج شراب
مست ہو عالم نکیون **تحصیل** دیوان دیکھکر

نہو کیون رشک نیسان کو سحاب طبع موزون پر
فدا صبح بنارس اسکے حسن روز افزون پر
گمان ہو کیون نہ میدان دغا کا محبکو گردون پر
وہ مہوش بام پر ہر شب پئے نظارہ آتا ہے
اگر ہو وصل کی شب وہ مرا لیلی او اعریان
مئے نرگس پلا دو جاے شربت نزع مین مجکو
فدا سو جان سے اے رشک چمن ہین بلبل و قمری
پریشان مثل سنبل ہے کبھی فعی سا پیچان ہے
کیا ہے عشق شاہ حسن کی دولت نے مستغنی
قناعت کی بدولت بوریا ہے مسند شاہی
کیا ہے نظم جو مضمون سراپاے حسینان کا

در اشعار نے پیرا ہے پانی در مکنون پر
تصدق کیجیئے شام ادوہ کو زلف شبگون پر
شب فرقت مین فوج انجم کی آمادہ ہے شبخون پر
درخشان اختر قسمت سے ہیرا اوج گردون پر
تو لیجا کر چڑہا دون چادر گل قبر مجنون پر
تقضا کرتا ہون مین دنیا سے اداے چشم میگون پر
تمہارے عارض گلگون پہ وہ یہ قد موزون پر
بلا وہ کونسی نازل نہین زلفون کے مفتون پر
بجا ہے رشک شاہون کو مرے بخت ہمایون پر
ہمارے جھونپڑے کو فوق ہے قصر فریدون پر
کہ اک تصویر کا عالم ہے میرے شعر موزون پر

گردن گیا جو ہر تیغ زبان کو اپنے اے **تحصیل**
کہ حاسد رشک سے کٹتے ہین ناحق میرے مضمون پر

مر گیا ہون جو مین آشفتہ گلگرد ہو کر
روح جنت کی ہے پھولو نہین میری بو ہو کر

سہر پریشان کیا جمعیت خاطر کو
دل صد چاک نے سہر شانہ گیسو ہو کر

تو نہوتا اگر اے دل تو یہ غم کیون ہوتا
ہائے کمبخت ڈبویا ہے مجھے تو ہو کر

زخم تلوار کا کہائے ہوئے جی جاتے ہین
نہ جیا ہائے کوئی زخمئی ابرو ہو کر

طلب بوسہ پہ انکار درشتی کے ساتہہ
ناخوشی یہ ہمین زیبا نہین خوشرو ہو کر

اوس فسون ساز کے افسون ہین کرشمے کیسے
دل پہ عاشق کے جو چل جاتے ہین جادو ہو کر

کبہی سینہ پہ سنبہل جاتا کبہی دامن پر
کاش اوس آنکہہ سے کرتا جو مین آنسو ہو کر

وصف دندان کے مضامین بہی دم فکر سخن
صدف دل سے نکل آتے ہین لولو ہو کر

ہم سمجہہ جاتے ہین تحصیل سُبک وصعون کو
تو لیتی ہے نظر اپنی ترازو ہو کر

لایق مدح وثنا ہے بلبل شان بہار
کیجیے تعریف جتنی ہے وہ شایان بہار

جان کے مانند ہے قالب مین جانان بہار
بلبلین کیونکر نہون سو جان سے قربان بہار

وہ دکہاتے اپنی گلپوشی کی گر شان بہار
دب ہی جاتی شوکت رنگ گلستان بہار

دامنی تری ہے گلکاری سے دامان بہار
یا یہ دانگیر ہے اے گل گلستان بہار

مطرب وساقی ہوا و ابر گلشن جام ومے
ہو مبارک میکشو یہ ساز و سامان بہار

فصل گل مین ہوتی ہے آراستہ بزم شراب
جتنے ہین میخوار سب ہوتے ہین مہمان بہار

ہے چمن رشک پرستان اور صبا تخت روان
حکم فرمائے گلستان ہے سلیمان بہار

چل رہی ہے کسکے گیسو کی گلستان مین ہوا
مشک و عنبر سے معطر ہے جو دامان بہار

یہ ہزارون مین پکارا آکے یہ اوس گل کا شباب
ہین کدہر باغ جہان مین آج خواہان بہار

پہول پہل کے بوجہہ سے شاخ وشجر ہین سرنگون
خلقت گلشن ہے زیر بار احسان بہار

گل ہزارون ہین شگفتہ غنچۂ دل کے سوا
ہائے اِس کمبخت کو باقی ہے ارمان بہار

گل جہلکتے جائین غنچے کہلتے جائین باغ مین
ہے یہی باد سحر کو حکم سلطان بہار

آمد آمد حشر مین اوس گل کی جسدم ہوگئی
بڑ رہے ہین بلبلین گلشن مین شرح بوستان
وہ نہین تحریرین جو اوراق برگِ گل پہ ہین
چشم نرگس وردعارض غنچۂ گل ہے دہن

عرصۂ محشر ہوا صحن گلستانِ بہار
فصلِ گل آئی کہلا بابِ دبستانِ بہار
ہان خطِ گلزار سے لکہا ہے دیوانِ بہار
سنبلِ گلزار ہے گیسوے جانانِ بہار

فصلِ گل مین وصل سے ہے بلبلِ دل باغباغ
مجکو حاصل ہوگیا تحصیل جانانِ بہار

بہت بچہتا ئیگا اے دل تو نکا شیفتہ ہوکر
ڈرا و شاعرون کو اس بلا سے مین تو عاشق ہون
کسی گلرو کے ہم بہی ہاتہہ لگتے باغِ عالم مین
کرون بدنام ناحق کیلیے مین تیغ و خنجر کو
اسی امید پر لاغر بنا ہون صورتِ سوزن
نہ داد اپنی ملے گا اے بتِ بیدرد گر تجہسے
نہ آئی کام کچہہ میرے دلِ دانا کی دانائی
عدم آباد جائینگے مگر اپنی خوشی سے ہم
خدا حافظ تمہارا قید یو زندانِ دنیا مین
کنارا لے لیا بحرِ عدم مین کس نے ساتہہ آیا
رہِ عشقِ صنم مین خضر کی حاجت نہین ہمکو
اوڑی ہے جو خبر زاہد کے میخانے مین آنیکی
نمازین پڑہ عبادت کر وظائف مین بہی رہ مشغول
کیا ہے ترک تخت و تاج ابراہیم ادہم نے

جو چہتون پہیر لیتے ہین یکایک بے وفا ہوکر
نکل جائیگی کیا چوٹی تمہاری آزدہا ہوکر
رہے سرسبز کوئی دن نہ ہم برگِ حنا ہوکر
ترا ابرو پہرا ہے میرے دل پر نیمچا ہوکر
کہ تا کہینچے مجہے وہ سنگدل آہن ربا ہوکر
ہلادون عرش کو مظلوم کی آہِ رسا ہوکر
کہ جسدم گردشِ قسمت نے پیسا آسیا ہوکر
نہ غم کہا کر نہ تنگ آ کر نہ دنیا سے خفا ہوکر
چلے سوے بقا ہم قید خانہ سے رہا ہوکر
کہ جتنے آشنا تہے رہگئے نا آشنا ہوکر
ہمارا شوق ہی لیجائے گا خود رہنما ہوکر
کہون کیا دخترِ رز بیٹہی ہے کیسی پارسا ہوکر
جو کچہہ کرنا ہے کر زاہد ولیکن بے ریا ہوکر
غنی بنتا نہین ہے کون اوس در کا گدا ہوکر

نہ پہیرا بیقراری مین بہی منہ کو اوسکی جانب سے
رہے سوے خدا ہم طایرِ قبلہ نما ہو کر

نشان تک نام کو چہوڑا نہ مین نے بحرِ عالم مین
مٹایا نقشِ ہستی کو حباب آسا فنا ہو کر

ہوا تحصیل وصل اوس کا کیا جب ترک دنیا کو
ملے ہم یار سے اپنے تو عالم سے جدا ہو کر

تعجب کیا عدو آمادہ ہو گر میری ذلت پر
نہین کب مستعد ابلیس آدم کی عداوت پر

دلالت کر رہا ہے شیخ کی بہولی طبیعت پر
کہ بے دیکہے یہ ہو نا شیفتہ حوران جنت پر

مجہے اندیشہ ہے واعظ کے میخانہ مین جانے سے
کہین جہگڑا نہ ہو پیر مغان سے مے کی حرمت پر

وہ کہتے ہین اک امرِ اتفاقی ہے ہمارا وصل
کرے گا رشک اب سارا زمانہ تیری قسمت پر

مین رو رو کر جب اون سے عاشقی کا ذکر کرتا ہون
وہ کہتے ہین ہنسی آتی ہے مجکو تیری صورت پر

خبر کیا تہی کہ دل لینے مین ہوتے ہین حسین چالاک
مین خود بہولا ہوا تہا ان کی بہولی بہولی صورت پر

رہا بعد فنا آخر نہ کوئی غمگسار اپنا
فقط اک بیکسی ہے رونے والی میری تربت پر

غرورِ مال سے قارون نے پائی ہے بڑی ذلت
نکر نخوت تو اے منعم کبہی اس مال و دولت پر

اوٹہے گا سرِ محشر نہ میرا شرمِ عصیان سے
نزولِ رحمتِ حق ہو نہ جب تک اس ندامت پر

لکہے میرا قلم اصلاح کیا اوسکے نوشتہ کی
کسی نے حرف ہی رکہا ہے اب تک خطِ قسمت پر

کیسی دوستی نے اسقدر صدمہ دیے تحصیل
کہ دشمن کو بہی رونا آگیا ہے میری حالت پر

غزل در توصیف والیٔ رامپور

ہر دم وہ جان بخش دیتی ہے صبا اے رامپور
کرتی ہے کارِ دمِ عیسی ہوا اے رامپور

غنچۂ دل کو شگفتہ کی صبا اے رامپور
غیرتِ بادِ بہاری ہے ہوا اے رامپور

کیون نہ مالا مال ہو زر سے گدا اے رامپور
فخرِ حاتم آج ہے فرمانروا اے رامپور

موجِ افلاسی سے بیڑا آج اونکا پار ہے ۔ بحرِ عالم مین رہے جو آشنائے رامپور
کوکبِ اقبال اوسکا اوج پر آیا نظر ۔ جسکے سر پر پڑ گیا ظلِّ ہمائے رامپور
چین اور آرام پاتی ہے جہان خلقِ خدا ۔ ما منِ عالم ہے یہ دولت سرائے رامپور
مین بھی اوسکے جلوہ خوبی کا نظّارہ کرون ۔ دے مجھے بھی یا خدا شوقِ لقائے رامپور
مین فدا اون صاحبون کی خوش نصیبی پر ہون آج ۔ جان و دل سے ہو رہے ہین جو فدائے رامپور
سچ مین اوسکی نہین کچھ واسطے میرا ہی دہن ۔ ایک عالم کی زبان پر ہے ثنائے رامپور
رام ہین اوسکی حکومت کے پریزاوان دہر ۔ ہے سلیمان جاہ یہ فرمانروائے رامپور
تا ابد زندہ مثالِ خضر دنیا مین رہے ۔ فضل سے یارب ترے یہ بادشاہے رامپور

ٹھنڈا ہے کے زور پر ہے صوبۂ میسور مین
ہو عطا تحصیل کو شاہا ردائے رامپور

ردیف زائے معجمہ

پیشِ نظر ہے زلف کسیکی تمام روز ۔ دن کو بھی میرے سامنے رہتی ہے شام روز
جینا بغیر یار گوارا نہین سب مجھے ۔ آتے ہین کیون مسیح علیہ السلام روز
سرسبز ہوتے ہین وہی اے یار ہر روش ۔ جو لوگ تیرے باغ مین کرتے ہین کام روز
مصروفِ ذکرِ غیر مین میری زبان نہین ۔ اے دوست ورد رہتا ہے تیرا ہی نام روز
پھر کون دیکھے رُدِ مہ و مہر صبح و شام ۔ جلوہ نما گر آپ ہون بالائے بام روز
آئے وہ یا نہ آئے اونہین اختیار ہے ۔ اپنا تو پہنچتا ہے سلام و پیام روز
گردش مین ہین مدام مہ و مہر چرخ پر ۔ ساقی ہو اپنی بزم مین بھی دورِ جام روز
پختہ عمارتون کا عبث ہے خیال خام ۔ دنیا نہین ہے غافلو اپنا مقام روز

تحصیل جو مذاقِ سخن سے ہین آشنا

سنتے ہین شوق سے وہ ہمارا کلام روز

خدا کے سامنے دل سے پڑہین خدا کی نماز
طریق اہلِ یقین کی نماز کا ہوگا
پڑہین نماز نہ وہو کا دہی کی نیت سے
جو وعدہ اوسنے کیا ہے وفا کرے گا وہ
زبان دم سے پڑین لا الہ الا اللہ
مراد لفظ طہارت سے پاکی دل ہے

قبولِ درگہِ خالق نہین ریا کی نماز
حضور قلب سے تمنے اگر ادا کی نماز
پسند حق نہین ہرگز کبھی دغا کی نماز
مگر یہ شرط ہے کچہ ہمسے وفا کی نماز
یہ ذکرِ پاک ہے خاصانِ کبریا کی نماز
ادا یہ شرط جو ہو تم نے بہی ادا کی نماز

خیال غیر نہو محویت ہے وہ تحصیل
خدا پرستون نے یون ہی پڑہی خدا کی نماز

ردیف سین

قدر افکار مضامین ہو نکیون کر دل کے پاس
آنہین سکتا خیالِ غیر ہے دل کے پاس
ہے مناسب اسقدر خال اوس رخ پر نور پر
محفلِ دنیا سے مین اوٹہتا نہ اِس حسرت کے ساتہ
آنکہہ مین ظالم کی دنبالہ ہے سرمہ کا کہان
اجر ہے للہ بوسہ دیجیے اگر ادہر
قربتِ ابرو مژگان ہے بجا اوس آنکہہ سے
وہ پری رو ہو جسے زیر تابع فرمان مرا

اہلِ محفل کی ہے خاطر بانی محفل کے پاس
کب گذر جاہل کا ہوتا ہے کسی عاقل کے پاس
دیکہنے والے کو ہے نارامہ کامل کے پاس
وہ بتِ کافر جو دم بہر بیٹھہ جاتا مل کے پاس
بہرِ قتلِ عاشقان تمشیر ہے قاتل کے پاس
وہ سخاوت ہے جو سے خود پہنچکر سائل کے پاس
تیر و خنجر چاہیے ہر دم رہین قاتل کے پاس
نقش حب ایسا نہین دیکہا کسی عامل کے پاس

حال ابراہیم ادہم سے یہ ثابت ہوگیا
قدرِ دولت کچہ نہین تحصیل اہل دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

تیر قاتل کو ہے جگر کی تلاش | طائر روح کو ہے پر کی تلاش
نہ کچھہ مجھے ہی نہین ادہر کی تلاش | ہے اوسے بھی بہت ادہر کی تلاش
طالب زر کو ہو کی زر کی تلاش | سب مجھسے مفتون کو سیمبر کی تلاش
تیرے بیمار کو سوا تیرے | نہ دوا کی نہ چارہ گر کی تلاش
نظر آئے نہ شبِ تار نظر | وصل مین بھی رہی کمر کی تلاش
آجکل سے نہین ازل سے ہے | اوسکے خنجر کو میرے سر کی تلاش
سگِ دنیا کو ڈہونڈتا ہے نفس | جانور کو ہے جانور کی تلاش
دُرِ مضمون کی جستجو ہی رہی | بجیسے غواص کو گہر کی تلاش
ما منِ خلق آستان ہے ترا | کیون ہو کل کو تیرے در کی تلاش

عشق مین دل ہے ایک تحصیل
اب کہان پھر ادہر ادہر کی تلاش

اوسکے لب ہین شراب ناب فروش | گل رخسار ہین گلاب فروش
کیون نہ میکش چکور بن جائین | ماہ پیکر ہے آفتاب فروش
ریش قاضی ہو منبر رہ بنا | محتسب گر بنے کباب فروش
بند ہین میکدے الہی خیر | مر گئے آج کیا شراب فروش
مہِ نو نقش نعل توسن ہے | ہے فلک شان ترار کاب فروش
اُترے دریا مین غسل کو جو دو مست | خمین پھر لین گے سب شراب فروش
عام ہے فیض رحمت حق کا | ابر باران نہین ہے آب فروش
اک نگہ اوسنے مول باندہا ہے | بحر مواج ہے حباب فروش

مین خریدار مصحفِ رخ ہون | یار اگر آپ ہین کتاب فروش

جب سے وہ بے حجاب ہین تحصیل
مُنہ دکھاتے نہین نقاب فروش

باب الصاد

منعم کو چاہیئے نہ بنے مبتلائے حرص
آزاد قیدِ حرص سے ہون اہل طمع کب
کنون کیطرح لڑتے نہ آپس مین طمعدار
آرام سے بسر وہ نہین کرتے زندگی
قارون کو طمع زر نے کیا کسقدر ذلیل
جو اس سے پھر گیا وہی دانا ہجیار ہا
گھر بیٹھے اپنے اہل قناعت مین بادشاہ
بیڑا ہے اونکا پار کنارے جو ہوسکے ہین

قارون کو دابدی ہے زمین مین بلای حرص
چھوٹے کبھی نہ قیدی دام بلائے حرص
پیدا انہوتی او نکے اگر دکھین جائے حرص
جو لوگ سہہ رہے ہین جہانین جفائے حرص
موسٰی نے دی ہے منعمون کیسی سزائے حرص
بہتون کو ورنہ پیس چکی آسیائے حرص
آوارہ دربدر ہین جہانین گدائے حرص
غارت ہوئے ہین ورنہ بہت آشنائے حرص

طاقت ہوس کی زورِ قناعت سے توڑیئے
تحصیل تا دراز نہون دست و پائے حرص

ردیف الضاد

مجنون سے کام ہے نہ تو دنیا دسی غرض
میری بلا سے گر ہون فراہم دو جہان
ہے عشق قدِ یار ہمین باغ دہر مین
شیخ ضعیفِ نفس کو کیا دخترِ رز سے کام

جوشِ جنون مین ہے مجھے حداد سے غرض
دلکو تو دم بدم ہے تیری یاد سے غرض
مطلب نہ سرو سے ہے نہ شمشاد سی غرض
بوڑہون کو کیا جوان پریزاد سے غرض

ہم کاٹ لین گے اپنا گلا آپ ہجر مین
تلوار سے غرض ہے نہ جلاد سے غرض

ہمکو دیا نہ رنج کسی نے کبھی مگر
غم کہا رہے ہین اس دلِ ناشاد سے غرض

بہولے سے بھی چمن نہ دکہایا ہزار حیف
نکلی نہین کبھی میری صیاد سے غرض

دیکھین گے شوق سے چمنِ کوچۂ صنم
ہرگز نہین ہے گلشنِ شداد سے غرض

ہے یاد خطِ عارضِ جانان مرا سبق
مطلب کتاب سے ہے نہ اُستاد سے غرض

ہم معترض نہونگے کسیکے کلام پر
کام اعتراض سے ہے نہ ایراد سے غرض

مطلب بتون سے اور تو تحصیل کچہ نہین
ہے ایک انکے حسنِ خداداد سے غرض

باب الطاء

قطع ناصح جو کردن کوچۂ دلدار سے ربط
ترک بلبل نے کیا ہے کہین گلزار سے ربط

کیون نہ عاشق کو ہو اوس ابروے خمدار سے ربط
کہ سپاہی کو ہے ہر حال مین تلوار سے ربط

حور کو گھورنا کس شکل ہو منظور نظر
میری آنکھون کو ہے اوس یار کے دیدار سے ربط

الفتِ زلف مین ہے وہ بھی گرفتار بلا
نہین بیوجہ برہمن کو ہے زُنار سے ربط

جانور سے بھی وہ بدتر ہے نہو جسکو عشق
دیکھو بلبل کو ہے کیسا گل و گلزار سے ربط

قید پوشاک سے آزاد کیا وحشت نے
تن کو جامہ سے ہے اور سر کو نہ دستار سے ربط

کان کو غیر کی تقریر سے کچھ لاگ نہین
ہے سماعت کو مگر یار کی گفتار سے ربط

رشتۂ عشق نہ توڑا ہے کسی عاشق نے
برہمن کون ہے جس کو نہین زنار سے ربط

دور رہتے ہو مریضون سے مسیحا ہوکر
یہ عجب ہے کہ نہو تمکو جو بیمار سے ربط

یاد فرمائین جسے یاد وہ ادہر ہو جائین
ہے تمنا یہی اتنا تو رہے یار سے ربط

شام سے تا بسحر وصل کی شب تہا تحصیل

بوسہ بازی مین مرے لب کو لب یار سی ربط

ردیف طاے معجمہ

کسقدر خلوت مین ہے حق اور باطل کا لحاظ
آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا شرم سے ہنگام قتل
شل نہین کچھ پاؤن زندان مین براے جوشِ جنون
وقتِ بسمل اُسنے کاٹی پہلے مری ہاتھ پاؤن
نکلے دنیا سے تو گو اور گور سے نکلے تو حشر
مجھکو مجلس مین اٹھا کر کرتے ہین تاکید اور
چاند کے آگے نہین تحصیل تارونکو فروغ

وصل مین بھی آپنے دیکھا مرے دل کا لحاظ
کون کہتا ہے نہین قاتل کو بسمل کا لحاظ
مانعِ صحرا نوردی ہے سلاسل کا لحاظ
تار تڑپنے مین رہے دامانِ قاتل کا لحاظ
اِس سفر مین ہے جدا ہر ایک منزل کا لحاظ
دیکھ اوٹھا دیگا کہین تو اہلِ محفل کا لحاظ
کیون نہ شاگردون کو ہو اُستاد کامل کا لحاظ

ردیف عین

دیکھی جب تاب چراغِ عارضِ جانانہ شمع
نور حاصل ہو نہین سکتا بجز سوز و گداز
حسنِ عالم سوز کا اللہ رے اُسکے فروغ
رہتی ہے محفل مین اوسکے سامنے جو رات بھر
جلوہ گر تم ہو جہان عاشق نہو کیونکر دھان
اپنے جلنے پر کبھی نازان نہوگی رات بھر
شام سے میرے برابر تا سحر جلتی ہے تو
رشک سے عشاق جل جاتے ہین کیا کیا بزم مین

ہو گئی خاموش جل کر صورتِ پروانہ شمع
جس طرح جلتی ہے اور گلتی ہے بیتابانہ شمع
ہے فلک فانوس مہرِ عارضِ جانانہ شمع
رشک سے جلتی ہے پیشِ جلوہ جانانہ شمع
تمنے دیکھا ہے کہین محفل مین بے پروانہ شمع
گر ہمارے داغِ سوزان کا سنے افسانہ شمع
ہے شبِ فرقت مجھے تیرا ہی اِک یارانہ شمع
کرتی ہے پروانہ سے جب نازِ معشوقانہ شمع

روزِ روشن تیرہ بختی سے شبِ دیجور ہے

کر سکے تحصیل کیا روشن مرا کاشانہ شمع

ردیف غین

داغِ دل کا ہے طلسمِ عشق سے روشن چراغ
شعبدہ سے جسطرح جلتا ہے بے روغن چراغ

غم نہین عشاق کے جلنے کا کچھ معشوق کو ؛
لاکھ پروانہ جلے کرتا ہے کب شیون چراغ

شب کو مثلِ ماہِ تابان دن کو مثلِ آفتاب
تا قیامت داغِ الفت کا رہے روشن چراغ

فاتحہ کو وہ سرِ شام آگیا وہ شمع رو
آج کیا درکار ہے میرے سرِ مدفن چراغ

عیش و عشرت کا مزا کیا خانۂ تاریک مین
وصل کی شب تا سحر ہو مہربان من چراغ

وادیٔ وحشت مین میرے اخگرِ آہون سے رات
کر گئی شب تاب کے مانند تھے روشن چراغ

زیرِ پہلو داغِ دل کو خوفِ آہِ سرد کیا
باد سے محفوظ رہتا ہے تہِ دامن چراغ

رات بھر قابو اندھیرے کا نہین مجھکو ملا
شام سے تا صبح اوسکے پاس تھا روشن چراغ

کر دیا سر و چراغان مجھکو سوزِ عشق نے
سر سے پا تک بن گئے ہین سارے داغِ تن چراغ

لعلِ لب ہین اوس پری کے رشکِ لعلِ شب چراغ
وصل کی شب کیجیے خلوت مین کیا روشن چراغ

مادسپہ یہ مرتا ہے وہ اسکو جلاتا ہے مدام
دوست پروانہ ہے پروانہ کا ہے دشمن چراغ

پا کے مین قابو اندھیرے مین لپٹ جاتا ضرور
کاش شب کو وہ بجھا دیتے دمِ خفتن چراغ

داغِ الفت کیون نہ تابان ہو دلِ تحصیل مین
کوئی گھر ایسا نہین جسمین نہو روشن چراغ

غزل در مدح اوستادی نواب فصیح الملک داغ دہلوی

کھلی ہین آنکھین برائے جمالِ حضرتِ داغ
یہ کان منتظرِ قیل و قالِ حضرتِ داغ

معاف بے ادبی ہو یہ شوق کہتا ہے
کبھی نصیب بھی ہوگا وصالِ حضرتِ داغ

جو پہونچا ہے خطِ مہری جناب کا مجکو
شہ دکن نے ملقب کیا فصیح الملک
الہی رکھہ خوش و خرم تو دو دستون مین انہین

زہے نصیب ہوا اتصالِ حضرت داغ
فصیح ہے سخن بے مثالِ حضرت داغ
ہو و دشمنون سے مقدر، ملالِ حضرت داغ

ترقی اونکی ہو مانندِ ماہِ نو تحصیل
الہی روز ہو افزون کمالِ حضرت داغ

ایضاً

نہین کچہہ دل ہی مبتلاے داغ
سوز الفت کے واسطے دل ہے
ہے نہ لالہ بہی داغ سے خالی
دعوے عشق بہی ہے لاف زنی
آج اے دل چراغ بزمِ سخن
میرے اوستاد کے ہین لاکہہ اوصاف

ہے میری جان بہی فداے داغ
اور میرا جگر براے داغ
کسی چمن مین نہین ہواے داغ
ہو نہ جب تک کہ دل مین جاے داغ
ہند بہر مین نہین سواے داغ
اک زبان کیا کرے ثناے داغ

وہ رہین تندرست اے تحصیل
ہو نصیب عدو بلاے داغ

باب الفاء

پہلے ہی سے جانتا گر ہے بلا سوداے زلف
تمنے جو زندان مین بہیجا اے زلیخا یہ کہو
چونک چونک اوٹہتا ہون مین خواب پریشان دیکہکر
تا سر گیسو نہ میرا ہاتہہ پہونچے ہاے اور

مین کبہی ہرگز نہ ہوتا اے پری شیداے زلف
حضرت یوسف کو تہا کسکا بہلا سوداے زلف
رات بہر سونے نہین دیتا مجہے سوداے زلف
پنجہ رشانہ تری الجہی ہوئی سلجہاے زلف

قیس کی صورت یہان مجنون ہزارون بن گئے
کیسی وحشت زا ہے اے دل الفتِ لیلای زلف

چاند کا کالی گھٹا سے ہو نکلنے کا گمان
عارضِ روشن سے وہ مہوش اگر سرکائے زلف

کام شانہ کا مین لیلون گا دلِ صدچاک سے
میرے قابو مین ذرا تحصیل اگر آجائے زلف

دل کفر کیطرف ہے نہ اسلام کی طرف
یہ پھر چکا ہے اوس بتِ خود کام کی طرف

خمخانۂ جہان مین تو غافل نہین ہون مین
مستی مین بھی ہے آنکھ میری جام کیطرف

سچ پوچھئے تو ہین وہی تکلیف مین مدام
دنیا مین جنکو میل ہے آرام کی طرف

صیاد میری تاک مین تو تو ہے ہر گھڑی
پر مین بھی دیکھتا ہون ترے دام کی طرف

کم سن کسیکا کہتا ہے تا وقتِ پختگی
دیکھے نہ کوئی اس ثمرِ خام کی طرف

اہل جہان کو دیکھے ہین دوڑ دھوپ مین
اس کام کیطرف کبھی اوس کام کیطرف

تحصیل مانی کبھی خواہش نہ نفس کی
بیجا ہے التفات بد انجام کیطرف

ردیف قاف

نہ ایسی دن کو بھی ہے آفتاب مین رونق
کہ جیسی شب کو ہے جامِ شراب مین رونق

بتون کے رنگِ جوانی پہ کیون نہ دل آجائے
غضب کی ہوتی ہے یارب شباب مین رونق

وہ منہ چھپانا بھی لیتا ہے جان عاشق کی
عجب طرح کی ہے اونکے حجاب مین رونق

تمہاری زلف مین کیونکر پھنسے نہ اک عالم
بلا کی اسکے ہے ہر پیچ و تاب مین رونق

جہان اس سے ہے روشن دل و دماغ اوس سے
ہے آفتاب سے کیا کم شراب مین رونق

شراب حضرت واعظ نے آج پی ہے ضرور
وگر نہ کب تھی یہ روئے جناب مین رونق

خیالِ بادہ گلرنگ سے رہی تحصیل

مدام اِس دلِ خانہ خراب مین رونق

بجسکو اے بلبل مبارک ہو گلستان کا سبق
پڑھ رہے ہین ہم کتابِ روے جانان کا سبق

تیسرے دیوانہ کو درسِ بوستان کیا آئی خوش
اسے پریو پڑھ رہا ہے وہ بیابان کا سبق

ہمسے کچھ سن لے جو شرحِ بوستان کو ہے یاد
یاد پھر آئے نہ بلبل کو گلستان کا سبق

مطلبِ دل معنیٔ اشعار سے سمجھا ہین گے
رات دن ہم اوسکو دیگا اپنے دیوان کا سبق

ہر سحر ہو وردِ اوسکے مصحفِ رخسار کا
یہ وظیفہ ہے زبان اہلِ ایمان کا سبق

دمبدم وردِ زبان رہتا ہے تیرا نامِ پاک
ظاہر و باطن یہ سب ہے میرے دل و جان کا سبق

ہے کلام اوسکا تو اے تحصیل بے صوت و صدا
کون پڑھ سکتا ہے اوسکے علمِ پنہان کا سبق

ردیف کاف

لگا کے تیغ اے قاتل اوتار گردن تک
کہ ایک ہاتھ مین سر ہو نگار گردن تک

جنون مین جیب و گریبان کی دھجیان یہ اڑین
نہ میرے تن پہ رہا ایک تار گردن تک

خدا نے کی ہے عطا اوسکو نور کی صورت
اک آفتاب ہے روے نگار گردن تک

الہی خیر بلائین کہین نہون نازل
کہ سر کے آئے ہین گیسوے یار گردن تک

یہ دو ہرا بوجھ تری تیغ نے اوتار دیا
دگر نہ دوش پہ تہا سر بار گردن تک

جدا ہے سر مرے تن شہید بے سر ہون
عزیز کھودیے میرا مزار گردن تک

الہی حسن کے سانچے مین دستِ قدرت نے
ڈہلے ہوے ہین سب اعضاے یار گردن تک

گلے لپٹ کے کسیکے جو مین نے جان دی ہے
اوٹھے گی آب میری گرد مزار گردن تک

ہو لعنتی نہ وگا سطرح حکم سے تیرے
جہکی ہو جسکی نہ پروردگار گردن تک

سُنا جو نام بھی اونکا بے ادب **تحصیل**
جھکے ہین سر وہین لاکھون ہزار گردن تک

چلا جب دل تو مین پوچھا کہان تک
کہا مجھ سے کہ اوس جانِ جہان تک

نہین مجکو دریغ الفت مین جان تک
مگر اونکو یقین کب امتحان تک

سنا دل نے کہ آتے ہین یہان تک
گیا لینے او نہین اونکے مکان تک

وہ بولے دیکھکر اپنی گلی مین
تجھے شاید اجل لای یہان تک

کہو تھی کونسی وہ بات ایسی
نہ نکلی منہ سے جو اگر زبان تک

کہین اس سوزِ دل کو آگ لگ جائے
جلے انسان کو ہی یارب کہان تک

دہان سے کسلئے ہم آپ آتے
نہ لاتا لائے والا گریبان تک

یہی آتی ہے میخانہ سے آواز
یہ سب جلسے ہین فقط پیرِ مغان تک

فرشتون سے پرے ہے اپنی منزل
رسائی آدمی کو ہے کہان تک

بنے گی دیکھئے دربان سے کیسی
چلے ہین ہم تو اب اُسکے مکان تک

یہ کسکے نور کا جلوہ ہے **تحصیل**
تجلی ہے زمین سے آسمان تک

ردیف کاف فارسی

تمہارے شعلۂ رخ سے لگی نظر مین آگ
نظر سے گذری تو دہکی دل و جگر مین آگ

ہر اشک گرم ٹپکتے ہین شکل اشک کباب
لگائی سوزش غم نے یہ چشم تر مین آگ

بجائے بال نکلتا ہے اب دہوان سر سے
ہوائے شعلہ وشان سے لگی ہے سر مین آگ

لکھا ہے خط مین بہت جل کے حال رشک رقیب
کہین لگے نہ کبوتر کے بال و پر مین آگ

نکیون ہو آتش عشق اسے بری مرے دلمین
بشر وہ کون ہے جسکے کہ ہو نہ گھر مین آگ

جو کچھ بھی جوش مین دریاے رحمت آئی ترا
ہو پانی پانی ابھی شرم سے سقر مین آگ

بجھا کے آتش دنیا عدم چلو **تحصیل**
ضرور کچھ نہین موہن کو اس سفر مین آگ

ہے اوسکے نشتر مژگان سے پُرخطر رگ سنگ
چھپی ہے سنگ مین اسواسطے ہی ہر رگ سنگ

وہ بحر فیض اگر چھوے سنگ مرقد کو
رگ سحاب سے ہوگی زیادہ تر رگ سنگ

ہے انتظار جو اوس سنگ دل کی آمد کا
ہے رشتۂ نگہ چشم منتظر رگ سنگ

نہان ہے سنگ مین وہ بھی جو شل تار نظر
الہی کیا کسی بت کی بنی کمر رگ سنگ

سنی ہے کیا یہ شرارت بتون کے چتون کی
ہوی جو سنگ مین پنہان معہ شرر رگ سنگ

شریک ہین مرے غم مین بتان سنگین دل
رگ سحاب سے بنے کیا عجب اگر رگ سنگ

پڑے جو سنگ پہ اوسکے طلای رنگ کا عکس
تو کیا عجب کہ سبنے رشک تار زر رگ سنگ

ہزارون نشتر مژگان ہین اک رگ جان پر
بتو ہمارا سا لاے گی کیا جگر رگ سنگ

چھپا کے رشتۂ عشق بتان کو رکھہ دل مین
نہان ہے سنگ مین **تحصیل** جیسے ہر رگ سنگ

ردیف لام

ہے مال صبر بھی نہ متاع قرار دل
لوٹا گیا ہے عشق کے ہاتھون دیار دل

اب ضبط ہی رہا ہے نہ صبر و قرار دل
یہ چھینین ہین حسن یار نے سب اختیار دل

اوسکی طرف سے دیکھیے پھرتا ہے یا نہین
رہتا ہے دمبدم مجھے یہ انتظار دل

نالہ و آہ حسرت و ارمان و بیکسی
فرقت مین آجکل ہین یہی یار غار دل

کمبخت آج عشق سے خوار و ذلیل ہے
سب جانتے ہین ورنہ جو تھا افتخار دل

صدمے ہزارون دل کیطرف سے ہین جان پر
اسپہ بھی لاکھہ جان سے جان ہے نثار دل

سونے نہ دیگا چین سے یہ بعدِ مرگ بھی
مرے مزار سے ہو جدا اک مزار دل

افسوس اسکو عشق نے دیوانہ کر دیا
تھا ورنہ دانشانِ جہان مین شمار دل

تم دل نہ لین تو غم نہین ہم دین گے اور کو
ایسے تو اور ہین بہت امیدوار دل

کل ہے یہ پھولا پھول سا مرجھا گیا ہی آج
افسوس دو ہی دن کے لئے تھی بہارِ دل

تارون کی شکل وہ نظر آتے ہین رات کو
پھوٹے ہوے فلک پہ جو دن بھر شرار دل

دل ہے کمان کہ دلکو اوڑا لیگیا کوئی
اِک داغ اب ہے دل کی جگہ یادگار دل

اِک دم کے ساتھ ہی تھا جو کچھ کاروبار تھا
وہ اختیار اب ہے نہ وہ اقتدارِ دل

تحصیل اور ہو گئے وہ سخت بدگمان
اچھا ہے یہ سلوک کیا اضطرار دل نے

ردیف میم

زمانہ مستِ جامِ غوث اعظم
کہون کیا فیض عام غوث اعظم

کرامات آپکی سب پر ہین ظاہر
نہین پوشیدہ کامِ غوث اعظم

سرِ تسلیمِ خم شاہ و گدا نے
کیا بہرِ سلامِ غوث اعظم

مثالِ مہر عالم تاب روشن
زمانے مین ہے نامِ غوث اعظم

یہ عز و شرف تحصیل بس ہے
جو دل سے ہون غلام غوث اعظم

ہے آدمی وہی جو ہوا مبتلائے غم
آدم نے کی ہے خلد سے آکر بنائے غم

بہ جائے خون ہوکے وہ دل جسمین نہو درد
وہ آنکھ پھوٹ جائے نہو جسمین جائے غم

گریہ و زاری چاہئے اوسکی جناب مین
پیدا کیا ہے ہمکو خدا نے برائے غم

طوفانِ حشر سے نہین خطرہ ہی اونکو کچھ
جو لوگ بحرِ خلق مین ہین آشنائے غم

اک عمر اوسکے غم مین بہائے ہین اسنے اشک | اللہ دیوے دیدۂ تر کو جزاے غم

روتے کو ہجر یار فقط اک بہانہ ہے
تحصیل ہم ازل ہی سے ساتھ اپنے لائے غم

جو وہ فرمائین وہی کرتے ہین ہم | کونسی امیدین لگی کرتے ہین ہم
سر کو قدمون پہ تصدق آپ کے | آپ فرمائین ابھی کرتے ہین ہم
سامنے حور جنان بھی ہو تو کیا | رخ اودھر کب اے پری کرتے ہین ہم
کہتے ہین اسپر بھی وہ اچھا برا | گر بلی سے بھی بھلی کرتے ہین ہم
کوئی غمگین ہو کوئی بشاش ہو | بات حق پر وا اجبی کرتے ہین ہم
ہے خوشنما نقش کی مد نظر | مدعی سے دوستی کرتے ہین ہم

سب کی سن لیتے ہین اے تحصیل پر
آخر اپنے دل ہی کی کرتے ہین ہم

پردے مین کسیکے اجی گایا نکرو تم | غیرون کو صدا اپنی سنایا نکرو تم
جلنے کی نہ اب تاب ہے مجہ سوختجان مین | پھر آگ شرارت سے لگایا نکرو تم
اوڑتی ہوئی چڑیا کے بھی پر جنے گئے ہین | باتون مین مجھے یار اوڑایا نکرو تم
رہنے دو لپس مرگ بھی درد سر فرقت | صندل مرے مرقد پہ لگایا نکرو تم

تحصیل ملتا ہے کوئی خاک مین گوہر
بے قدر کو کچھ شعر سنایا نکرو تم

ردیف نون

تمہارے مصحف عارض کو مین ایمان سمجھتا ہون | مسلمان ہون اسیکو صورت قران سمجھتا ہون
ہوا ہے کاکل سر رہے موجب زندگانی کا | مین ہر اک رشتۂ گیسو کو تار جان سمجھتا ہون

غم ہجر پیمبر خضر کے مانند زندہ ہے — اس آب اشک کو آب بقائے جان سمجھتا ہون

شب معراج کا قائل ہون میرا یہ عقیدہ ہے — خدا کو میزبان اور آپ کو مہمان سمجھتا ہون

وجاہت شاہ دین کی ہے کلام اللہ سے ثابت — کہون کیونکر نہ مین سلطان والنس و جان سمجھتا ہون

جو منکر ہے رسالت کا تمہاری یا رسول اللہ — وہ ملعون لعنتی ہے مین اوسے شیطان سمجھتا ہون

خدا شاہد ہے حضرت کی شفاعت کے سہارے سے — عذاب حشر کی مشکل کو مین آسان سمجھتا ہون

کیا پیدا جو اوسنے رحمت عالم کی امت مین — خدا کا ہم گنہگارون پہ یہ احسان سمجھتا ہون

کہو اے واعظو تم اس سمجھ کو کیا سمجھتے ہو — کہ اوس کوچہ کو جو مین روضۂ رضوان سمجھتا ہون

جو داغ عشق ہے آمین وہ ہو اک چاند سا روشن — دل شیدا کو مین برج مہ تابان سمجھتا ہون

رہائی ہو کہین تحصیل اس قید سکونت سے
بجز ملک عرب مین ہند کو زندان سمجھتا ہون

لہو ہے جوش پر دل مین تو پانی دیدۂ تر مین — یہ چشمے موجزن ہین رات دن ہجر پیمبر مین

کہین ہو جائے فردا سے قیامت آج ہی یارب — کلیجا رات دن کھاتا ہے غم ہجر پیمبر مین

عجب کیا گر مدینہ تک صبا کے ساتھ اوڑ جاؤن — کہ برگ کاہ کا عالم ہے میرے جسم لاغر مین

بیان تشنہ دہانی کا کرون کس منہ سے یا احمد — کلیجا پانی پانی ہے لبون پر دم ہے جگر مین

بچا لو بحر عصیان سے کہ تم ملاح امت ہو — میری کشتی ہے طوفان سے بھنور کی طرح چکر مین

جو مین نے ساقی تسنیم کی الفت مین جان دی ہے — رہے گی روح مچھلی بن کے میری حوض کوثر مین

کھڑے گا وہ مہ برج شفاعت بخشوانے پر — بٹھایا جاؤن گا مین کیلئے خورشید محشر مین

مری عرضی لئے سوئے شہ دارین جاتا ہے — خدا دے قوت جبرئیل بازو کے کبوتر مین

نسیم خلد رکھہ معذور بوئے مشک جنت سے — ہوائے سنبل باغ محمد ہے مرے سر مین

کفن ہے عکس داغ تن سے رشک دامن گلزار — مرا لاشہ لپیٹا ہی رہا پھولون کی چادر مین

رہے گا رحمۃ للعالمین بخشش کے پلہ پر — تو کیا غم ہے تلین اعمال اگر میزان محشر مین

نظارۂ خلد کا دیکھینگے بہ جیتے جی ہی دنیا مین
اگر تحصیل سیر کوے حضرت ہے مقدر مین

نامۂ اعمال کی جا روزِ محشر ہاتھ مین — یا خدا ہو وہ قصیدہ نعتِ پیمبر ہاتھ مین

روزِ محشر بھی صلہ مین وصفِ چشم و لب کے ہم — ساقیِ کوثر سے لینگے جامِ کوثر ہاتھ مین

نکہتِ زلفِ معنبر سے معطر ہے دماغ — اور کیا سونگھون مین لیکر مشک و عنبر ہاتھ مین

اے سرِ شوریدہ ممکن ہی نہین تیرا علاج — جب تک آجاے مدینہ کا نہ پتھر ہاتھ مین

نقش ہے دل کے نگین پر سرورِ عالم کا نام — جانے دو مہرِ سلیمانی نہین گر ہاتھ مین

ہو دمِ پیکار مجکو فتح و نصرت یا نبیؐ — سر عدو کا زیرِ پا ہو اور خنجر ہاتھ مین

یا علیؑ کہکر مین اسکو توڑتا یا پھوڑتا — نفسِ امارہ کا کاش آتا اگر سر ہاتھ مین

کچھ عنایت ہو تو طے ہو جاے عقبیٰ کا سفر — زادِ راہ بالکل نہین ہے مرے رہبر ہاتھ مین

یا نبیؐ کیا لکھون میری گردشِ قسمت کا حال — ہے قلم کو صورتِ پرکار چکر ہاتھ مین

باغِ جنت دستیاب اکدم مین ہو گا روزِ حشر — آگیا گر دامنِ آلِ پیمبر ہاتھ مین

نعت مین لکھتے نہ اے تحصیل گر تم یہ غزل
کون آنکھون سے لگا لیتا تھا لیکر ہاتھ مین

دونون جہانمین دوسرا تجھسا حسین نہین — اپنا نظیر آپ ہے ثانی کہین نہین

تیرا عدیل اور کوئی مہ جبین نہین — تیرا نظیر ہر دو جہان مین کہین نہین

خالی گمان سے پردۂ چرخِ برین نہین — کیا ایسے پردے مین کوئی پردہ نشین نہین

کس گھر مین تیری روشنی اے مہ جبین نہین — کس نے کہا یہ نور کہین ہے کہین نہین

زیرِ فلک تو کوئی ایسی زمین نہین — ہان اک زمینِ شعر پہ چرخِ برین نہین

میری نظر نے دیکھ لیا تمکو دور سے — کیا چشمِ شوق مین صفتِ دوربین نہین

شیرین آب اور کیا ہو لبِ یار کی سی چیز — شکر نہین نبات نہین انگبین نہین

نفرت دلاتے ہین جو حسینون سے ہمکو شیخ
پوچھو انہین سے حورِ جنان کیا حسین نہین

واعظ دکہاتے ہین تجھے ہم کوچۂ صنم
تو دیکھہ کیا یہ غیرتِ خلدِ برین نہین

خط لیکے جلد جانے کی تاکید مین نے کی
قاصد کہا جواب مین روح الامین نہین

دربان بہی اوسکے مجھسے کہا تنگ ہین بدگمان
دستک کے ساتھہ کہتے ہین گھر مین نہین نہین

گالی سوالِ وصل پہ مجکو قبول ہے
لیکن نہین پسند وہ کہنا نہین نہین

ہے زیبِ تن جنون مین لباسِ برہنگی
دامن نہین ہے جیب نہین آستین نہین

برباد خاندان کئے عشق نے کئے
قیس اور کوہکن کا کوئی جانشین نہین

شرمائین جس سے حورِ جنان بہی جنابِ شیخ
اپنی نظر مین کیا کوئی ایسا حسین نہین

پایا نہ ہمنے دیر و حرم مین بہی اوسکو بس
اُب ہے تو دل ہی مین ہے نہین تو کہین نہین

واعظ تجھے مذمتِ می اک مزا چکھائے
کیفیتین یہ پیرِ مغان تک گئین نہین

ہنگامِ وصل ایک بہی مانی نہ مین نے بات
ہرچند اوسنے مجھسے کہا کہ نہین نہین

بعدِ فنا ہے وعدۂ فردا کا انتظار
اِس عاشقی مین چین الٰہی کہین نہین

فرمان روا ہے ملکِ سخن ہون بفضلِ حق
وہ کونسی زمین ہے جو زیرِ نگین نہین

تحصیل غیر نے مراشکوہ لکھا تو کیا
دشمن کا خط نوشتۂ لوحِ جبین نہین

مین کبھی نالۂ غماز سے دلگیر نہین
کلکِ دشمن قلمِ کاتبِ تقدیر نہین

بدزبان کے لئے کیا بات ہے تعذیر نہین
شمع کے ساتھہ ہے کب بزم مین گلگیر نہین

خون ہوگا میرا دیکھو نہ کرو عذرِ حنا
وصل مین تیغ سے کم مجکو یہ تاخیر نہین

نقش کیا دل مین جائیگی شبیہ اوس بت کی
گھر مین اللہ کے جیسان کوئی تصویر نہین

آپ سے آپ چلے آئین جو وہ میرے گھر
ایسی قسمت نہین ایسی میری تقدیر نہین

بارہا چرخ کو جس آہ سے ہے آگ لگی
کون کہتا ہے اب اوس آہ مین تاثیر نہین

بگڑی قسمت کسی صورت سے بنائی نہ گئی
ہم گنہگار ہی تو مستحق رحمت ہین

سچ ہے تقدیر کے آگے کوئی تدبیر نہین
شیخ و زاہد ہی کی جنت کوئی جاگیر نہین

خنجر و تیغ تو تحصیل ہزارون دیکھے
پر اس ابرو سے زیادہ کوئی شمشیر نہین

انداز جانستان جو کسیکی ادا کے ہین
طالب مریض ہجر قضا سے شفا کے ہین
کپڑا ابھی ہو کفن کو کسیکی نقاب کا
چوٹی تمہاری ناگ ہے یا کوئی ناگنی
بے دفن بے کفن ہین جو لاشہ پڑے ہوے
پیسے ہین اسنے عاقل و دانا ہزارہا
کیون رہروان ملک عدم کا ملے گا کھوج
گھر سے نکالے جاتے ہین مرنیکے ساتھ ہی
پوچھا جو مین نے آپ ہین عالم سے کیون الگ
بجلی کبھی بنی تو چھلاوا بنی کبھی
لے لے کے گل چلین ہین جو شہد پہ بلبلین
اب اختیار ہے کہ گنہ بخش یا نہ بخش
جب تک دعا قبول نہو مغفرت کہان

سامان ٹھیک ٹھیک ہماری قضا کے ہین
مرگ و اجل یہ نام طبیب دوا کے ہین
کشتہ ہم ایک پردہ نشین کی حیا کے ہین
اس روسیاہ پر مجھے ڈہو کی بلا کے ہین
افسوس یہ شہید کسیکی جفا کے ہین
گردش مین آسمان کی خواص آسیا کے ہین
اس راہ مین نشان ہی کہین نقش پا کے ہین
دنیا سے اسپ ادہر وسے دغا کے ہین
فریاد کیا تمہارے ہین ہم ماسوا کے ہین
کیا کیا نشیب ہے مری آہ رسا کے ہین
شاید کہ آج ہوں شہید وفا کے ہین
قائل ترے حضور ہم اپنی خطا کے ہین
اونکی نجات کیسی جو منکر دعا کے ہین

صحت طرف مزاج ہے تحصیل آپ کا
آثار فضل حق سے نمود اب شفا کے ہین

اللہ پر لطف ہے تون سے گلا نہین
حاجت روا بجز تیرے کوئی مرا نہین

ہے شکر کا مقام شکایت کی جا نہین
تیرے سوا کسی سے مری التجا نہین

فرہاد سے سوا کہیں وحشت سے دل لگی آج
پہلو مین جو وہ خسرو شیرین ادا نہین

ظلم و ستم سے باز آ اللہ کے لیے
بدلہ وفا کا ادب سے کافر جفا نہین

اس عشق کا برا ہو کہ میری طرح کوئی
خستہ نہین خراب نہین مبتلا نہین

اک دو ہی بات مین مرا مطلب تمام ہے
قصہ نہین ہے یار کوئی ماجرا نہین

سنکر کہا اوس آئنہ رو نے مری غزل
طوطی کی بولچال مین یہ چونچلا نہین

میرے گناہ کتنے ہی ہون حد ضرور ہے
بخشش کو اوسکی واعظو کچھ انتہا نہین

ہستی پر اپنی جنکو کہ نخوت و گھمنڈ تھا
سنگ سر مزار کا اوسکے پتا نہین

نغمہ سرا ہو وصف مین اوس گل کے میری طرح
بلبل کو باغ دہر مین یہ حوصلا نہین

تحصیل عشق خال مین کھائے ہین اتنے داغ
خالی ہمارے جسم مین تل بھر بھی جا نہین

سب کے گذرے ہوے حالات جو یاد آتے ہین
وہ مرے سامنے آتے ہین تو شرماتے ہین

سامنے اونکے مین آتا ہون تو فرماتے ہین
پوچھتا بھی ہے کوئی انکو یہ کیون آتے ہین

پھر نظر آتے ہین آثار سیہ بختی کے
کوچہ زلف مین پھر حضرت دل جاتے ہین

ایسے سمجھانے کو کیا حضرت ناصح سمجھون
جو سمجھتا نہین مین آپ وہ سمجھاتے ہین

چھیڑ چھاڑ اتنی نکر اے دل ناداں اونسے
ابھی کمسن ہین اس انداز سے گھبراتے ہین

روک لینا اونہین اے جذب محبت جلدی
کیا ستم ہے کہ ابھی آئے ابھی جاتے ہین

بے سبب اوسنے دکھائی نہین گیسو مجکو
اس سے مطلب یہ کہ خود رات کو ہم آتے ہین

پردہ اوٹھتے ہی حجاب اور ہوا دامنگیر
اب تو دامن ہی پھاتے ہوئے شرماتے ہین

لطف تو وصل مین نازک بدنون کے ہی یہی
بیل کیطرح سے بل کھا کے لپٹ جاتے ہین

اونکو کیا جانے گمان کیا ہے مرے مرقد پر
جب کبھی آتے ہین تلوار لیے آتے ہین

جو جوانمرد شہادت کے ہین بھوکے قاتل
کس مزے سے تیری تلوار کے بل کھاتے ہین

اس جہان میں تو کسیکو نہ ٹھیرتے دیکھا
جتنے آتے ہین یہان اوتنے چلے جاتے ہین

مال کیون جمع کیا کرتے ہین دنیا مین بخیل
کیا یہ قارون کیطرح سر پہ لیے جاتے ہین

طبع رنگین بھی ہے ایک بولتا بہلتا گلزار
کیا مضامین تر و تازہ نکل آتے ہین

گت بگڑ جاتی ہے تحصیل رقیبون کی صاف
اونکے پردے مین جو ہم اپنی غزل گاتے ہین

غضب کی آگ ہے یارب محبتِ باطن
کہ بجھتی ہی نہین یہ نارِ الفتِ باطن

مرے جلانے کو لکھوائے ہین رقیب سے خط
کھلی اب آپ کی ساری شرارتِ باطن

چھپے ہوئے جو وہ آتے ہین شب کو میری گھر
کہ تا کھلے نہ کسی پر عنایتِ باطن

گدائے حسن ہون درپردہ بوسۂ رخ دو
خدا کی رہ مین ہے افضل سخاوتِ باطن

جو پوچھا اوسنے میرے دلکی آپ کیون سمجھے
کہا قرینے سے ظاہر ہے چاہتِ باطن

بیان دہان و کمر کا کرون مین یا نکرون
یہ وصفِ غیب کہین ہو نہ غیبتِ باطن

بظاہر آپ کرین لاکھ جی سے نفرت شیخ
عیان ہے شکلِ ہیارک سے رغبتِ باطن

یہ بے ثبات الہی ہے ظاہری حشمت
نصیب ہو کہین انسان کو دولتِ باطن

تیرے فرشتون کو بھی ہو خبر نہ اے واعظ
کرون جو پیر مغان سے مین بیعتِ باطن

بہے نہ خون جگر جاے اشک آنکھون سے
عیان ہو کہین اے غم جراحتِ باطن

جنابِ شیخ کے دلمین ہے حور کی خواہش
سوا اسکے ہے کیا انکی نیتِ باطن

نہ آؤ دام مین ابلیس نفس کے تحصیل
کہین نکالے نہ شیطان عداوتِ باطن

شریف نام سے گر ہوتے باغ دنیا مین
تو ہوتی بوئے شرافت گل شریفہ مین

تمہارا وصل نہو گا اگر نصیب سے مجھے
تو کیا وصال بھی ہو گا نہ اس تمنا مین

ثباتِ بحرِ جہان مین ہے خاک ہستی کا
حباب کو نہین دم بھر قیام دریا مین

کسیکے نام کا کرتے تھے ورد وہ ہر دم
سبب اثر کا یہی ہے لبِ مسیحا مین
مین اوسکے سامنے عکس اپنا دیکھ لیتا ہون
ہے آینہ کی صفت اوس رُخِ مصفا مین
تمہارے بحرِ تجلی کا اِک حباب ہے وہ
جو شکلِ بیضا ہویدا تھا دستِ موسیٰ مین
پری کی شکل ہے ایسی نہ حور کی تصویر
غضب ہے حسن مری جان تری سراپا مین
تمام خلد مین اِک سر بلند ہے وہ غریب
نکال شاخ نہ اے قدِ یار طوبےٰ مین
ہمارے دل کی فغان تو ہی دریادس ہے کے
بلا سے نالۂ ناقوس ہو کلیسا مین
کہا ہے حضرتِ عیسیٰ نے لاعلاج اسکو
تپِ فراق سے وق ہو نکو کوئی دنیا مین
تمہاری آنکھہ کا وحشی نکیون ہو دشتِ نورد
سنا ہے رہتے ہین اکثر غزال صحرا مین
یہ دخترِ رز بھی حسین کس غضب کی ہے ساقی
اوتر گئی ہے پری صاف آکے مینا مین

یہ دردِ ہجر فرشتہ سزا کا ہے **تحصیل**
عذابِ گور کا نقشہ ہے دل کی ایذا مین

فراقِ یار مین مر مر کے ہم دلگیر جیتے ہین
ہمین ہین سخت جان ایسے کہ اے تقدیر جیتے ہین
اسیرانِ بلاے زلف یون دلگیر جیتے ہین
کہ جیسے ساکنانِ خانۂ زنجیر جیتے ہین
بغیر وصل جینا ہجر مین ممکن نہ تھا لیکن
لگا کر اپنے سینے سے تری تصویر جیتے ہین
کسیکے جنبشِ لب مین اثر ہے قم باذنی کا
کہ مردے سیکڑون دم مین دمِ تقریر جیتے ہین
فتیلہ تو ہے فرقت مین چراغِ زندگانی کا
کہ تیرے دم سے ہم اے آہِ پُر تنویر جیتے ہین
ادہر دنیا کی ہے خواہش اُدہر عقبیٰ کی ہے کاوش
ہم ایسی کشمکش مین زیرِ چرخِ پیر جیتے ہین
کبھی منت کشِ دایہ نہ نکلے طبعزاد اپنے
یہ وہ اطفال ہین دنیا مین جو بے شیر جیتے ہین
توکل کی بدولت ہین ہمیشہ وہ غنی یارب
تری درگاہ کے محتاج با توقیر جیتے ہین
خدا رزاقِ مطلق ہے کہ بیکار و نکو دیتا ہے
وہ خوش قسمت ہین دنیا مین جو بے تدبیر جیتے ہین
خیالِ ابروے قاتل گلے پر تیغِ آہن ہے
ہم اپنی سخت جانی سے تہِ شمشیر جیتے ہین

یہ کہنا چاہیئے پیر مغان سے شکریہ کے ساتھ
تمہارے فیض سے ہم بادہ کش یا پیر جیتے ہین

نہین تحصیل وارفتہ کسی تدبیر کا پابند
جو لوگ آزاد مشرب ہین بہر تقدیر جیتے ہین

لب سراپا مین بتون کے یہ نشان ملتے ہین
ایک بھی لاکھ مین ملتا نہین کوئی تجھ سا
چھوڑ دون واسطے اونکے مین کیونکر تمکو
ڈھونڈون کیا خضر کو ویرانہ اور آبادی مین
مین نہ پہونچا تو وہان میرا گمان پہونچے گا
دم رخصت یہ کہا تھا کہ پہر کل ملنا
کسقدر زیر زمین دفن ہے یارب زر و مال
کوئی بچتا نہین دنیا مین قضا کے ہاتھون
زندگان عدم آباد کیا کھوج لگے
دہلی و لکھنؤ مین داغ و امیر اور جلال

نہ کمر ملتی ہے اونکی نہ دہان ملتے ہین
یون تو بسیار حسینان جہان ملتے ہین
سب تو ملتے ہین پر انسان کہان ملتے ہین
نہ وہان ملتے ہین حضرت نہ یہان ملتے ہین
آپ پوشیدہ رقیبون سے جہان ملتے ہین
ہنس کے فرمایا خدا اچھا ہے تو ہان ملتے ہین
آج تک لوگ اونکو جو یہ گنج نہان ملتے ہین
عاقبت خاک مین سب پیر و جوان ملتے ہین
نقش پا کے نہین اونکا بھی نشان ملتے ہین
آج ڈھونڈو تو یہی اہل زبان ملتے ہین

مل کے ہم حضرت تحصیل سے بشاش ہوئے
اس طبیعت کے بہر انسان کہان ملتے ہین

جنون کے ہاتھ تنگ آکر گریبان آستین دامن
نہ رکھتا ہو تو کیا لٹکے گریبان آستین دامن
ہوا فصل بہاری کی ذرا گلشن مین چلنے دو
جنون کے بھی زمانہ مین بچا ہے پیرہن کوئی
غرض کیا راہ وحشت مین ہے لٹنے ای تن عریان
برہنہ دیکھکر صحرا سے وحشت مین جو رحم آیا
ہمارے خون کے چھینٹے نہ جا بجنگے کبھی قاتل

ہوئے آخر رفو چاکر گریبان آستین دامن
بچا لیتے ہین کب افسر گریبان آستین دامن
اڑینگی دھجیان بنکر گریبان آستین دامن
بچتے اس دور مین اکثر گریبان آستین دامن
بچینگے کیا رہے سا بیر گریبان آستین دامن
اڑا ہے مین نے خاطر پر گریبان آستین دامن
اگر تو دہو رہے تا محشر گریبان آستین دامن

یہ کس خیاط نے سیکر پنہایا یہ پیسرہن تمکو
بہت ہی ٹھیک ہین تن پر گریبان آستن دامن

قرینے سے سمجھکر وصل مین اوس گل سے فرمایا
نہین جاتے یہ اب بچکر گریبان آستین دامن

یہ سنت ہے جو وہ لیلی ادا ہو وصل مین عریان
چڑہادو ن قبر مجنون پر گریبان آستین دامن

خوشی وحشت کی ہے **تحصیل** انکا غم ہے کب مجکو
بلا سے جائین گر ہنگر گریبان آستین دامن

ہے کسی رشک قمر کا روے انور آنکھ مین
کیا سما ہے جلوہ خورشید خاور آنکھ مین

کسقدر ہی جوش اشک اللہ اکبر آنکھ مین
موج زن ہے وسبدم گویا سمندر آنکھ مین

آنکھ کی پتلی جسے سمجھے ہین ہم وہ یہ نہین
کوئی بیٹھا آپ ہی اپنا ہے ناظر آنکھ مین

کوئی صنعت گر ہے آمین یا یہ سانچہ ہے کوئی
قطرے اشکون کے جو ڈہلتے ہین برابر آنکھ مین

ہے دہن اوسکا کلیم اللہ آنکھین سامری
لب مین ہے اعجاز تو جادو ہے کافر آنکھ مین

چشم بد سے گھورتی نرگس جو گلشن مین تجھے
ڈال ہی دیتی صبا مٹی اوٹھا کر آنکھ مین

جلوہ آرا آنکھون ہی آنکھون مین ہے شام وسحر
اوس پری پیکر نے یون بنوا لیا گھر آنکھ مین

پڑہی جاتی جو کمین اوس نور کے پتلے پہ آنکھ
چھپ ہی جاتین پتلیان پردی کے اندر آنکھ مین

تا سحر بیدار رکھا انتظار یار نے
ہان قسم کھانے بھی نیند آئی نہ شب بھر آنکھ مین

بے ترے نظارہ گلزار ہے ایذا رسان
خار بنکر کھٹکتے ہین گل تر آنکھ مین

کیون نہ گر جائے نظر سے قمری سرو چمن
جلوہ گر ہے وہ قد رشک صنوبر آنکھ مین

اس غزل پر فخر کچھ **تحصیل** کا بیجا نہین
کیونکہ یون لکھا نہین کوئی سخنور آنکھ مین

پیش نظر نگہ جو وہ جھکی نقاب مین
بجلی تڑپ گئی مرے آگے سحاب مین

طفلی مین کم نہین مہ نو سے وہ زہرہ وش
ماہ چہاردہ نہ بنے کیون شباب مین

آنچل اوٹھا کے جلوہ عارض دکھا ہی دو
کب تک شب وصال رہو گے حجاب مین

تو بے مثال اور ترا حسن لازوال
یہ وصف یہ کمال ہے کب ماہتاب مین

ویران پڑا ہوا ہے یہ آباد ہو کہین
تم گھر بناؤ اس دلِ خانہ خراب مین

میرے سوالِ وصل پہ ایسا ہوا ہے کب
دو چار گالیان نہ ملین ہون جواب مین

ہو جو لحاظ وصل مین تمکین کا آپ کی
اتنا یکایک خیال ہے مجھے اضطراب مین

در پردہ ہر ادا مین ہزارون ہین شوخیان
رہتے ہین آپ پھر بھی ہمیشہ حجاب مین

ظاہر ہے اضطرابئ دل ہی سے مدعا
کچھ عرضِ حال کی نہین حاجت جناب مین

حورین ہی آتین کاش نکیرین کے عوض
ہوتا اک اور لطف سوال و جواب مین

ساقی بھی ہو تو انکے لئے پارسا ہی ہو
دعوت ہے آج شیخ کی بزم شراب مین

واقف عدم مین رنج و مصیبت سے تھے نہ ہم
ہستی مین آکے پڑ گئے یارب عذاب مین

تحصیل قیدِ جسم مین کیا دم کا اعتبار
کب تک ہوا رہے گی مقید حباب مین

جو کل بیٹھے ہوئے تقریرین کرتے تھے ہزارون مین
کہ تنہا آج وہ خاموش لیٹے ہین مزارون مین

پکارے کہتے ہین وہ دو بدو یون گلعذارون مین
نہین ہم رنگ اپنا ایک دو مین کیا ہزارون مین

حسینانِ جہان مین ہین وہ کیسے ہم بتائین کیا
فلک پر چاند تو موجود ہے لاکھون ستارون مین

نکما آوارہ پھرا اے ناامیدی کو بکو مجھ کو
پڑا رہنے دے در پر اوسکے ہی امیدوارون مین

کبھی دوشِ صبا پر ہین کبھی عالم کی آنکھون مین
ملا یہ مرتبہ ہم کو ملے جب خاکسارون مین

اصولِ خانہ سازی کوئی آج اونسے ذرا پوچھے
گھرون کو چھوڑ کر لیٹے ہوئے ہین جو مزارون مین

بنا چکے مکان کا لامکان تک غیر ممکن ہو
بھلا ہم اوسکو کس امید پر ڈھونڈین دیارون مین

علاج اپنا نہ کرائے چارہ گر بیمار رہنے دے
غنیمت ہے وہ شامل ہین مرے بیمار دارون مین

طپیدہ برق اور سیماب ہے یا نہین ہے یہ
دلِ مضطر کو کہکر دیکھ لو اون بیقرارون مین

ندامت ہے کہ ہے شرم و حیا یہ کچھ نہین کھلتا
وہ منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہین میرے سوگوارون مین

فدا ہوتا ہون تم پر جان و دل سے اِس توقع پر
اثر اخلاق پر پڑ جائے گا غیرون کی صحبت کا
در میخانہ تک واجب ہے استقبال حضرت کا
معصیت مین ہین اہل زہد کہاتے ہین نہ پیتے ہین
برابر زہد و رندی کے مزے یون لے رہے ہین ہم
دل و جان کو ابھی صدقے کرون ہاتھون پہ مالن کے
عمل پیرا نہونگے غیر کی تجویز پر جھٹ پٹ

کہ تا ہو جائے نام اپنا تمہارے جان نثارون مین
میری جان بیٹھنا ہرگز نہ تم اِن بد شعارون مین
جناب شیخ جو تشریف لائین بادہ خوارون مین
مزار زندہ ہے کیا جینے کا ان پرہیزگارون مین
کبھی پرہیزگارون مین کبھی ہین بادہ خوارون مین
گُل داغ جگر میرے جو گوندہین اونکے ہارون مین
نہ جب تک مشورہ کر لینگے ہم بھی اپنے یارون مین

کہین ایسا نہو راز محبت غیر پر کھل جائے
کہو تحصیل اپنا مدعا اون سے اشارون مین

پری مین حسن ترا حور مین جمال نہین
تمہارے دل مین ہمارا اگر خیال نہین
کمال حسن نہ کم ہوگا بوسہ دینے سے
مشام خلق معطر بنے اگر کھل جائے
کچھ اور ہی تری رفتار ہے کہ رشک قمر
چمن مین سرو صنوبر کا حال دیکھ لیا
جو پوچھا کل کا مین وعدہ تو ہنس کے فرمایا
نہینون برستے ہین فرقت مین میرے دیدہ تر
نصیحتون کا بھی ناصح یہ کوئی موقع ہے
جو کچھ ہو وقت یہ کافی ہے مجکو اے ساقی

تو بے مثال ہے تیرا کوئی مثال نہین
تو خیر جانے دو ہم کو بھی کچھ ملال نہین
ادا زکاۃ جو ہو مال کو زوال نہین
یہ عقدہ زلف کا ہے نافہ غزال نہین
قسم ہے کبک دری کی بھی ایسی چال نہین
تمہارے قد کے برابر کوئی نہال نہین
یہ ذکر جانے کا ہوگا ہمین خیال نہین
کمی کا آب کی خطرہ کچھ اب کے سال نہین
مین کس خیال مین ہون تجکو یہ خیال نہین
تو جام دُرد سے بھر دے اگر زلال نہین

ہراک کمال کو آخر زوال ہے تحصیل
مین بے کمال ہون اسواسطے ملال نہین

گیا ادا آتی نہین اور گیا جفا آتی نہین	یہ تو سب کچھ ہے پر اک تجکو وفا آتی نہین
دلکو لینی سے ہے پہن وپیش اسقدر عشاق سے	دلربائی بہی تجھے اے دلربا آتی نہین
ہوگئی ہے راہ سینہ مین ہجوم غم سے بند	دل سے اب نکلی تو لب تک بہی دعا آتی نہین
مین مریض عشق ہون میرا تو کیا جانے علاج	چارہ گر اس درد کی تجکو دوا آتی نہین
ایک حصہ عمر کا گذرا دفا کرتے ہوئے	پہر بہی یہ الزام کہ تجکو وفا آتی نہین
مرگ سے محفوظ ہین اوس حور کے کوچہ مین لوگ	جنت الفردوس مین ہرگز قضا آتی نہین

کیجیے تحصیل کی جلدی خبر تم ہمدمو
آج کیون خاموش ہے اوسکی صدا آتی نہین

تم آج وعدہ پہ آنے گر اتفاق نہین	تو خیر جانے دو مجکو بہی اشتیاق نہین
ہے زیب خانۂ دل یاد ابروے خوش خم	کہ جیسے زینت کعبہ سواے طاق نہین
یہ کیا ڈراتا ہے ہمکو عذاب محشر سے	کہ روز حشر تو داعظ شب فراق نہین
نفاق آتش وآب اور باد وخاک مین ہے	عناصر ون مین ازل ہی سے اتفاق نہین

مزا کلام کا کیا خاک اوسکو ہو تحصیل
سخن کا جسکی طبیعت مین گر مذاق نہین

سمجھتا ہون مین آپ کو جانتا ہون	نہ سمجھین کہ یہ مین نہ پہچانتا ہون
مجھے مان جاو دیا تم نہ مانو	مگر مین تو تمکو بہت مانتا ہون
نہین اے جنون فکر عریانی تن	ردا اے فلک رات دن تانتا ہون
نہ نکلی تیری راہ صحرا مین اتنک	بیابان خاک مدت سے مین چہانتا ہون

زمانہ ہے شاگرد اوسکا ہی تحصیل
جسے آج استاد مین مانتا ہون

کس سند پر جو برا مین نے کہا کہتے ہین	کب کہا کسنے سنا آپ یہ کیا کہتے ہین

سرو قامت کو ترے جو شعرا کہتے ہین
کسقدر راست ہے کتنا یہ بجا کہتے ہین

شیخ جو عشق حسینان کو خطا کہتے ہین
خود بھی حورون پہ ہین مائل اسے کیا کہتے ہین

مین نے بے مانگے لیا بوسہ تو چوری ٹھہری
تمنے دل کو جو اڑایا اسے کیا کہتے ہین

نور رخسار سے ہوتا ہے اندھیرا کافور
اسلیئے آپ کو ہم ماہ لقا کہتے ہین

جنکو عادت نہین ہوتی ہے برا کہنے کی
اپنے دشمن کو بھی وہ لوگ بھلا کہتے ہین

شاعرون سا بھی کوئی ہے کہین ڈرنیوالا
بت بگڑتے ہین تو یہ قہر خدا کہتے ہین

دردمندان محبت کی نہ پوچھو صحت
یہ تو مرجانے ہی کو اپنی شفا کہتے ہین

مین ہون عاشق مجھے یہ بات بری لگتی ہے
شعرا جب ترے بالون کو بلا کہتے ہین

کیون نہ اس بد اثری پر مین بھرون ٹھنڈی سانس
وہ میری آہ کو اک سرد ہوا کہتے ہین

شب فرقت کی سحر صبح قیامت ٹھہری
روز ہجران کو یہان روز جزا کہتے ہین

ہم خطاوار ہین اور بخشنے والا تو ہے
اور کیا اسکے سوا اہل خطا کہتے ہین

حال لکھتے ہین مرا دونون فرشتے خاموش
دیکھیے بیٹھ خدا حشر مین کیا کہتے ہین

مرگ کہتے ہین یہان حکم قضا کو تحصیل
ہم تو اس امر کو تسلیم و رضا کہتے ہین

یہ غزل خوب ہی تحصیل کہی ہے تمنے
دیکھیے داغ اسے دیکھ کے کیا کہتے ہین

جو لوگ خلد برین کا خیال کرتے ہین
تمہارے کوچہ کو وہ انتقال کرتے ہین

سنا ہے مشق نئی کوئی چال کرتے ہین
وہ آج اور سب مجھے پائمال کرتے ہین

کمال زیست کو یون پائمال کرتے ہین
کہ مجکو ذبح بھی وقت زوال کرتے ہین

شب وصال تو ہے حسن و عشق کا جھگڑا
وہ آکے دیکھیے کیا انفصال کرتے ہین

کوئی خطا تو نہین کی ہے ان حسینونکی
یہ بیگناہ مجھے کیون حلال کرتے ہین

عوض جواب کے ملتی ہین گالیان دو چار
کبھی جو وصل کا ادنے سوال کرتے ہین

بچھا کے دام نگہ صید کرلیا دل کو
شکار خوب یہ شہری غزال کرتے ہین

ملا نہو کہین خون دل رقیب اسمین
تم اپنے ہاتھ جو مہندی سے لال کرتے ہین

بنا ہے ایک جہان رام اوس صنم کا آج
وہ کہتے ہین نہ سنینگے کسیکی ہم ہرگز
بجز کفن کے نہ لیجا ئینگے یہان سے کچھہ
عدو کے مرنے پہ خوش ہون مگر ہے رنج یہی
امید یہ کہ کسی رات خواب مین آئین

خدا کی شان ہے بت بھی کمال کرتے ہین
جب اونکے سامنے ہم عرض حال کرتے ہین
عبث ہے جمع جو دنیا مین مال کرتے ہین
وہ میرے سامنے اوسکا ملال کرتے ہین
جو سوتے وقت ہم اونکا خیال کرتے ہین

ملینگے باغ مین وہ عاشقون سے کل **تحصیل**
مگر یہ دیکھیے کس کو نہال کرتے ہین

جب وہ مشقِ خرام کرتے ہین
وصل مین بھی وہ شام سے تا صبح
وہ نہین مین جو تمسے پھر جاؤن
یاد گیسو مین صبح ہوتی ہے
جمع ہوتے ہین سب امیر و فقیر
رند پیتے ہین جب ذرا سی مے

فتنہ اوٹھکر سلام کرتے ہین
اپنی حجت تمام کرتے ہین
بیوفائی غلام کرتے ہین
ذکرِ عارض مین شام کرتے ہین
جب وہ دربار عام کرتے ہین
کس مزے سے کلام کرتے ہین

رخ و گیسو کو یاد کرکے اے **تحصیل**
یاد ہم صبح و شام کرتے ہین

کارِ دنیا اگر تمام نہین
خال آسا نہین ہے دانہ اور
ملک خدا ہی ہے تابع فرمان
ہے خموشی دلیل اوس بت سے
کوچۂ عشق ہے ذرا ہشیار
کیا زمانہ بدل رہا ہے بہیس

پہ کچھہ تعجب کا یہ مقام نہین
زلف پیچان سا کوئی دام نہین
کون اوس بت کا آج رام نہین
بے دہانی مین کچھہ کلام نہین
خوابِ غفلت کا یہ مقام نہین
ایک صورت علی الدوام نہین

آسمان بہی جہکا ہے سوے زمین ... سربلندی کا یہ مقام نہین
بزمِ واعظ مین دل لگی کیون ہو ... جس مین ساقی نہین ہے جام نہین

مفت کی مے حلال ہے تحصیل
یہ تو قاضی کو بہی حرام نہین

دل کو چوٹی مین پہنسا دیتے ہین ... الٹی پٹی وہ پڑہا دیتے ہین
ہنس کے بلبل کو رُلا دیتے ہین ... گل کو کہلی مین اُڑا دیتے ہین
دال گلتی نہین شاہون کی وہان ... چٹنی روٹی پہ لگا دیتے ہین
جہوشان حسینہ ہر کوچہ کو ... چاندنی چوک بنا دیتے ہین

تم جو مرتے ہو بتون پر تحصیل
کیا خدا سے یہ ملا دیتے ہین

سے آنچ جلا ڈالے آتش اسے کہتے ہین ... سینے آگ ہو دل سوزان سوزش اسے کہتے ہین
پاس اپنے جو تم ہو تو راحت اسے کہتے ہین ... تم ہم سے جدا ہو تو رنجش اسے کہتے ہین
وہ مجہسے بگڑتے ہی پینے جو قدم بکڑے ... غصہ نہ رہا باقی سازش اسے کہتے ہین
دیدے کے دلاسے دل گہرا دکے گیا لیکر ... ہمت اسے کہتے ہین کوشش اسے کہتے ہین
داغِ دلِ سوزان سے بیتاب ہے اک عالم ... خورشید بہی جلتا ہے تابش اسے کہتے ہین
پوچہا جو نہین مین نے کیون دل پہ تقاضہ ہے ... فرمایا محبت کی کاوش اسے کہتے ہین
جب جستِ دعا اٹہے دی بخش خطا اسنے ... پورش اسے کہتے ہین بخشش اسے کہتے ہین

دورِ فلکی نے جب تحصیل دیا چکر
قسمت نے کہا صفت گردش اسے کہتے ہین

ادہر آتے ہین خو کہنچکر لہ گہر غیرون کے جاتے ہین ... تجہے اے جذبِ الفت آج بہی ہم آزماتے ہین
غم فرقت کو کم کیونکر کہون میرا شور محشر سے ... مرے نالے عدم کے سونے والونکو جگاتے ہین

نقاب ابر مین غیرت سے مہ منہ کو چھپاتا ہے
بتان مہوش جہرے سے جب آنچل اٹھاتے ہین

مزا کیا خاک جینے کا ہے رند و شیخ و زاہد مین
ہماری طرح یہ نقے نہ پیتے ہین نہ کھاتے ہین

کہان تحصیل آئین نالہ عشاق کی شورش
یہ مرغان چمن بے کی گلشن مین اڑاتے ہین

ایک جلوہ بھی جو وہ اپنا دکھا دیتے ہین
دیکھنے والے کو بیہوش بنا دیتے ہین

دل کو وہ لیتے ہی دشنام سنا دیتے ہین
قدر تو دیکھیے کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین

چلتے چلتے کہین ٹھوکر جو لگا دیتے ہین
وہین سوتے ہوے فتنہ کو جگا دیتے ہین

بوسہ دیتے ہین کہ بوسہ پہ سزا دیتے ہین
دیکھیے وقت طلب آج وہ کیا دیتے ہین

کبھی چتون سے لیا کام کبھی ابرو سے
کبھی برچھی کبھی تلوار لگا دیتے ہین

بنتے تو دیکھا حسینون کو مگر یہ نہ سنا
کام بگڑے ہوے عاشق کے بنا دیتے ہین

گرمی صحبت دشمن کا مرے سامنے ذکر
اور بھی آپ مجھے آگ لگا دیتے ہین

عارضہ اور کوئی ہو تو دوا دیجاے
چارہ گر عشق کے آزار مین کیا دیتے ہین

کچھ عیادت مین اب آثار عنایت ہین نمود
کس محبت سے وہ دامن کی ہوا دیتے ہین

زلف و عارض کو ہم یاد کر و صبح و مسا
ہم بھی شیخ و برہمن کو جتا دیتے ہین

پاس حباب سبب ہے مری میخواری کا
ایک دو جام محبت سے پلا دیتے ہین

شیخ کے ساتھ مین کس واسطے کعبہ جاون
کیا وہ اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہین

اون سے نقشے جو کھنچے سب ہون وہ کیونکر موجود
لاکھ ادھر کھینچے ادھر لاکھ مٹا دیتے ہین

دینے والے ہین بہت آپ سنا ہے مین نے
داد اس غیر کی سب شاہ و گدا دیتے ہین

سخت حیرت ہے کہ شکوون پہ مرے بے تحقیق
ہان مین ہان آپ بھی دشمن کے ملا دیتے ہین

آنا اے ہوش تو نہین غش مین مجھے دہنے دے
سرسے ربا نو پہ وہ دامن کی ہوا دیتے ہین

آفرین ہے یہ غزل خوب کہی ہے تمنے

ایسے اشعار ہی تحصیل مزا دیتے ہین

ڈہونڈہ مارا ہمنے کیا کیا ہی نہ کچہ دارین مین — پر نہین پایا ترا ثانی کہین کونین مین
کیون نہ حورون کی صباحت پر مرین جنت مین ہم — مر چلے ہین اس جہان سے عشق حور العین مین
اک طرف صیاد ہی اور اک طرف ہے باغبان — آشیان اپنا نہین دونون کے ہی مابین مین
زندگیٔ دائمی کی جستجو کیا کیا نہ کی — پر نہتا آب بقا تقدیر ذوالقرنین مین
تہی جو شاہیٔ شہیدان یا نہی قدرت کے ہاتہ — ہو گئی تقسیم یہ دولت ترے سبطین مین

چاہتا ہے گر غم محشر سے تو اپنی نجات
رات دن تحصیل کر گریہ غم حسنینؑ مین

لطف حاصل ہے خیال گیسوی پر خم مین ہون — غم نہین ہرگز بلا سے حلقۂ ماتم مین ہون
کثرت گریہ سے غم مین مردم آبی کی طرح — رات دن مین غرق آب دیدۂ پر نم مین ہون
کیون نہ اکدن گنبد مینا رنگت پہ کہاونگا فریب — یہ تو ثابت ہے کہ نسل حضرت آدم مین ہون
خوف عالم سے ہی کیا مینا ہے رب العالمین — مرا عالم اور ہے مین اور ہی عالم مین ہون

میری شادی و غمی کا پوچہ اندازہ نہ کچہ
شاد ہون اکدن تو اے تحصیل برسون غم مین ہون

زلف سا ہون سیاہ کاری مین — پہنس رہا ہون بلا کی خواری مین
مرے گہر آئے تو اترتے نہین — بیٹہے رہتے ہین وہ سواری مین
تو ہو نا راض تو مزا کیا ہے — لطف ہے یار تیری یاری مین
ہے مزا شربت شہادت کا — تیغ قاتل کی آبداری مین

ہو بخیر اپنا خاتمہ تحصیل
التجا ہے جناب باری مین

آب انگور ہے شراب نہین — ہم ہین اچہے تو یہ خراب نہین

ہمتِ عاقلان ہے می نوشی
فائدہ ایسے خرچ سے کیا خاک
دہر مین تنگظرف ہین سب بے فیض

احمقون مین یہ آب وتاب نہین
ایک کوڑی کا گر ثواب نہین
دور مین ساغرِ حباب نہین

عشق دینا وہ رنج ہے تحصیل
اور ایسا کوئی عذاب نہین

حکم پر حکم ہے تعمیل مین مہلت ہی نہین
آپ کی مجپہ وہ اگلی سی عنایت ہی نہین
ناصحا اونکو ترغیب شکیبائی دے
آج کا شوق بیان وعدۂ فردا ہے وہان
حشر مین پیشِ خدا جاؤن مین کیا منہ لیکر
دیکھو اوس کوچہ کو تم رشکِ جنان ہو کہ نہین

سخت مجبور ہون دم لینے کی فرصت ہی نہین
وہ مروت ہی نہین اور وہ محبت ہی نہین
مین تو عاشق ہون مجھے صبر کی عادت ہی نہین
جلد دیدار ہو ایسی کوئی صورت ہی نہین
منہ دکھانے کی گنہگار کو صورت ہی نہین
واعظو کتنے تھے دنیا مین تو جنت ہی نہین

کیا غزل واسطے اصلاح کے بھیجون تحصیل
حضرتِ داغ کو اس کام کی فرصت ہی نہین

ردیف الواؤ

کہہ رہی ہے مری وحشت نے اے رضوان مجکو
کسکی صورت سے میسر ہوا قرآن مجکو
رکھا ستار نے وحشت مین نہ عریان مجکو
کس سلیمانِ زمانہ کا ہوا ہے سودا
یا نبی جلد کہین صبح قیامت ہو جائے
آستانِ شہِ دارین پہ سید ہا لیچل

آج جنت سے مدینہ کا بیابان مجکو
کسکی آمد نے دکھائی رہِ ایمان مجکو
دشت نے جیب دیا کوہ نے دامان مجکو
ہے جو صحرا ہے جنون رشکِ پرستان مجکو
تنگ کردی ہے زیادہ شبِ ہجران مجکو
نہ پھرا کو بکوا اے گردشِ دوران مجکو

کوچۂ رشکِ جنان کی ہی ہوس اے بلبل
خاک خوش آئے ہوا اسے چمنستان مجکو

کیون نہ نیسانِ طبیعت سے گہر برساؤن
آج منظور ہے وصفِ درِ دندان مجکو

فکرِ بخشش نہین مین اُمتی احمدؐ ہون
منتخب کرتی ہے خود رحمتِ یزدان مجکو

دفترِ نعتِ نبیؐ حشر مین جب کھولون گا
مُنہ دکھائیگا نہ پھر نامۂ عصیان مجکو

گرم جسوقت یہ خورشیدِ قیامت ہوگا
آپ لے لینگے تہِ سایۂ دامان مجکو

عمر بھر مین نے سہی ہجرِ نبیؐ کی تکلیف
مشکلین حشر کی ہوجائینگی آسان مجکو

حُبِّ اصحاب و غمِ آلِ محمدؐ تحصیل
مغفرت کے لئے بس ہے یہی سامان مجکو

صفت پڑھ کر محمدؐ کی بنالون دوست دشمن کو
گرادون بت پرستی سے ابھی تو برہمن کو

گریبان کیا جنون کی نذر کردون جامۂ تن کو
نگردون ہاتھ سے صحرائے ثیرب کے نہ دامن کو

ادہر بھی اک نظر للہ اے برقِ شفاعت ہو
سرِ محشر کھڑا ہون مین لئے عصیان کے خرمن کو

گلستان ہوجائے پردہ دیدۂ خورشیدِ محشر کا
وزا دیکھے جو اوس بدر الدجیٰ کے روئے روشن کو

گلِ داغِ جگر ہین تازہ تر عشقِ محمدؐ مین
خزان ہرگز نہین ہے تا قیامت میری گلشن کو

سنا ہی وصف کیا مجسے گلِ باغِ رسالت کا
جو یہ انداز خوش الحانی آیا مرغِ گلشن کو

ہوا ہے دفن بعدِ مرگ جو دشتِ مدینہ مین
فرشتے دیکھتے ہین آکے کس حسرت سے مدفن کو

نکھونکر دین سے اوس حق نما کے کفرِ باطل ہو
جہکا سے بت ادب سے جسکے آگے اپنی گردن کو

ازل سے قمری سروِ قدِ بالای حضرتؐ ہون
ملے گی شاخِ طوبیٰ خلد مین میرے نشیمن کو

برنگِ شیرِ قالین یا محمدؐ بزمِ عالم مین
کرو پامال میرے سامنے تم میرے دشمن کو

اوسے حبِّ محمدؐ تھا زیادہ کم سنی مین بھی
نکھویا کھیل مین تحصیل نے اپنے لڑکپن کو

مجھسے اب مدحتِ ممدوحِ خدا کیونکر ہو
کام اللہ کا بندے سے ادا کیونکر ہو

سامنے تیرے اگر ہون نہ خطا کا قائل
مجہہ خطادار کی پہر عفوِ خطا کیونکر ہو

چارہ گر ہجر کے بیمار کا ہے وصل علاج
کچہہ موافق اوسے پہر کوئی دوا کیونکر ہو

قیدیٔ دامِ محبت بہی کہین چہوٹا ہے
دل مرا زلف کے پہندے سے رہا کیونکر ہو

میرا کہنا ہی بقول آپ کے گر ہے بیجا
پہر بجا بہی جو کہون تو وہ بجا کیونکر ہو

مرضِ عشق و محبت ہو ازل سے جسکو
ایسے بیمار کی قسمت مین شفا کیونکر ہو

رہنے والا مین عدم کا ہون عدم جاؤن گا
اس ہستی کی مجہے آب و ہوا کیونکر ہو

جا نہین سکتے فرشتے بہی وہان اے قاصد
اوسکے کوچہ مین گذر ہائے تیرا کیونکر ہو

کہہ سکے گا نہ غزل میری غزل پر حاسد
زاغ بلبل کیطرح نغمہ سرا کیونکر ہو

مے ہی جایز نہین مذہب مین ترے اے زاہد
حاصل اس چیز کا پہر تجہکو مزا کیونکر ہو

اوسکے احسان ہزار ایک زبان ہے میری
شکر مجہہ سے مرے محسن کا ادا کیونکر ہو

دشمنِ دین کو ہے کب شرم خدا سے تحصیل
جسکو ایمان نہین اوسکو حیا کیونکر ہو

اوٹہہ سکا سید ہانہ مین اوس شوخ کی تعظیم کو
عجز نے ایسا جہکا ڈالا سرِ تسلیم کو

دوستانِ حق کا کب دشمن سے ہوتا ہے ضرر
آتشِ نمرود تہی گلزار ابراہیم کو

روزِ قسمت عشق کا غم اپنا حصہ ہو گیا
ساتہہ لے آئے ازل سے ہم اسی تقسیم کو

پند سنتے سنتے اپنا ناک مین دم آگیا
بار بار آتے ہین کیون ناصح میری تعلیم کو

ماہِ نو کو اسلئے جلدی چہپا لیتا ہے چرخ
لائے کوئی کسطرح لا کہون مین نانِ نیم کو

میکشون کے منہ مین بہر آنے لگا پانی وہین
سن کے واعظ سے بیانِ کوثر و تسنیم کو

ذبح دشمن ہو چہری سے اور مین خنجر سے قتل
منصفی کہتے ہین دنیا مین اسی تقسیم کو

ہے بڑی اکسیر ہاتہہ آجائے خاکِ پای یار
اے مہوس لیکے کیا چاہین طلا و سیم کو

طالبِ حق کیا ہی مستغنی ہین اللہ غنی
ترک ابراہیم ادہم نے کیا وہیم کو

ہے شہ ملکِ سخن تحصیل داغ دہلوی
کرلیا اسنے مُسخر خوب اِس اقلیم کو

جب تک نہ مُنہ لگایا ہے جامِ شراب کو
تسکین آئے کب دلِ خانہ خراب کو
گنتی سے بوسہ لینے کا اقرار ہے مگر
دزدی نہ کیجئے گر کہین بھولا حساب کو
شاید نقاب اُلٹ کے وہ آتے ہین بام پر
خورشید تاکتا ہے ابھی سے سحاب کو
عیسیٰ سے میرے درد کی ممکن نہین دوا
رہنے دو آسمان پہ اوس عالی جناب کو
ہنگامہ مجھسے سنکے شبِ ہجر یار کے
دہشت ہوئی ذاکرِ روزِ عذاب کو
بے فیض تنگظرف ہے دہر مین مدام
لایا ہے کسنے کام مین جامِ حباب کو
رندون نے رہن کیلئے پیرِ مغان کے آبِ
زاہد سے مستعار لیا ہے ثواب کو
ساقی معاف کیجیے ماہِ صیام ہے
پیتا نہین ہون مین رمضا نین شراب کو

تحصیل آفتاب ہے نصف النہار مین
کیا مین بتاؤن یار کے حسن شباب کو

اوسکی پیشانیٔ پر نور پہ ٹیکا دیکھو
مہ کے مُنہ پہ جو نہ دیکھا ہو ستارا دیکھو
زلف شامِ شبِ یلدا رُخِ پُر نور سحر
خال کہتا ہے مین ہون صبح کا تارا دیکھو
اوسنے گھبرا کے کہا آکے میرے قابو مین
کہین اسبات کا ہو جائے نہ چرچا دیکھو
مجھسے آنکھون نے کہا دیکھتے ہی اوس بت کو
صنعتِ صانعِ قدرت کا تماشا دیکھو
شکوۂ وعدہ خلافی پہ ہوا یہ ارشاد
کل کا جھگڑا نکرو آج کا وعدا دیکھو
سر جو قدمون پہ رکھا اوسنے لگائی ٹھوکر
چال دیکھو مری ظالم کا طریقا دیکھو

دیر و کعبہ کی طرف برہمن و شیخ چلے
تم بھی تحصیل کسی یار کا کوچا دیکھو

دو نون عالم مین توا کتا نظر آیا مجکو
دوسرا ایک نہ بجُز تنہا نظر آیا مجکو

جب ترا روے مصفا نظر آیا مجھکو
صاف قدرت کا تماشا نظر آیا مجھکو

خلد دیکھا جو وہ کوچہ نظر آیا مجھکو
نقش دیوار مین طوبا نظر آیا مجھکو

آج وہ غیرت زہرہ نظر آیا مجھکو
اوج پر اپنا ستارا نظر آیا مجھکو

اوسکی آمد جو ہوئی شب کو مقابل رہ کے
دوسرا چاند نکلتا نظر آیا مجھکو

تیرے ہی عشق کا دم بھرتے ہین سب پیر و جوان
جسکو دیکھا ترا شیدا نظر آیا مجھکو

مین نے منہ بھی نہ حسینون کا کبھی دیکھا تھا
جب اِن آنکھون نے دکھایا نظر آیا مجھکو

اوسنے غرفہ سے سرِ بام دکھائی صورت
چرخِ چارم پہ مسیحا نظر آیا مجھکو

اِک چمک تھی کہ ہوئی چشم زدن مین پنہان
برق تھی یا وہ چھلاوا نظر آیا مجھکو

راست کہتا ہے جو وصاف قد یار کے ہین
سرو گلزار بھی سیدھا نظر آیا مجھکو

ذکر واعظ نے کیا ہے ابھی جس جنت کا
وہ میرے دوست کا کوچا نظر آیا مجھکو

شبِ تاریک تو تاریک ہے اے مہر لقا
بے ترے دنکو اندھیرا نظر آیا مجھکو

اے حسینو ہمین خیرات مین بوسہ دیتے
تم مین ایسا تو نہ داتا نظر آیا مجھکو

مین نے فرقت مین جو اشکونکی روانی دیکھی
ایک بہتا ہوا دریا نظر آیا مجھکو

آ گئے یاد وہ حالات گذشتہ فوراً
عشق مین گر کوئی مرتا نظر آیا مجھکو

رنج دیکھا کبھی ذلت کبھی خواری دیکھی
ہاے اِس عشق مین کیا کیا نظر آیا مجھکو

جب بیان نقشہ عذابونکا کیا واعظ نے
شبِ فرقت ہی کا خاکا نظر آیا مجھکو

قتل و خون مین مرے خنجر کا شریک شامل
اوسکے ابرو کا اشارا نظر آیا مجھکو

پاؤن ہستی سے اوٹھایا تو عدم مین رکھا
فاصلہ ایک قدم کا نظر آیا مجھکو

موت نے دایا گلا دل نے کہا وقت اخیر
زندگانی کا نتیجا نظر آیا مجھکو

جب کھلی گور مین آنکھ آپ کو تنہا پایا
کوئی اپنا نہ پرایا نظر آیا مجھکو

آسمان تیرا زمین تیری زمانہ تیرا
سب ترا تو نہ کسیکا نظر آیا مجھکو

ڈہونڈہ کر خضر کو آخر جو نکالا مین نے
کفر و اسلام کو وحدت کی نگہ سے دیکھا
کعبہ سو بار گیا پر نہین اوسکو دیکھا
وہ محتّب فقرا ہون کہ وہین بیٹھہ رہا
شیخ سے کسکو تہی امید کہ اتنی پی ہے

دہیان مین وہ خطِ خضرا نظر آیا مجھکو
جلوہ ہر بت مین خدا کا نظر آیا مجھکو
زاہد اس وجہ سے اندہا نظر آیا مجھکو
جب کسی جا کوئی تکیا نظر آیا مجھکو
صاف خالی خمِ صہبا نظر آیا مجھکو

نہ لگا ہاتھہ کوئی طایرِ مضمون تحصیل
دامِ افکار مین عنقا نظر آیا مجھکو

اے دل نہ کبہی شیفتۂ زلفِ دوتا ہو
چلنے مین ترے پاون کی پیدا نہ صدا ہو
جسطرح مین اوس زلف کو چہوکر ہون پریشان
اک ہاتھہ رہے گردنِ معشوق مین ساقی
اس لطف سے سرگرم ہو جو گردشِ ساغر
آباد رہے شاد رہے دشمنِ جان بہی

کمبخت ادہر حُسن نہ گرفتارِ بلا ہو
اے فتنۂ محشر کہین محشر نہ بپا ہو
یارب کسی انسان سے ایسی نہ خطا ہو
اور دوسرے مین شیشۂ صہبا کا گلا ہو
کیفیتین کیا کیا ہون کیا کیا نہ مزا ہو
یارب یہ دعا ہے مری ہر اک کا بہلا ہو

جمعیتِ خاطر ہی ہوا ہو گئی تحصیل
اس الفتِ گیسوے پریشان کا بُرا ہو

شکایت ہو نہین سکتی ہے ایسے بیوفا تم ہو
تمہارے ہوتے نکلین کس سے اپنے حسرت و ارمان
تمہارے سامنے تعریف کس مُنہ سے ہو یوسف کی
تمہارا گر نہ کہلاؤن تو کہیے کسکا کہلاؤن
مریضِ عشق ہون مجکو طبیبون سے ہو کب آرام
اگر بوسہ نہ دیتے ہو نہ دو پر یہ تو فرماؤ

تمہین ہم آشنا سمجھے مگر ناآشنا تم ہو
ہماری آرزو تم ہو ہمارا مدعا تم ہو
حسینانِ جہان مین قابلِ وصف و ثنا تم ہو
مین کسکی ملک ہون جب لکِ ہر دو سرا تم ہو
کہ عارا تو مرض تم ہو دوا تم ہو شفا تم ہو
کہ دل لینے سے پہر انکار کیسے دلربا تم ہو

بعض حرکات پر وہ وصل مین شرما کے کہتے ہین
حیا مطلق نہین تحصیل کیسے بے حیا تم ہو

ردیف ہاے ہوز

لہراتی ہے کیا سنبلِ خضراے مدینہ
کیون خضر کا مسکن ہو صحراے مدینہ

آئینہ ہے حالِ رُخِ زیباے مدینہ
اربابِ صفا کیش ہین شیداے مدینہ

مستانہ لکھون نرگسِ مخمور کے مضمون
ساقی مجھے دے ساغرِ صہباے مدینہ

آنکھ اونسے ملاتے ہوئین شرماتی ہین حورین
خوش چشم یہ ہین آہوے صحراے مدینہ

شوق اونکا رہِ عشق مین خود راہنما ہے
محتاج نہین خضر کے جویاے مدینہ

آہوے حرم غیرتِ حوران جنان ہین
رشکِ چمنِ خلد ہے صحراے مدینہ

آتے ہین فلک سے بھی ملک بہرِ زیارت
کچھہ جن و بشر ہی نہین شیداے مدینہ

جاروب کشی مین ہین یہ مژگان بسرِ چشم
اور دیدۂ نمناک ہے سقاے مدینہ

رضوان ہو نازان ثمرِ خلد برین پر
شیرین ہے لبِ حور سے خرماے مدینہ

اتراتے ہوے بیٹھے ہین کیا بام فلک پر
ہر کہتے ہین مسیحا بھی تمناے مدینہ

سرسام جو ہو سر مین تو جائیگا طبیبو
جاتا بھی ہے سر سے کہین سوداے مدینہ

زاہد کو تمنا رہے فردوس برین کی
تحصیل مجھے تو ہے تولاے مدینہ

سکونت ہند کی مجھسے چھوڑا دو یا رسول اللہ
کہ یثرب کے کسی گوشہ مین جا دو یا رسول اللہ

چڑہائی نفس امارہ نے کی ہے کشورِ دل پر
کہ اِس ظالم کے حملہ سے بچا دو یا رسول اللہ

دہوان اِس آتشِ عصیان کا میرے سر سے اوٹھا ہے
کہ آبِ ابرِ رحمت سے بجھا دو یا رسول اللہ

تمامی رات سونے مین کٹی اب صبح پیری ہے
کہ مجھہ غافل کو سوتے سے جگا دو یا رسول اللہ

پہر آیا ہے اُدہر سے مُنہ ادہر خورشید محشر نے
نقاب اُب روے انور سے اُٹہا دو یا رسول اللہ

تمہاری تیغ انگشتِ شہادت کے اشارے سے
کہ ٹکڑے چاند کا دم مین ہوا دو یا رسول اللہ

مریضِ ہجر ہے **تحصیل** اُسے تا ہو شفا حاصل
کہ اپنے وصل کی جلدی دوا دو یا رسول اللہ

شرابِ عشقِ احمدؐ سے ہے مملو دل کا پیمانہ
پڑہون ساقی نہ کیونکر نعت مین اشعار مستانہ

چراغِ طور کا بیتاب کردے کیون نہ افسانہ
کہ شمع عارضِ نورِ خدا کا مین ہون پروانہ

رہی اُلفت نہ اپنون سے نہ غیرون سے ہی کچہ الفت
بنایا عشقِ احمدؐ نے مجہے ہر اک سے بیگانہ

ترے در کے فقیرونکا نہ کیون ہو رشک شاہون کو
کہ فخر افسرِ شاہی ہے یان تاجِ گدایانہ

اُٹہا کر آنکہ پہر دیکہا نہ ابراہیم ادہم نے
نظر مین تیرے درویشون کی کیا ہی تختِ شاہانہ

یہ کس بدر الدجیٰ کے داغِ الفت کی تجلّی ہے
الٰہی غیرتِ برجِ قمر ہے دل کا کاشانہ

اوسیکی عقل و دانائی کے قایل اہلِ دانش ہین
جو دیوانہ ہوا اُس سرادہ عالم مین ہے فرزانہ

سحابِ طبع سے مضمونِ دندان دلین بنتا ہے
صدف مین قطرۂ نیسان سے ہو جسطرح دُردانہ

مدینہ کے سوا مجکو پرستان سے غرض کیا ہے
نہ شیدا ہے سلیمان ہون نہ پریون کا ہون دیوانہ

کرے آباد اگر اس کو خیالِ عارضِ انور
تجلّی گاہ بنجاے گا میرے دل کا ویرانہ

ہوا جو عشقِ احمدؐ سے دلِ **تحصیل** سودائی
یہ دیوانہ کا دیوانہ ہے فرزانہ کا فرزانہ

شرابِ عشق سے مستانہ ہے ہر ایک دیوانہ
مدام آباد اے ساقی رہے تیرا یہ میخانہ

پسند اوسکے فقیرون نے کیا کب تاج شاہانہ
کہ ابراہیم ادہم کا سنا کسنے نہ افسانہ

مصیبت مین کسیکا یار سچ کوئی نہین ہوتا
جسے کل اپنا سمجہے تہے وہ نکلا آج بیگانہ

ہمارا مرغِ دل کسطرح دامِ زلف مین پہنستا
فریب اسکو نہ دیتا گر تمہارے خال کا دانہ

تعجب کیا اگر یادِ صنم ہو کعبۂ دل مین
بتون کے وخل سے اللہ کا گہر بہی تہا بتخانہ

تمہارے حسن ہی سے سلسلہ ہے عشق کا میرے
کہین عالی مقامون تک رسائی بھی ہے سفلون کو
گذرتے ہین خیالاتِ حسینان اسمین صبح شام

پری گر تم نہوتے تو نہ بنتا مین بھی دیوانہ
کہ پہونچے تا چراغ ماہ کب ممکن ہے پروانہ
پریزادون سے ہے آباد میرے دل کا ویرانہ

تحصیل

جو عالی ظرف ہین وہ درپئے ایذا نہین
بتاؤ کب چراغ ماہ پر جلتا ہے پروانہ

پیشِ عارض شرم سے ہے اپنے ہی گھر آئینہ
ہر گھڑی حیران ہے پیشِ روے دلبر آئینہ
شوق سے لیتا مین بوسہ آئینہ کے دمبدم
اوسکے رخ کی سی چمک پیدا نہ ہرگز کر سکے
جب نظر اسپر پڑی یاد آگیا وہ روے صاف
اک نگہ پہلے اوٹھا کر دیکھئین میری طرف
دیکھنے والا ہون اوس آئینۂ رخسار کا
کچھہ سمجھکر سامنے اوسکے ہوا آب رنگ سے
تو ہے وہ آئینہ رو آئینہ ہے تیری صفت
سامنے اوسکے ہے وہ صبح وسا اوہین نہین
ہمسری اوس رخ کی کرکے اسنے مُنہ کی کہائی ہے
اپنی صورت دیکھنے کے آپ ہی مشتاق ہین
عکسِ عارض آئینہ مین دیکھکر کہتے ہین وہ
روے جانان دیکھکر دیکھا جو پہر مینے اوسے
اوسنے جو دیکھا بناؤ سے قیامت بن گئے مُنہ
صاف صاف اپنے مقابل کا دکھا دیتا ہی عکس

یاد ان ہی کھانے مین جو گھٹ ڈسی باہر آئینہ
دیکھلو آٹھون پہر اکسان ہے شمسہ آئینہ
حسن گر رکھتا ترے رخ کے برابر آئینہ
لاکھہ بار آے اگر خورشید بنکر آئینہ
سامنے ہوکر گیا ہے دلکو مضطر آئینہ
بعد دیکھین شوق سے پھر بندہ پرور آئینہ
دیکھنا منظور ہو پھر مجھکو کیونکر آئینہ
عمر مین سب کہا گیا یہ ایک جگر آئینہ
کیون نہ پھر لکھے تیرا ہر اک ثناگر آئینہ
مجھسے بھی پایا کہین اچھا مقدر آئینہ
اب رہے غیرت سے مُنہ اپنا سا لیکر آئینہ
سامنے سے اب سرکتا ہے نہ دم بھر آئینہ
واہ کیسا ہے یہ آئینہ کے اندر آئینہ
میری آنکھون کو نظر آیا مکدر آئینہ
پرتوِ رخ سے ہوا خورشیدِ محشر آئینہ
کسقدر شفاف ہے اللہ اکبر آئینہ

ایک کو دو کر بنانا گر تجھے آتا نہین
تو مخاطب کو دکھا اے شعبدہ گر آینہ

مجھسے سنکر یہ غزل اوس آینہ رو نے کہا
کیا کہے بہر اور کوئی اس سے بہتر آینہ

بے ثباتی دولتِ دنیا کی مجھسے کچھہ نہ پوچھہ
سامنے آنکھون کے ہے حالِ سکندر آینہ

مال و دولت قصر و ایوان کانشان کچہہ بہی نہین
یادگار اک رہ گیا بہر سکندر آینہ

آفرین تحصیل ایسی ہے غزل تمنے کہی
جسطرح فرمایا ہے داغ سخنور آینہ

اوسکے رخ سے دوبدو اللہ اکبر آینہ
کیا یہ ممکن ہے کہ ہو اتنا دلاور آینہ

دیکھتے ہین خوبرو خواہش سے اکثر آینہ
مین بنادون اس دلِ نازک کو کیونکر آینہ

عکسِ حسنِ شوخ سے دیکہا نہ مضطر آینہ
مستقل ہے کسقدر اللہ اکبر آینہ

ہے جو اوسکی آرسی مین شکل اختر آینہ
کیون نہ کہیگا داغ اپنا فلک پر آینہ

جلوہ گر نورِ خیالِ یار ہے امین ہے مدام
کب مرے قلبِ مصفا سے ہو بہتر آینہ

آینہ خانہ مین ہے کس آینہ رو کا گذر
ہو رہا ہے ششدر و حیران جو ہر آینہ

ایک تو زیورِ طلائی اوسپہ وہ کندن سا رنگ
کیون نہ عکسِ یار سے ہو معدنِ زر آینہ

اوس رخِ روشن کے آگے ہین نے دیکہا بارہا
ابر کی صورت نظر آیا مکدر آینہ

آپ کا روے مصفا دیکھنے والا ہون مین
ہو مبارک آپ ہی کو بندہ پرور آینہ

مرے منہ پر منہ وہ رکھنا ہجر مین آیا جو یاد
رات بہر رویا کیا مین منہ پر رکھکر آینہ

تیرا رخ ہے بے بہا کیا اسکو نسبت اوسکی سات
کہوٹے دامون بیچتے ہین آینہ گر آینہ

دستِ قدرت سے ہے یہ وہ دستِ اسکندر سے ہے
ہوسکے کیونکر ترے رخ کے برابر آینہ

دیکھکر صورت وہ اپنی آپ ہی عاشق ہین آج
کیا ستم کرتا ہے دیکھو یہ ستمگر آینہ

کون اس صورت مین ہو سکتا ہے منظورِ نظر
دیکھتے ہین سامنے اپنے وہ رکھکر آینہ

عکس کا کل پر ہوا جو شبہ اونکو سانپ کا
پہینک کر توڑا جھجک کر اور ڈر کر آینہ

میری شہرت کا سبب میرا کلام صاف ہے
باعثِ شہرت ہوا پھر سکندر آئینہ

کور باطن کو نظر آتا نہین روئے سخن
کب کسی اندھے نے مُنہ دیکھا ابھی لیکر آئینہ

یہ زمین **تحصیل** ہے اوس آئینہ رو کو پسند
اِسلئے ہمنے کہا ہے آئینہ پر آئینہ

گذری ہے عمر اک بتِ ناآشنا کے ساتھہ
اَب آگے دیکھین کیسی بنے گی خدا کے ساتھہ

کیون ہو نہ دل فریب یہ اندازِ گفتگو
اک اک وہ بات کرتے ہین سو سو ادا کے ساتھہ

آزارِ عشق کا ہو طبیبو علاج کیا
اِس عارضہ کو ربط نہین ہے دوا کے ساتھہ

تنہا قضا نے ہی نہ مجھے مارا جان سے
شامل رہی کسیکی ادا بھی قضا کے ساتھہ

دنیا سے مر چلے مگر افسوس یہ رہا
جب ہمنے عمر کاٹ دی اس بیوفا کے ساتھہ

ممکن نہ تہا کہ شرم مین ہو تمین شرارتین
شوخی مگر شریک ہے اوسکی حیا کے ساتھہ

ہم عاشقونکی دل شکنی شاعرون نے کی
نسبت جو زلف یار کو دی ہے بلا کے ساتھہ

یارب نصیحتون سے دم آیا ہے ناک مین
توبہ ہے پھر نہ کام پڑے ناصحا کے ساتھہ

تا حالتِ مرض مین بھی چھوٹے نہ مے طبیب
رکھہ بدرقہ شراب تو میری دوا کے ساتھہ

اِس اتفاق سے میرا مطلب برآئے گا
وہ متفق ہین آج میرے مدعا کے ساتھہ

کہتا ہون سچ کہ تمسے بھی ہے خوب وہ حسین
باور نہو تو دیکھیۓ تم میرے آ کے ساتھہ

بعدِ فنا بھی تیری اگر جستجو رہی
اوڑتی پھرے گی خاک ہماری صبا کے ساتھہ

اتنا سلیقہ کب تہا اوسے جور و ظلم مین
در پردہ آسمان ہے اوس پرجفا کے ساتھہ

ہم مجرمون کی حشر مین بخشش کو دیکھکر
زاہد پکارین ہم بھی ہین اہلِ خطا کے ساتھہ

اونکو گمان ہو اور کسی سے دل لگی
جو لوگ دل لگا چکے اوس دلربا کے ساتھہ

تحصیل کا دماغ فلک پر ہے آج کل
رہین شوق و ذوق مین جو کسی مہ لقا کے ساتھہ

تحصیل خضرِ راہِ سخن ہین جناب **داغ**

پندرا برس رہا ہون مین اوس رہنما کے ساتھہ

پہر خدا نہ روک لے قاتل بڑہا کے ہاتھہ
کر خاتمہ بخیر تو اور اک لگا کے ہاتھہ

جانے لگے وہ مجھسے جب اپنے ملا کے ہاتھہ
جاتے ہی جاتے چھین لیا دل بڑہا کے ہاتھہ

لون بال بال کی جو بلائین الگ الگ
اے زلف یار لاون کہان سے بلا کے ہاتھہ

دل آگیا ہے اک بت کافر پہ بیطرح
ایمان جواب بچے کہین یہ تو خدا کے ہاتھہ

زیر زمین ہوا مجھے آرام بعد مرگ
صحت مریض ہجر نے پائی قضا کے ہاتھہ

یہ رسم ہے کہ ہاتھہ سے چہوتے ہین نذر کو
تم دل نہ لو تو چہوڑ دو اپنا لگا کے ہاتھہ

کچھہ اور ہی مزے دم دشنام ملتے ہین
وہ کوستے ہین مجکو جو اپنے اوٹہا کے ہاتھہ

ڈرتا ہون مرا دل ہی نہ ہلچل کرے کہین
باتین جو کر رہے ہو تم اپنے ہلا کے ہاتھہ

تحصیل اوس پری کا کیون وصف ہو رقم
مضمون بہی کوئی ہاتھہ سے جاتا ہے آ کے ہاتھہ

آگیا جب سے دل اوس ترک ستمگار کے ہاتھہ
سر ہے گردن ہے میری اور ہین تلوار کے ہاتھہ

دمبدم صاف کیے جاتے ہین تلوار کے ہاتھہ
تو وہ مشق بنا ہون مین ستمگار کے ہاتھہ

ناز و انداز نے غمزے نے ادا نے مارا
ہم جو دنیا سے اوٹھے بہی تو اوٹھے چار کے ہاتھہ

باندہکر تمنے میرے ہاتھہ قیامت کی ہے
حشر مین باندہے نہ جائینگے گنہگار کے ہاتھہ

شکوہ اخبار مین چہپوانے ہوے ڈرتا ہون
کہ وہ کردین نہ قلم کاتب اخبار کے ہاتھہ

ہاتھہ سینے کیطرف کیون نہ بڑہینگے شب وصل
کہین بڑہتے ہوئے رکتے ہین طلب گار کے ہاتھہ

یار سے موقع پہ بڑہتے نہین مستی مین بہی
دیکھہ ہوشیار ہین کیسے ترے سرشار کے ہاتھہ

آینہ خانہ صفائی سے بنا قصر ترا
چوم لین کیون نہ سکندر ترے معمار کے ہاتھہ

چہوٹ کر ہاتھہ سے یہ ہاتھہ نہ ہاتھہ آئین گے
چہوڑیے یار نہ اس اپنے گرفتار کے ہاتھہ

دل اگر آپ نہ لیتے ہین نہ لین کیا پروا
بیچ ڈالونگا اسے اور خریدار کے ہاتھہ

ہوگیا ہے دلِ دیوانہ اسیر گیسو
دلِ بیتاب کو تسکین دمِ آخر ہوتی
المدد یا اسد اللہ کہا جب مین نے

اختیار آپ کے رہائی کا ہے سرکار کے ہاتھ
کاش ہوتے مرے سینہ پہ مرے یار کے ہاتھ
سرِ دشمن پہ پڑے میرے مددگار کے ہاتھ

فاش کرنے سے عدو کے نہین کچہ غم تحصیل
عیب پوشی ہے میری حضرتِ ستار کے ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

ربیع ماہِ میلادِ نبی کی آمد آمد ہے
جنون ہے زور پر میلاد کے دن ہین بہارون پر
غلامِ بے ریا تیر آٹر بیٹا ہے مدینے کو
بجائے کعبہ در ہے آپ کا اے قبلۂ عالم
لگون گا خاک منہ پر صدق سے اوس سرزمین کی مین
نشانی صاف اتنی ہے یہ ظل اللہ کے قد کی
کیا ہے نظم مین نے اک قلم وصفِ خطِ اخضر
بیانِ ننگ دینِ حق ہیلا ہے تجہسے اے شہ دارین
نبوت کا یقین آیا نہ جسکو معجزون سے بہی
شہیدِ بے اجل کس غیرتِ حورِ جنان کا ہون

مہِ نو کشتیِ صہبائے عشاقِ محمد ہے
خدا کا فضل ہے ہر حال جوشِ عشقِ احمد ہے
تمنائے زیارت میرے مولا اوسکو بیحد ہے
ہر اک سنگ آستان کا مرتبہ مین سنگِ اسود ہے
اگر کہدے کوئی مجہسے مدینہ کی یہ سرحد ہے
سراپا نور ہے سایا نہین ہے جسکا وہ قد ہے
جو صفحہ ہے میرے دیوان کا وہ لوحِ زبرجد ہے
کہ تیرا کلمۂ طیب دو عالم کی زبان زد ہے
وہ ملعون ہے وہ ملحد ہے وہ منکر ہے وہ مرتد ہے
جو رشکِ روضۂ رضوان الہی میرا مشہد ہے

رہا ہونگے نہ ہم تحصیل دامِ ہجرِ احمد سے
قفس مین طایرِ جان جسم کے جبتک مقید ہے

یا محمد ہے یہی آخری حسرت میری
نعت گوئی مین ہے مصروف طبیعت میری

آپ کے عشق ا ذ محبت مین ہو رحلت میری
بخت میرے ہین نصیبا مرا قسمت میری

مدحتِ مصحفِ رخسار سے پڑھتا ہون درود
ہے یقین روزِ جزا موجبِ شادی ہو جائے
آپ اللہ سے چاہین گے نزولِ رحمت
آبِ رحمت سے گناہون کی سیاہی دھو جائے

یہ وظیفہ ہے مرا اور یہ تلاوت میری
غمِ احمدؐ مین یہ دن رات کی رقت میری
دیکھکر حشر مین عصیان یہ خجالت میری
امتی ہو نہ کہین مسخ ہو صورت میری

اہلِ جنت کو مبارک رہے جنت تخمیل
چاہیئے کوچۂ احمدؐ مین سکونت میری

زمین نے مرتبا پایا ہے تیری عزت و شان سے
جو دل گھبرا گیا تاریکیٔ شبہائے ہجران سے
جو دل مین داغ ہے وہ کم نہین مہرِ درخشان سے
فراقِ یار مین مر مر کے کاٹون زندگی کب تک
غرورِ حسن سے گر تم نہ آؤ گے تو کیا پروا
ہر اک مذہب سے ای دل مذہبِ عشق آج اچھا ہے

خمیدہ گردنِ چرخِ برین ہے بارِ احسان سے
کیا روشن مین اپنا گھر چراغِ آہِ سوزان سے
الٰہی یہ مدد پہونچی ہے کسکے روے تابان سے
الٰہی موت آ جائے بتنگ آیا ہون مین جان سے
اوڑا لائینگے چاہے تو پری کو ہم پرستان سے
نہ کچھ جھگڑا ہے ہندو سے نہ کچھ حجت مسلمان سے

کہون کیا شعر مین جمعیتِ خاطر سے ای تخمیل
پریشان ہے طبیعت الفتِ زلفِ پریشان سے

نیاز مند کو عذرِ قصور زیبا ہے
مبارک آپ کو ہو عرش یا رسول اللہؐ
ہمین آنکھین ادس رخِ انور کو دیکھکر روشن
بجائے جام ملے بوسہ چشم میگون کا
کہان وہ نہرین کہان وہ چمن کہان حورین
گناہ گار پکارین گے روزِ حشر یہی

تو بے نیاز ہے تجھکو غرور زیبا ہے
جنابِ حضرتِ موسیٰ کو طور زیبا ہے
مری نظر کو الٰہی یہ نور زیبا ہے
کہ عاشقون کو اسی کا سرور زیبا ہے
بہشت ہی مین شرابِ طہور زیبا ہے
تجھے ہے عفو خطا یا غفور زیبا ہے

جس آدمی مین ہو آدمیت اسے تخمیل

جس آدمی مین نہو آدمیت اسے تحصیل
کب اوسکو دعوے عقل و شعور زیبا ہے

ترقی دمبدم قسمت کی قسمت ہوتی جاتی ہے
کسیکی مجھپہ روزافزون عنایت ہوتی جاتی ہے

تمہارے نقدِ الفت کی حفاظت ہوتی جاتی ہے
نہ سمجھو کجھپہ امانت مین خیانت ہوتی جاتی ہے

مجھے سونے مین بھی اوسکی زیارت ہوتی جاتی ہے
کہ ہر شب عالم رویا مین رویت ہوتی جاتی ہے

تمہارے رحم سے دم دم مین راحت ہوتی جاتی ہے
تمہارے قہر سے پیدا مصیبت ہوتی جاتی ہے

اگرچہ عشق مین ذلت پہ ذلت ہوتی جاتی ہے
مگر پھر بھی اوسی کافر سے رغبت ہوتی جاتی ہے

ہمارے وصل کی شب ہائے بے تکرار کب گذری
سوال وصل پر تا صبح حجت ہوتی جاتی ہے

کسی سے دوستی وہ چار دن قائم نہین رکھتے
محبت ہوتی جاتی ہے عداوت ہوتی جاتی ہے

کہا تہا تمنے تُنہ ہر گز کسی کا ہم نہ دیکھینگے
مگر غیرون سے جو صاحب سلامت ہوتی جاتی ہے

کبھی راضی ہین وہ ہمسے کبھی رنجیدہ رہتے ہین
صفائی ہوتی جاتی ہے کدورت ہوتی جاتی ہے

اگر جادو نہ کہیے عشق کو تو اور کیا کہیے
دگرگون دمبدم عاشق کی حالت ہوتی جاتی ہے

نہ اگلی سی اونہین نفرت نہ وہ انکار اگلا سا
خدا رکھے کہ اب ہمسے محبت ہوتی جاتی ہے

ہجوم سایلان سے راہ اوس در پر نہین ملتی
بہت مشہور اب اونکی سخاوت ہوتی جاتی ہے

ہمارا عشق ہے کیا تیرے وعدہ کیطرح جھوٹا
جو اب اوسکی صداقت پر صداقت ہوتی جاتی ہے

قیامت ایکدن ہوتی ہے اسکا غم ہے کیا داعظ
یہان فرقت مین تو ہر شب قیامت ہوتی جاتی ہے

سمجھ لینا دہی کو جہ ہے اوس قاتل کا اے قاصد
کہ جسمین روز اک دو کی شہادت ہوتی جاتی ہے

امید حور و جنت شیخ و زاہد کو ہے عقبے مین
اسی لالچ پہ روز و شب ریاضت ہوتی جاتی ہے

عبادت کو ہماری حشر مین پھر کون پوچھیگا
گنہگارون پہ نازل اوسکی رحمت ہوتی جاتی ہے

عدم آباد بھی یارب عجب اک شہر دلکش ہے
اوسی جانب روانہ روز خلقت ہوتی جاتی ہے

نشان قبر اپنا کیا رہیگا حشر کے دن تک
ابھی سے روز کم کم خاک تربت ہوتی جاتی ہے

بڑہاپا آگیا مشقِ سخن کرتے ہوئے تحصیل
مگر دن دن جوان اپنی طبیعت ہوتی جاتی ہے

سامنے شمع رخ جانانہ ہے
صبر کا دامن پر پروانہ ہے
الفت کا کل ہے درد شانہ ہے
کیا بتادن کیا ہے یان اور کیا نہ ہے
عشق مین دل مجھسے اب بیگانہ ہے
یا تو فرزانہ تہا یا دیوانہ ہے
سوے قاتل جاتے ہین ہم سر بکف
واہ کیسی ہمت مردانہ ہے
جو کہا ہے مینے حالِ دل کہا
تم نہ سمجھو یہ غلط افسانہ ہے
آہِ سوزان ہے فتیلہ ہجر مین
داغِ دل شب بہر چراغِ خانہ ہے
ذرّہ ہو یا مہر دونون ہون بتنگ
تنگ وتار ایسا مرا کاشانہ ہے
رشکِ نیسان ہے سحاب طبع بہی
جو سخن ہے غیرتِ دردانہ ہے
مول کیا تجہکو زلیخا دے سکے
قیمتِ یوسفؑ ترا بیعانہ ہے
ختم ساقی ہو چکا ماہِ صیام
بہر دہی صہبا دہی پیمانہ ہے
ہے یہ حال اپنا امید و بیم سے
تن مین لرزہ ہاتہ مین پیمانہ ہے

جو وہ یکتا ہے سبکے بولو نہ کچہہ
جانے دو تحصیل اک دیوانہ ہے

جو تم چاہو مریضِ عشق کو آرام ہوتا ہے
جنابِ ابنِ مریمؑ سے کب ایسا کام ہوتا ہے
خریدار اونکے در پردہ دہی ہین اونکے سودائی
سرِ بازار رسوا مفت میرا نام ہوتا ہے
وہ تہمت مجہپہ کرتے ہین چکتے پر اتنا سوچ کر چپ ہین
عدو بہی ساتہ میرے مورد الزام ہوتا ہے
امید بندگی مجہسے حسینونکی ہے نافہمی
کہین اللہ کا بندہ بتون کا رام ہوتا ہے
تعجب ہے اوسی دن کچہہ نہ کچہہ اک عذر ہی اونکو
میری جانب سے جسدن وصل کا پیغام ہوتا ہے
سوالِ وصل پر دی اوسنے گالی پہر یہ شرمایا
نہین تو جیبہ کر خود قابلِ دشنام ہوتا ہے

جو کچھہ ہمنے کہا طرفین کی ہے بہت دری مانو
ترا دیوانہ یگانہ ہے وہ کب حورون پہ مائل ہو
کوئی آیت وعظ کی مجلس سے یہ کہتا ہوا نکلا
کہلین چودہ طبق زاہد جو ہے پیر مغان کے پاس
بہادر سعر کہ مین عشق کے دل اور جگر نکلے
دکہاتے ہین وہ ممنہ لوگون کو دونون وقت غزے
پہنسانا طائر دل کو حسینون سے کوئی سیکہے
مرے کوئی مٹے کوئی کسیکا کچھہ نکیون بگڑے
یہ مال اچہا ہے دل میرا خریدو اے حسینو تم
وہ اپنے دل کی مجہسے پوچہتے ہین مین بتاتا ہون

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
وہانِ شیخ میرہ ہان یہ خیال خام ہوتا ہے
کب ایسی بزم سے خوش رندگی اشام ہوتا ہے
عطا اوس مرشد کامل سے بس اک جام ہوتا ہے
زباکوئی بنتا ہے تو کوئی سام ہوتا ہے
عجب میلا ہے یہ ہر روز صبح و شام ہوتا ہے
کہ دانہ خال ہوتا ہے تو گیسو دام ہوتا ہے
سنورنے مین وہ ہین مشغول اونکا کام ہوتا ہے
سرِ بازار آج اس چیز کا نیلام ہوتا ہے
تو پہر ہنسکر یہ کہتے ہین تجھے الہام ہوتا ہے

سمجھتا ہون اوسے تحصیل مین اپنا خطِ قسمت
میرے شکوہ مین جو خط غیر کو ارقام ہوتا ہے

جلوہ یہ پیشِ نظر شام و سحر کس کا ہے
یہ مکان کسکا ہے اے یار یہ گھر کسکا ہے
جا نہین سکتے ہین جبرئیل امین بہی تو وہان
چشم بد دور یہ جلوہ نہین دیکہا جاتا
مین تو خاموش ہون اے جوشِ جنون تو ہی کہہ
کرنہ محتاج کسیکا تو مجھے اے خالق
جائین گے کوچۂ قاتل مین بہی پیش ہے کیا
ہاے میرا ہی کلیجہ ہے کہ سہتا ہون ستم
کس نے آتش میرے سینہ مین لگا ڈالی ہے

کبہی آنکھون مین کبہی دلین گذر کسکا ہے
دیر و کعبہ مین شب و روز گذر کسکا ہے
اوسکے کوچے مین خدا جانے گذر کسکا ہے
نور ان آنکھون مین اے اہل نظر کسکا ہے
سر مین شور اور میرے دلین یہ نشتر کسکا ہے
جز ترے در کے میری واسطے در کسکا ہے
سر بکف جو ہین اونہین خوف و خطر کسکا ہے
ورنہ اے قاتلِ عالم یہ جگر کس کا ہے
تو ہی اے آہ بتادے یہ اثر کسکا ہے

مین نہ کہتا تھا کہ ایدل نہ مل اوس قاتل سے — تو ہی اب دیکھہ تہِ تیغ یہ سر کسکا ہے
قصرِ کسریٰ ہے کہان قصرِ فریدون ہے کہان — اس خرابی مین بجز گور کے گھر کسکا ہے
جب گنہ سے مین ڈرا رحمتِ حق نے یہ کہا — روزِ محشر میرے ہوتے تجھے ڈر کسکا ہے

تو نے ہی پہاڑا رقیبون کا کلیجا تحصیل
ورنہ یہ حوصلا اے شیرِ ببر کسکا ہے

نگہ کسیکی ادہر بار بار ہوتی ہے — کبھی جگر کے کبھی دل کے پار ہوتی ہے
نہ ذکر کیجیے مر جائیگے آپ جانیکا — ابھی سے جان مری بیقرار ہوتی ہے
بجا ہے گیسوے جانان سے دین جو ہم نسبت — دراز اتنی شبِ انتظار ہوتی ہے
مین اونکے عارضِ گلگون پہ یون تصدق ہون — کہ جیسے پھول پہ بلبل نثار ہوتی ہے
جو وصف اوس گلِ خوبی کا نظم کرتا ہون — سراپا میری غزل پُر بہار ہوتی ہے
چٹانہ سنگ تو لوہے کو اپنے اے قاتل — مرے گلے پہ چھری آبدار ہوتی ہے
تمہارے غمزے سے عشاق قتل ہوتے ہین — ہر ایک چینِ جبین ذوالفقار ہوتی ہے
براے فاتحہ آتا ہے کون تربت پر — جو فرش راہ مین خاکِ مزار ہوتی ہے

جو غرق ہون عرقِ انفعال مین تحصیل
اونہین پہ رحمتِ پروردگار ہوتی ہے

رکھتے نہین جو پاون زمین پہ غرور سے — کیا وہ کبھی ملینگے نہ اہلِ قبور سے
ایجاد ماسوا ہے اوسیکے ظہور سے — پیدا کیا خدا نے جسے اپنے نور سے
دل باغ باغ خلد مین ہو وصلِ حور سے — آنکھین ہون لال لال شرابِ طہور سے
کیون قرب ہو نہ اوس صنمِ پر غرور سے — بندہ کہین ہے دور خدا کے حضور سے
دیر و حرم ہین کسکی پرستش کی دہوم ہے — آباد دونون گھر ہین یہ کسکے ظہور سے
جل جاوگے تو جلوۂ جانان نصیب ہو — ہر دم بلند ہے یہ صدا کوہِ طور سے

گر مانع شراب ہوں یوں ہی جناب شیخ
مجھہ رند کا سلام ہے حضرت کو دور سے

مغرور خاکساروں سے جھک کر ملینگے کیا
شیطان کا سر ازل مین جھکا کب غرور سے

کہتے ہین جانور کو بھی عقلِ معاش ہے
انسان کو ہو ضرور تعلق شعور سے

جو کام آپ سے ہی کہونگا مین وقت پر
تشریف لائین شب کو مرے گھر ضرور سے

رکہئے لحاظ آپ کی تمکین کا وصل مین
اتنی کہان امید دل ناصبور سے

کھٹکا لگا ہے مرغ سحر کا شبِ وصال
پہلے ہی بول اوٹھے نہ کہین بانگ صور سے

واعظ صلہ گناہ کا بخشش ہے روز حشر
ہے یہ امید رحمتِ ربِّ غفور سے

مین عمر بھر رہا ہون محبت مین نالہ زن
گھبرا نہ جاؤنگا کبھی شور نشور سے

ڈوبونگا حشر کو عرقِ انفعال مین
پیتیں خدا ندامتِ منّخ و مخمور سے

قایل تو ہون خطا کا سزا ہو کہ یا عطا
انکار کچھہ نہین سبب مجھے اپنے قصور سے

تارون مین ہو شناس نہ کسطرح چاند کی
پہچانا ہے ہمنے آپ کو لاکھون مین دور سے

ہوتی اگر سکونتِ بلدہ نصیب تو
کچھہ حال عرض کرتے ہم اپنا حضور سے

تحصیل معتقد مرا حاسد کبھی نہو
نفرت ہے بیوقوف کو اہلِ شعور سے

گردون دُخانی پہ وہ جاتے ہین وطن سے
ایجاد دنیا ظلم ہوا چرخِ کہن سے

بوسہ جو لیا پیار سے تم ہو گئے برہم
نفرت ہے تمہین کیون مری اس چاہ سے پن

جب اوٹھکے وہ پہلو سے چلا صبح شبِ وصل
صدمہ یہ ہوا جان نکلنے لگی تن سے

گردش مین شب و روز فلک بھی ہے زمین بھی
خالی نہین دنیا مین کوئی رنج و محن سے

حاصل تجھے دنیا کے زر و مال سے غافل
مقسوم مین تیرے ہے زیادہ نہ کفن سے

غربت مین ہین تنہا ہون مرا حالِ مصیبت
ہے کون جو جا کر کہے یارانِ وطن سے

کچھہ تو غرضِ دل تیرے کوچہ سے ہے الگل
بے وجہ محبت نہین بلبل کو چمن سے

چوسا تہا شبِ وصل جو اوس گل کے لبون کو
آتی ہے ابھی پھول کی بو میرے دہن سے

اسمین بھی کہین بیل ہے ای گل کہین بوٹا
گیسو سے ترے ہمسری اک بےادبی ہے
وعدہ بھی کرے وصل کا اور اوسکو وفا بھی
غرت کی نظر سے مرے اشعار کو دیکھین

کیا کم ہے تری دامنی داماں چمن سے
سرزد یہ خطا ہو نہ کہین مشک ختن سے
مجکو یہ توقع نہین اوس پیمان شکن سے
تحصیل یہ امید ہے ارباب سخن سے

موقع نہین تحصیل دکن دور ہے ورنہ
لیتے تھے صلہ شعر کا دربار دکن سے

نزول رحمت اے مہوش تیری اک مہربانی ہے
مشیت پر تری راضی ہوا اور جان دی اپنی
مین اوسکو دیکھنے مضطر ہون اور وہ ہے پردے مین
بہت مشتاق ہون خط کھولنے تک دیر ہوتی ہے
دکھاؤن گرمیٔ بادہ کشی کیا خاک فرقت مین
بہت گل تازہ تر دیکھے بہار نو بنو دیکھی

ترا ~~ہے~~ غیظ و غضب واللہ قہر آسمانی ہے
جناب قابض ارواح کی کب مینے مانی ہے
اودہر سے دمبدم ارنی اودہر سے لن ترانی ہے
تو پہلے جلد کہہ قاصد جو پیغام زبانی ہے
سے دو آتشہ بے یار ساقی سرد پانی ہے
مگر طرہ ہزارون مین تمہاری اک جوانی ہے

سنا ہے آج وہ مجھسے غزل پڑہوانے آتے ہین
مزے کی بات ہے تحصیل لطف شعر خوانی ہے

جلوۂ حسن عروسی ترا لاثانی ہے
شامت زلف نہین تو یہ بلا ہے کیسی
شکوۂ وعدہ خلافی پہ یہ ملتا ہے جواب
نام اللہ کا لیتے ہی بت کافر نے
جو مقدر مین ہے اکدن ہی ضرور اوسکا ظہور
آپکو زعم عبادت ہو مبارک یا شیخ
ناصحا کا ہے کو سمجھاتا ہے سمجھا ہون مین

آرسی دیکھکر آئینہ کو حیرانی ہے
کون کہتا ہے کہ بیوجہ پریشانی ہے
سہو و نسیان بھی تو خاصیت انسانی ہے
کہدیا تجکو ابھی پاس مسلمانی ہے
پیش آئیگی وہی بات جو پیش آنی ہے
ہم گنہگارون کو ہر وقت پشیمانی ہے
تجکو دانا جو کہون یہ میری نادانی ہے

بندۂ زر جو بھرے بندگیٔ حق کا دم
زندہ رہکر بھی نہین ملتے کبھی حضرتِ خضر
شکوہ سو بار عدو سے لکھے مٹادینگے ہم
حسن تھا حضرتِ یوسفؑ کی اسیری کا سبب

گویا قارون کو دعوائے مسلمانی ہے
نہین معلوم یہ کیا شیوۂ انسانی ہے
کیا خطِ غیر بھی اپنا خطِ پیشانی ہے
باعثِ قیدِ قفس میری خوش الحانی ہے

حضرتِ داغ سے لے فنِّ سخن کی تعلیم
تجکو **تحصیل** اگر شوقِ زبان دانی ہے

کوئی مجھ سا سخن ایجاد کہین ہوتا ہے
قیدئی دامِ محبت کی رہائی کیسی
تونہ جس دل مین ہو ویران ہی ڈوالای دوست
خوش مجھے کرتے ہو کیا نقل و حکایات پہ آپ
دیکھکر آپ کو آئینہ مین وہ کہتے ہین
خونِ ناحق سے کہان آئیگی دسِ آنکھہ مین شرم
میرے دل سے یہی کہتی ہوئی نکلی حسرت
جسکو قدرت نے چھپایا ہے چھپاہی وہ رہا
زاہدو ذکرِ صنم دل سے بھولاؤن کیونکر
جانے دے رنجِ گذشتہ ادہر آ پیار کرین

پھر بھی اسطرح کا استاد کہین ہوتا ہے
بندۂ عشق بھی آزاد کہین ہوتا ہے
بے مکین گھر کوئی آباد کہین ہوتا ہے
ایسی باتون سے کوئی شاد کہین ہوتا ہے
کوئی ہم سا بھی پریزاد کہین ہوتا ہے
منفعل قتل سے جلاد کہین ہوتا ہے
ایسا ویرانہ بھی آباد کہین ہوتا ہے
پھر عیان گلشنِ شداد کہین ہوتا ہے
عاشقِ اللہ کا بے یاد کہین ہوتا ہے
یون بھی معشوق کا ارشاد کہین ہوتا ہے

خوش نوای ہے وہی کنجِ قفس مین **تحصیل**
مجھسے ناراض بھی صیاد کہین ہوتا ہے

نہ اگلے لوگ ہی ہین اور نہ وہ زمانہ ہے
دعا کرو کہ جگر تا ابد رہے قائم
میری بساط ہے کیا اور میری حقیقت کیا

مگر زبان پہ عالم کی اک فسانہ ہے
یہی تو آپکے تیر دنکا اک نشانہ ہے
الٰہی اوسکی طرف آج اِک زمانہ ہے

اودہر ہی گرتے ہین جا بجا نظر سے مسجد کے لوگ
کہ آپ جیسے موقع پہ اوس بت کا آستانہ ہے

یہان کے آنے سے انکار ہی حقیقت مین
بظاہر آپ کو مہندی کا اک بہانہ ہے

جہان رہونگا وہین رزق پہونچے گا صیاد
ترے قفس ہی مین کیا یہ آب و دانہ ہے

سنا جو قصہ ہمارا تو اوسنے فرمایا
ترا بہی حال عجب طرح کا فسانہ ہے

ز راہِ لطف جو پہ چلیئے تو کچھ بعید نہین
یہان سے دو ہی قدم پہ غریب خانہ ہے

وہ سُنکے اسکو نہو جایئن بدگمان ڈریئے
میری غزل مین ہر اک شعر عاشقانہ ہے

خدا اوجاڑ دے تیرے قفس کو بہی صیاد
کہ اک زمانہ سے ویران آشیانہ ہے

کرو نہ شکوہ ملی تم پکار کر واعظ
بہت قریب یہان سے شرابخانہ ہے

کمی ہو نقدِ مضامین کی کیا یہان تحصیل
خدا کے فضل سے معمور اک خزانہ ہے

موت سے ڈرتے نہین عشق مین مرنے والے
بوالہوس اور وہ ہونگے جو ہین ڈرنیوالے

ٹھہرتے کب ہین یہان آکے ٹھہرنیوالے
آج کے ٹھہرے ہوئی کل ہین گذرنیوالے

ایک ہم آپکی ہین یاد مین مرنے والے
ایک ہین آپ کبہی یاد نکرنے والے

جسکو ڈر ہو وہ کرے کیا شبِ گیسو کی سیر
رات کو گھر سے نکلتے نہین ڈرنیوالے

ہر قدم اوٹھ کے قیامت نے بلائین لے لین
گھر سے جب نکلے سنور کر یہ سنورنے والے

انہین آنکھون ہی نے رستہ بہی دکہایا ہوگا
جب تو گذرے ہین مرے دلمین گذرنیوالے

دل ابہی تمنے لیا ہے ابہی کہتے ہو نہین
مرجا اور کہان ایسے مُکرنے والے

مار کر مجکو وہ قاتل رہے کب تک زندہ
مارنے والے بہی اک روز ہین مرنیوالے

حور کے بہیس مین لو آئے تو کیون جان نہ دین
اے اجل ہم تو حسینون پہ ہین مرنیوالے

ہین کسی کا کلِ شبگو کے لئے سرگردان
کوچہ گردی شب تاریک مین کرنے والے

آئینہ دیکھکے حیرت سے وہ فرماتے ہین
اور بہی نکلے برابر کے سنورنے والے

انگیا کے کسنے سے دبے گا نہ وہ جوبن کا اُبھار
روکنے سے کہین رُکتے ہین اُبھرنیوالے

دل بگڑا ہے بنے گی نہ ٹھنی ہے اپنی
تم سلامت رہو دنیا مین سنورنے والے

رات دن عیش ہے عشرت سے تمہین کیا غم ہے
دن مصیبت کے بھرے جاتے ہین بھرنیوالے

بحر ہستی مین ہے برباد ہماری کشتی
ہو گئے پار کئی پار اُترنے والے

بیکسی میری یہی پوچھ رہی ہے مجھ سے
ہین کدھر آج وہ دم آپ کا بھرنیوالے

دخل دیتے ہین بیجا وہ سخن مین تحصیل
باتین دو چار برابر ہمین کرنے والے

کہا یون راز ہمنے رازدان سے
اشارون ہی مین کچھ اور کچھ زبان سے

غرض کیا وسعت عمر روان سے
تنگ آیا ہون تنگئ جہان سے

امید رحم وہ بھی آسمان سے
توقع ہے کی نامہربان سے

یہ نکلا کام اوس در پہ فغان سے
نکل آئے وہ گھبرا کر مکان سے

کہان پہونچے خیال اوسکی کمر تک
برے یہ جیتے ہین وہم و گمان سے

ابھی شوق جبین سائی ہے باقی
اُٹھے گا سر نہ تیرے آستان سے

بہت مشتاق ہین دیدار کے ہم
ابھی اُٹھ جائے پردہ درمیان سے

اگر منظور ہے تلوار ہو قتل
ذرا تیرے رہو مجھ نیم جان سے

وہ بولے دیکھکر مجھکو سر بزم
نکل جائے یہ نالا یون بیان سے

سنائی اوسنے میری داستان کیون
وہ بیٹھے ہین بگڑ کر قصہ خوان سے

وبا کر منہ مرادی اوس نے گالی
کہ نکلے تا نہ کچھ اسکی زبان سے

کسی نے اپنے دشمن سے نہ دیکھا
جو ہم دیکھے ہمارے مہربان سے

مصیبت اوس مسافر کی نہ پوچھو
کہ جو بچھڑا ہوا ہے کاروان سے

دکھایا بخت نے صیاد کا گھر
ابھی نکلے نہ تھے ہم آشیان سے

بہت کھینچی پشیمانی نکل کر
ترے کوچہ سے ہم آدمؑ جنان سے

وہ اپنی تیغ کو دین شوق سے آب
کہ ہم تو ہاتھ دہو بیٹھے ہین جان سے

کیا ہے تیغ قاتل نے سبکدوش
یہ سر بھی کم نہ تھا بارِ گران سے

ٹھکانا بھی مضامین کا کہین ہے
خدا جانے یہ آتے ہین کہان سے

بیان ہے شاعرونکا کسقدر جھوٹ
ملایا ہے زمین کو آسمان سے

ستون تحصیل مین یہ حضرت داغ
دکن مین آ گئے ہندوستان سے

باہر جو ہوتا وہ رخِ انور نقاب سے
آنکھون کو تاب دید کی آئی نہ تاب سے

راحت ملے جو تم کو شب وصل خواب سے
امید یہ نہین ہے میرے اضطراب سے

گھبرا کے اوٹھہ گئے وہ مرے اضطراب سے
بگڑا ہے کام اس دلِ خانہ خراب سے

واعظ ڈرا دہے ہم کو حساب و کتاب سے
بیباق تم بنے رہو روزِ حساب سے

بدلی طبیعت اپنی نہ بگڑی شراب سے
برسون موافقت رہی ہمکو اس آب سے

اِک رشکِ ماہ کے لئے ساقی ضرور ہے
کھینچی ہوئی شراب گلِ آفتاب سے

دھبہ ریا کا شیخ کے دامن سے چھوٹتا
دہوتے اگر وہ اوسکو ذرا سی شراب سے

اے رنج ہو نہ راحتِ عقبیٰ کبھی نصیب
خالی کوئی ثواب بھی نہین ہے عذاب سے

دنیا کی کشمکش سے ملی گور مین نجات
آئی اجل تو چھوٹ گئے ہم عذاب سے

خاموش موت سے مین ہون اے منکر و نکیر
معذور رکھو مجھکو سوال جواب سے

زندہ ہے پینے کھانے سے دنیا مین آدمی
نفرت ہو مردہ دل کو شراب و کباب سے

ہستی کو اپنی نقش بر آب آپ جانئے
ہر دم اشارہ ہے یہی چشمِ حباب سے

اے دل خدا کے واسطے دم بھر قرار لے
گھبرا رہی ہے جان میری اضطراب سے

دل کو بچانا حسنِ جوانی سے ہے محال
اللہ کی پناہ بتون کے شباب سے

پھر ہو گئی اور دیکھیے کیا کیا خرابیان
جامہ سے باہر اور ہوا شوقِ وصل مین
آلودہ مے سے لب ترے ہوون نہ کسطرح
اوس مہوش کے عشق کا ہو کیون نہ مجکو فخر
پردے مین ساز کے ہی کسی کی صدا ضرور
کھالے دوا طبیب کی خاطر سے اگر مریض

دل لگ چلا ہے پہر اوسی خرانہ خراب سے
دامن جو وہ بچانے لگے کچھ حجاب سے
بہتر ہے اور کیا تری جھوٹی شراب سے
ہے ذرہ حقیر کو لاگ آفتاب سے
بیوجہ دل لگی نہین چنگ و رباب سے
امید کچھ شفا کی خدا کی جناب سے

تحصیل تابِ مہر قیامت کے سامنے
دامان رحمت اوسکا نہین کم سحاب سے

قاتل سے ہے جو لاگ برابر لگی ہوئی
میری ہی طرح عشق سے وہ بھی ہین مضطرب
فرصت ہے ہاتھا پائی سے کسکو وصال مین
ہے چاٹ اے پری تری جھوٹی شراب کی
پیارا ہے چاند کبک کی آنکھون مین مہرباں
الفت لپٹ پڑی ہے مرے دلکو زلف کی
کیونکر بتاے سوزشِ داغِ جگر کو لی
اس کاوشِ مژہ کی خلش کیا بتائین ہم
دم ٹوٹے تک تو موت کی سختی تھی جان پر
نازل غضب ہو یا تری رحمت نصیب ہو

گویا ہے تیغ اپنے گلے پر لگی ہوئی
دونون کو ہے یہ چوٹ برابر لگی ہوئی
کشمکش تو رہتی ہے شب بھر لگی ہوئی
کیونکر نہ چوس لون مین لبون پر لگی ہوئی
میری نظر ہے آپکے رخ پر لگی ہوئی
چھوٹے بلا الٰہی یہ کیونکر لگی ہوئی
یہ آگ تو ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی
نشتر کی نوک ہے رگِ جان پر لگی ہوئی
اب حشر تک ہے دہشتِ محشر لگی ہوئی
یارب یہ فکر ہے سرِ محشر لگی ہوئی

تحصیل ہے مدام اوس ابر کرم کا فیض
بارش سے ہے متصل مرے گھر پر لگی ہوئی

دل دہی اور نہ دلداری ہے
ان حسینون مین دل آزاری ہے

کس کے یہ قتل کا سامان ہے آج — تیر و خنجر کی جو تیاری ہے
آتشِ شوق کہان ہے یہی مین — اب وہ شعلہ ہے نہ چنگاری ہے
مرض الموت ہے عارضۂ عشق — لا دوا ایک یہ بیماری ہے
آپ آدم نے لیا عشق کا بار — جب فرشتون نے کہا بھاری ہے
ترے دیدار سے غافل ہون نہین — ختم اون آنکھون پہ ہوشیاری ہے
دل وہ اک بوسہ پہ لے سکتے ہین — جنکو منظور خریداری ہے
تیغ کھینچے ہوے وہ آتے ہین — آج شاید کہ میری باری ہے
جانبِ غیر ہے باطن اون کا — میری ظاہر مین طرفداری ہے
کر شکایت نہ گنہگارون کی — شیخ شکوہ بھی گنہگاری ہے

بندۂ زلف ہو تحصیل سا شخص
ہاے قسمت کی گرفتاری ہے

بیتِ ابرو خوب ہی ایجاد ہے — چشمِ فتان اور اوسپہ صاد ہے
جو کہا تمنے بجا بالکل درست — کیون نہو پھر کسکا یہ ارشاد ہے
جب کیا موزون نیا مضمون کیا — طبع عالی بھی کوئی اوستاد ہے
میرے شاگردون سے دو مشہور ہین — ایک مجنون دوسرا فرہاد ہے
اوسکا کوچہ غایب اے قاصد نہین — یہ بھی کیا کچھ گلشنِ شداد ہے
ہے فقط اپنی بصارت کا قصور — ورنہ ویرانہ ہر اک آباد ہے
پھونکتے ہم آہِ سوزان سے قفس — پر کرین کیا خاطرِ صیاد ہے
سلسلہ مین عشق کے پابند ہون — اے جنون کیا حاجتِ حداد ہے
کس کے دل کی آج بر آئی مراد — ہر طرف شورِ مبارکباد ہے
پھر کسی کے عشق کا اے دل خیال — وہ مصیبت بھی تجھے کچھ یاد ہے

شکوہ جور بتان تحصیل کیا
آسمان خود بر سر بیداد ہے

میخواروں سے اے واعظ کیوں اتنا تو جلتا ہے
بیساختہ جو دل سے مضمون نکلتا ہے
کیا صاف زمین ہے یہ کون اسمین سنبھلتا ہے
کسکا یہ جگر ہوگا فرقت کی سہے ایذا
جیتا جو مجھے پانا فوراً اہی سے چلے آنا
آہوں سے عجب کیا جو دل نرم ہوا اوس بت کا
ہے نفس ٹہا سر کش سر توڑئے موذی کا
مین مالکِ غربت ہون سایا ہی میرا خادم
یا کوئی خوشی سے ہے یہ یا مضطرب سے ہے یہ
اک وضع پہ ہے ہمنے دیکھا نہ زمانہ کو

مُنہ سے جو یہ دوزخ کے انگارے اوگلتا ہے
سانچے مین طبیعت کے کیا خوب وہ ڈہلتا ہے
استادِ سخن کا بہی یان پاؤن پہسلتا ہے
ہاتھوں مین لئے دل کو ہائے کوئی ملتا ہے
تم جلد نہ آؤ تو دم میرا نکلتا ہے
ہوتے نکہے اگر آتش تو فولاد پگلتا ہے
جسطرح سرِ افعی ہر کوئی کچلتا ہے
پیچہے کبہی رہتا ہے آگے کبہی چلتا ہے
معلوم نہین دل کیوں پہلوں مین اوچہلتا ہے
گردون کیطرح یہ بہی ہر رنگ بدلتا ہے

تم دوست کی خدمت مین سرگرم رہو تحصیل
پروا نہین جلنے دو گر مدعی جلتا ہے

نیرنگیٔ عالم نہین کیا کیا مرے آگے
مرجاؤن نکیوں گوشۂ حسرت مین چہپکر
ہر چند کہ تہا نبانہ تہمے ہجر مین آنسو
کتنی لپند آجاتی ہے یہ راستی اونکی
گہہ دیکھتا ہون اوسکو گہے شکل کو اپنی
کی تہی جو بدی غیر نے اب کہنا پڑا ہے
مین سامنے جاتے ہی یہ ارشاد ہوا آج

سو رنگ بدلتی ہے یہ دنیا مرے آگے
پردہ وہ اوٹہا کر نہین آتا مرے آگے
بہتا ہی رہا اشک کا دریا مرے آگے
جو وقت وہ آجاتے ہین سیدہا مرے آگے
ہے جب سے کہ وہ روئے مصفا مرے آگے
میرا ہی کیا تہا جو یہ آیا مرے آگے
کس نے دی اجازت جو تو آیا مری آگے

آسیب نہین عاملو یہ سوزِ جگر ہے
تعویذ بھی بنتا ہے فتیلہ مرے آگے

خط مجکو لکھین گے وہ مگر یہ نہین معلوم
کیا آئے گا تقدیر کا لکھا مرے آگے

تحصیل کا کچھ ذکر جو آیا تو وہ بولے
کمبخت کا کچھ نام نہ لینا مرے آگے

ہم جائینگے اوس ابروے خمدار کے آگے
جانباز کہین رکتے ہین تلوار کے آگے

پردے سے نکلتے نہین جو شرم کے مارے
وہ آئینگے کیا طالبِ دیدار کے آگے

سنتے ہین ازل سے کہ بجز وعدۂ فردا
وہ آتے نہین طالبِ دیدار کے آگے

ہم حسرتِ دیدار مین مرجائین نہ کیونکر
وہ آتے نہین طالبِ دیدار کے آگے

اک حضرتِ موسیٰ ہین کہ غش کھایا سرِ طور
اک ہم ہین کہ بیہوش ہوے یار کے آگے

اقرار سے تم اپنے مکر جاتے ہو ہر بار
اب کے جو ہوا اقرار تو ہو چار کے آگے

کیا شرم و حیا دخل دین خلوت مین شبِ وصل
جب یار مرے آگے ہو مین یار کے آگے

قاتل کا ادب ہے کہ یہ تسلیم و رضا ہے
سر خود ہی جھکا جاتا ہے تلوار کے آگے

چاہے اسے بخشین وہ یا چاہے کہ نہ بخشین
حاضر ہے گنہگار تو سرکار کے آگے

وہ کونسی ہے بات کہ آ کر بھی زبان تک
منہ سے جو نکل سکتی نہین یار کے آگے

بگڑے ہوئے آثار نظر آتے ہین تحصیل
بیٹھے ہین جو یون سنکے وہ اغیار کے آگے

خوف کرتا ہون نہین کہتے ہوے اپنے دل کی
آپ کہدین نہ کہین یہ تو کبھی مشکل کی

وصل مین ہاے تڑپکر یہ کسیکا کہنا
کیا یہی آرزو کمبخت تھی ترے دل کی

لے لیا ایک ہی بوسہ یہ جو تمنے اسکو
مالِ مفلس سے بھی کم ہو گئی قیمت دل کی

اسے شبِ وصل مین ممنون زیادہ ہون ترا
آرزو تو نے نکالی ہے بہت کچھ دل کی

طلبِ بوسہ پہ جھڑکی نہ دی تو اے ظالم
دیکھ اچھی نہین خاطر شکنی سائل کی

اسکے خواہان ہین حسینانِ زمانہ لاکہون
دون مین کس کسکو کہ یہ چیز ہی کتنی دل کی

شاملِ بزم ہے درپردہ عدو بہی شاید
آج کچہ اور ہی صورت ہے تری محفل کی

دلِ گم گشتہ کا پوچہا جو بتا تو ادسنے
کہدیا کیا ہے خبر ہمکو کسیکے دل کی

دیکہیے حسنِ رخ یار کا جلوہ تحصیل
قابلِ دید تجلی ہے مہ کامل کی

وہ بتِ ساحری فن آج جو رام اپنا ہے
سحر اپنا ہے فسون اپنا ہی کام اپنا ہے

صاحبو قابلِ اعزاز کلام اپنا ہے
دولتِ فکر سے مضمون غلام اپنا ہے

مے طلب کرتے ہی ساقی نے کہا شوق سے لو
شیشہ اپنا ہی شراب اپنی ہی جام اپنا ہے

صاف کہتا ہون کہ درپردہ نہین کچہ مطلب
ایک بوسہ کا فقط تمسے پیام اپنا ہے

سنتِ تیغِ قضا کسلئے ای ابروے یار
کام اک تیری ادا ہی یہ تمام اپنا ہے

راستہ ہی نہین کہنے کا یہ موقع سن لو
گہر چلیے پر مین کہون تمسے جو کام اپنا ہے

مُردے ٹہوکر سے جلا کر ہی کہتا ہے وہ شوخ
فتنۂ حشر اجی ناز و خرام اپنا ہے

رند ہین اور کوئی مشغلہ کیا چاہیے شیخ
مے پرستی فقط اک شغل مدام اپنا ہے

جنکے نزدیک سخن کی نہین قدر و منزل
دور ہی سے اونہین تحصیل سلام اپنا ہے

جانِ مضطر ہجر مین پروانۂ مایوس ہے
داغِ حسرت شمع ہے دل صورتِ فانوس ہے

پہر بہار آئی مے و ساقی کنار و بوس ہے
پنبۂ مینا مین پہر بہی جلوۂ طاؤس ہے

ہجر مین زندان ہے میخانہ مغان ہے محتسب
چشمِ ساغر اسے پر پرو دیدۂ جاسوس ہے

غیر اونکی دست بوسی سے مشرف ہے وہان
اور یہان ہیہات ہے ہر دم کفِ افسوس ہے

تا قیامت زیبِ تن ہو اور نہ جو اُترے کبہی
جز کفن ایسا ہی دنیا مین کوئی ملبوس ہے

نورِ روے یار برقع مین چہپے ممکن نہین
مانعِ عکسِ فروغِ شمع کب فانوس ہے

تحصیل

کیا رقیب بوم سیر سے یلین تحصیل ہم
دیکھتے ہین مُنہ کہان اوسکا کہ جو منحوس ہے

شب آرایشو نین بسر ہوگئی
کُہلا بہی ہے باب اجابت تو کیا

سنورتے سنورتے سحر ہوگئی
جب اپنی دعا بے اثر ہوگئی

شبِ وصل کوتاہ تہی اسقدر
یہ کہنا کہ یکا شبِ وصل ہاے

جو دو ہی گھڑی مین بسر ہوگئی
مجھے جانے دیجیے سحر ہوگئی

فقط ایک دل ہی نہ صدقے ہوا
اگر دل نہ تہا قابلِ دید تو

فدا جان بہی آپ پر ہوگئی
نظر آپ کی کیون ادھر ہوگئی

نہ کیون خوش رہون اے شبِ وصل یار
شبِ وصل پہر دن وہ روٹہے رہے

تو جلوہ نما میرے گھر ہوگئی
جو تکرار اک بات پر ہوگئی

عدم کی طرف لوگ اٹہنے لگے
ملی وصل مین بہی نہ اونکی کمر

کہ خلقت اِدھر کی اودہر ہوگئی
الٰہی یہ غایب کدھر ہوگئی

تحصیل

ہویدا ہین آثار صبح
بہت ہوے جا گو سحر ہوگئی

مری جان یہ پیاری ادائین تمہاری
ہمارا سالا کے گمان سے جگر وہ

جو دیکھین وہ لیلین بلائین تمہاری
سہے جو عدو یہ جفائین تمہاری

کہو گے قیامت مین گہبرا کے کیا تم
مرے ہوتے غیرون پہ الطاف دنر انسا

کہ بیداد ین جب پوچھی جائین تمہاری
یہی تو ہین مجھپر جفائین تمہاری

اونہین پر ہے میری رضامندی دل
مزا اے کرین تم جو شکوے ہمارے

ہون جس امر مین جو رضائین تمہاری
ہم اپنی زبان سے ثنائین تمہاری

بشر کا یہ انداز کب اوسکو آئے
اوڑا اے پری کیا ادائین تمہاری

تصدق ہون حور و پری دونون تمپر
مجھے قتل کر کے یہ کہتا ہے ظالم
خدا کے لئے کچھ ترحم بھی آخر

اگر خوبیان دیکھ پائین تمہاری
ٹلین آج سر سے بلائین تمہاری
کہان تک تو یہ جفائین تمہاری

وہ جب رکھہ لئے ہاتھ کانون پہ تحصیل
تو بس سن چکے التجائین تمہاری

بال افشان سے جو تم اپنے سنوارے ہوتے
چاند کے تم جو مقابل مرے پیارے ہوتے
حسن اور عشق مین ہوتا نہ اگر ربط اے دوست
نیم جان تمنے جو ابرو کی اشارے سے کیا
سبع سیارہ کو ہوتی جو نہ اوس مہ کی تلاش
ختم ہوجاتے اوسی روز مصیبت کے دن

جلوہ آرا شب گیسو مین ستارے ہوتے
کہ تمہارے ہی طرفدار ستارے ہوتے
آپ کے ہم نہ کبھی آپ ہمارے ہوتے
نیمچے کاش اوکی اور بھی مارے ہوتے
رات دن کسلئے گردش مین بیچارے ہوتے
کاش ہم عالم ہستی سے سدھارے ہوتے

ہائے یاد آتا ہے یہ کہنا کسیکا تحصیل
غیر پر لطف و کرم واہ ہمارے ہوتے

حوصلہ سے یہ بات بڑھکر ہے
چشم ساقی ہی مجکو ساغر ہے
ہجر مین ابر دیدہ تر ہے
دست قاتل مین جب سے خنجر ہے
مروے زندہ نہون کیون وقت خرام
اٹھون کیا خاک اوسکے در سے مین
تاقیامت رہینگے جاری اشک
جل نکل سوے دشت اے بلبل

سرو اوس قد کے کب برابر ہے
بوسہ لب شراب احمر ہے
شرر آہ برق مضطر ہے
کون کہتا ہے دوش پر سر ہے
فتنہ محشر اوسکی ٹھوکر ہے
دل مرا جسکے عشق کا گھر ہے
چشمہ فیض دیدہ تر ہے
باغ کا رنگ اب تو دیگر ہے

دل کو بیٹھون کہ جان کو روؤن ؎
یہ بھی مضطر ہے وہ بھی مضطر ہے

کسکو ملتا ہے تیرے گھر کا پتا
لامکان یار اگر ترا گھر ہے

ہونٹ چاٹون نمکیون رخ و لب پر
شیر ہی ایک ایک شکر ہے

کہین سارا محلہ ڈوب نجائے
جوش پر چشم دیدہ تر ہے

کوئی دل ساعد دہنین تحصیل
دشمن جان ہی ستمگر ہے

ہین اونہین کے کلیجے ٹھنڈے
جیتے ہین جو بتون پہ مرمر کے

فیض سے میرے دیدہ تر کے
روز فوارے ہین سمندر کے

جمع کرنے سے فائدہ زر کے
ساتھ لیجائینگے نہ کچھ مر کے

خاک بھی لے گیا نہ دنیا سے
ہاتھ خالی رہے سکندر کے

خوابگاہ لحد سے اوٹھینگے
منتظر ہین کسیکی ٹھوکر کے

کیون بجھائی نہ پیاس قاتل نے
ہم تو پیاسے تھے آب خنجر کے

سانپ کا بس نہین سم گیسو
چڑھ کے اوترے اثر سے منتر کے

نکہت مشک کیون نہ ہو کافور
سامنے گیسوے معنبر کے

پھوڑون ٹکرا کے سنگ در سے ترے
سر مرا ہو اگر مرا سر کے

آئینہ ہو جو اوس کف پا سا
ہاتھ ابھی چوم لون سکندر کے

ایک جلوہ پہ غش ہوا موسیٰ
کس نے دیکھا تجھے نظر بھر کے

سوے قاتل چلا ہے خط لیکر
ہوش پرواز ہین کبوتر کے

بلبل خوش نوا ہین ہم تحصیل
گلشن کوچہ قلندر[۵۱] کے

گردش مین ہے عقل راہبر کی
ملتی نہین راہ اونکے گھر کی

[۵۱] پیر حیات قلندر قدس سرہ العزیز ۱۲

قاتل برچھی تیری نظر کی — لی خوب خبر مرے جگر کی

خالی نہین شر سے کوئی فقرہ — ہر بات ہے شوخ فتنہ گر کی

زاہد سے چھپاؤ دخت رز کو — ہے آنکھ خراب بد نظر کی

قاصد بھر خدا ادھر آ — کہہ جلد خبر ذرا اُدھر کی

ہوتے ہین فقیر صاحب زر — فرقت مین بتان سیمبر کی

مر کر فرقت مین پائے آرام — تکلیف رہی نہ دردسر کی

لایا اُنہین کھینچ جذب دل نے — محنت ہوئی چیز عمر بھر کی

تحصیل ہے وقت کوچ نزدیک
کچھ فکر نہ تمنے کی سفر کی

تمہین صورت پرستی سے نتھی کچھ بھی خبر پہلے — تمہین اس شکل آئنہ تھا کب مدِ نظر پہلے

مین سمجھون گا فقط یہ آسمان کی مہربانی ہے — طلوع ماہ سے آئے جو وہ رشک قمر پہلے

جو لین عشق بتان مین سنگدل کو وہ غم سر پر — او نہین بھی چاہیے یارب ہمارا سا جگر پہلے

ہمارے وصل کی شب ہے قیامت ہوا بھی برپا — کہین بولے نہ بانگ صور سے مرغ سحر پہلے

بہت سے دوست دشمن سامنے قاتل کے تھے لیکن — جھکا یا مین نے بسم اللہ کہکر سب سے سر پہلے

فریب و فن حسینون سے نکیون ایجاد ہون یارب — کہ فتنہ سے ہوے پیدا بتان فتنہ گر پہلے

جراحت تیغ چشم مست سے جراح رکھتا ہون — مے انگور سے دہونا مرا زخم جگر پہلے

خبر دینے سے بیتابی کی ڈورہے تار برقی پر — جلا ڈالے کہین بجلی نہ گر کر تا رگھر پہلے

مجھے ارمان ہے اشکون مین بہتے جاؤن اونکی گھر — برسنا دیدۂ تر سے نہ تو اے ابر تر پہلے

بجھائی پیاس قاتل نے بڑاے آبرو میری — کیا میرے گلے کو آب خنجر سے جو تر پہلے

الٰہی کیا کہون صیاد کی اِس بدگمانی کو — قفس مین قید کرتے سے بھی کترے بال و پر پہلے

فلک نے کر دیا ہے آجکل نامہربان اوسکو — وہ مہوش در نہ مجھپر مہربان تھا کسقدر پہلے

شب وصل صنم ہو طول اتنی عرض ہے یارب ‏— کہ روز حشر سے ہرگز نہو پیدا سحر پہلے

امید زیست بر اہل جہان ہین موت سے غافل ‏— کرین تعمیر مرقد سے نکیون ہستی مین گھر پہلے

رہا احسان نہ سر پر قابض ارواح کا تحصیل
قضا سے جان دی مین نے ادا سے یار پر پہلے

فلک گردش مین ہے ایدل نہ دیا لا زمانہ ہے ‏— زمین ہرگز نہین رنج و محن کا کارخانہ ہے

قسم آنکھون کی اپنے ساتھ ہم لائے ازل سے غم ‏— فقط رونے کی خاطر درد فرقت اک بہانہ ہے

جگر مین صورت غربال روزن کیون نہ پڑ جائین ‏— کہ یکے تیر مژگان کا یہ مدت سے نشانہ ہے

دکھاؤن کیا مین حیرانی بتاؤن کیا پریشانی ‏— تمہارے سامنے آئینہ ہے ہاتھون مین شانہ ہے

تہی دستی کا غم کیا ہے مین شاہ ملک وحشت ہون ‏— کہ سینہ سکۂ داغ جنون کا اک خزانہ ہے

کرین دیر و حرم جا جا کے شیخ و برہمن سجدہ ‏— جبین سائی کو مرے یار تیرا آستانہ ہے

نہین تیرے برابر آج مشہور جہان کوئی
زبان خلق پر تحصیل تیرا ہی فسانہ ہے

مہر و مہ سے ترا خورشید جمال اچھا ہے ‏— کون کہتا ہے کہ ابرو سے ہلال اچھا ہے

رخ تابان مہ کامل سے کمال اچھا ہے ‏— ماہ نو سے ترے ابرو کا ہلال اچھا ہے

جب سے ای رشک مسیحا تو معالج ٹھہرا ‏— سنتے ہین ہم ترے بیمار کا حال اچھا ہے

ہجر کے رنج سے مرنے کو برا کس نے کہا ‏— گر نہو وصل تو اے یار وصال اچھا ہے

مانگنا جو تجھے منظور ہے اللہ سے مانگ ‏— جز خدا اور کسی سے نہ سوال اچھا ہے

باعث شادیٔ عقبیٰ ہے غم آل رسول ‏— لاکھ دنیا کی خوشی سے یہ ملال اچھا ہے

شیخ کی طرح نکر خواہش جنت تحصیل
اس سے اوس حور کے کوچہ کا خیال اچھا ہے

جناب شیخ دن رات شوق حور و جنت ہے ‏— تصدق زہد و تقویٰ کے پھر ایسی پری سے نفرت ہے

یہ سچی بات ہے بیشک محبت سے محبت ہے
نظر پڑتے ہی اوس بت پر کہا دل نے یہ حیرت ہے
بہلا ہے یا بُرا پہلے تو تم اسکو پرکھ لیجیے
وہ مضمون مرے دل سے نکلکر آبرو پائے
ذرا ٹھہرو کہان جاتے ہو میرا دم نکلتا ہے

جو تمکو ہمسے الفت ہے تو ہمکو تمسے الفت ہے
الٰہی یتری قدرت ہے الٰہی یتری قدرت ہے
بتادینگے بہر اسکے بعد ہم جو دل کی قیمت ہے
صدف سے جب نکلتے ہین گہر تو قدر ہوتی ہے
مجھے رخصت تو ہونے دو پہر اسپر تمکو رخصت ہے

خدا کا شکر ہے بگڑی نہین اپنی زبان تحصیل
اگرچہ شہر چھوڑے وہ مین مدت سے سکونت ہے

کٹ کے جب گردن تہِ شمشیر آدہی رہگئی
نبتی بنتی وصل کی تدبیر آدہی رہگئی تو
وصل کی شب وہ گئے گھر اپنے آدہی رات
وصفِ قدِ یار حسین ہمنے لکہا تا کمر
نیمچے سے اوسنے مجکو نیم بسمل کر دیا
دل سے یہ ثابت نہ نکلا کہینچکر دیکہا بہت
عمر بھر ہم اپنی دنیا کرتے کرتے مر گئے
میرے گھر آتے ہوے وہ نصف رہ سے پہر گئے
تا کمر ہی یا مین کہینچی مین نے اوس بت کی شبیہ
کرتے کرتے شرح گیسو نیم شب وہ سو رہے
چشمِ کم سے دیکہتے ہین اپنا عاشق جان کر
تیغ انگشتِ شہادت جب ہوئی موجز نما

کہدیا قاتل نے ہان تکبیر آدہی رہگئی
یا وری قسمت کی یا تقدیر آدہی رہگئی
آرزوے عاشقِ دلگیر آدہی رہگئی
وہ غزل آدہی ہوئی تحریر آدہی رہگئی
جان بہی میری تہِ شمشیر آدہی رہگئی
ٹوٹ کر آخر کو نوکِ تیر آدہی رہگئی
پر نہ یہ پوری ہوئی تدبیر آدہی رہگئی
جذبۂ الفت مین اب تاثیر آدہی رہگئی
آنکھ ایسے مین کہلی تصویر آدہی رہگئی
سورۂ واللیل کی تفسیر آدہی رہگئی
اونکی نظرون مین میری توقیر آدہی رہگئی
چاند آدہا کٹ گیا تنویر آدہی رہگئی

باتین کرتے کرتے آدہی رات کو وہ سو گئے
اور بہی تحصیل یہ تقدیر آدہی رہگئی

وہ میرے دل ہی مین ہر وقت ہر آن رہتا ہے
پاس رہتا ہے پر آنکھون سے نہان رہتا ہے

سوتے اور جاگتے لب پر یہ بیان رہتا ہے
رات دن نام تیرا ورد زبان رہتا ہے

جان و دل سوزِ نہانی سے جلے جاتے ہین
آگ رہتی ہے نہ کچھ اسمین دہوان رہتا ہے

کہدو اب ہوش و خرد سے کہ چلے جائین کہین
سر مین سودا مرے دل مین خفقان رہتا ہے

کیون نہ آراستہ رکھون مین مکانِ دل کو
کہ تیرا شوق تیرا عشق یہان رہتا ہے

اوسکی محفل سے تعلق نہوا قطع کبھی
نہ رہا مین تو میرا ذکر وہان رہتا ہے

باغبان باغ مین رہنے کا یقین تھا مجکو
کیا سمجھتا تھا کہ صیاد یہان رہتا ہے

جان اور خانۂ تن دونون فنا ہوتے ہین
نہ مکین رہتا ہے آخر نہ مکان رہتا ہے

سب نشان ساتھ ہی دنیا سے مٹینگے لیکن
یادگار ایک سخن اپنا یہان رہتا ہے

جو بلا ہوتی ہے دنیا مین فلک سے نازل
پوچھتی پھرتی ہے **تحصیل** کہان رہتا ہے

جب تک کہ آشنائے سخن یہ زبان رہے
تیرے سوا نہ غیر کا ذکر و بیان رہے

آگے سے آگے قافلا کہون رو ان رہے
ہم ایک مثل گردِ پس کاروان رہے

تاریک اک جہان ہو میری نظر مین کیون
وہ ماہ مثل مہر جو شب کو نہان رہے

تیرے ہی کہو لین ہے موجزن مدام
تیرا ہی نام میری زبان پر روان رہے

اوس گل کا وصف ہو نہ اوا باغ دہر مین
بلبل ہزار سال اگر گلفشان رہے

جورِ فلک سے بچ نہ سکے بہاگ کر بھی ہم
جس سرزمین پہ پہونچے نہ آسمان رہے

ہر ایک بادہ کش کی یہی ہے دعا مدام
آباد میفروش کی اک اک دوکان رہے

میخانے مین جو حضرتِ واعظ گئے تھے آج
حجت تو کی یہ قابلِ پیر مغان رہے

تحصیل اوس پری سے نہ اک دم رہون جدا
جب تک اس اپنے قالبِ خاکی مین جان رہے

یہ صفتیں جسمین ہون قاصد وہی وہ شوخ پرُفن ہے
چھری ہیبن جبین تلوار ابرو تیر جتون ہے

خلیل اللہ سے نمرود نے کی دل جلی تو کیا
خدا کے دوست کو دشمن کی آتش باغ وگلشن ہے

نہ دیکھا سرخ کوئی اسطرح پیراہنِ گلبن تو
ہمارے خون سے رنگین جو قاتل کا دامن ہے

مزود اوس شہ سوار پاک نے سیر فلک کی ہے
ہلال آسمان پور انشانِ نعل توسن ہے

فروغ اپنا سخن سے بعد مردن بھی رہا تحصیل
چراغ زندگانی بجھ گیا پر نام روشن ہے

تپ ہجران سے ہے ناسلز طبیعت میری
شربت وصل پہ موقوف ہے صحت میری

عشق نے ایسی بدل دی ہی شباہت میری
نہ تو وہ رنگ رہا اور نہ وہ صورت میری

فرقتِ برق وشان میں یہ تڑپ ہے ای چرخ
تپ چڑھے مہر کو دیکھے جو حرارت میری

دربدر خاک نہوتی کبھی یون بعد مرگ
کاش ہوتی اوسی کوچے مین جو تربت میری

اونکے ابرو پہ کبھی غیر کا قبضہ دیکھا
پھیر دی تیغ گلے پر مرے غیرت میری

آج بیوجہ خفا مجھ سے نہین ہے وہ شوخ
کچھ تو کی ہوگی رقیبون نے شکایت میری

رخِ جانان تو کہان صبح قیامت ہی سہی
ہے غنیمت جو دکھائے شب فرقت میری

ہمدمو حضرتِ عیسیٰ سے کہو بعد سلام
دست قدرت مین ہے اوس یار کے صحت میری

رحمت حق ہوئی مبتذل گنہگارون پر
رکھی طاق پہ محشر مین عبادت میری

دو قدم رہتی ہے میدانِ سخن مین آگے
کبھی پیچھے نہین پڑتی ہی طبیعت میری

آئینہ سے ہے زمانے مین سکندر مشہور
سخن صاف سے تحصیل ہے شہرت میری

پے تسکین دل شفتہ آئے کوئی
اپنے سینے سے ذرا مجھکو لگائے کوئی

دم نکلتا ہے خدا کے لئے آئے کوئی
مر رہا ہون خبر یار سنائے کوئی

دل جو اوس دشمن جانی سے لگائے کوئی
پہلے میرا سا جگر عشق مین لائے کوئی

یہ تمنا کہ محبت سے بلاے کوئی
اپنے پہلو مین جگہ دیکے بٹھائے کوئی

وصل مین ہاے یہ گھبرا کے کسیکا کہنا
دیکھو دیکھو کہین باہر سے نہ آئے کوئی

تمپہ مرتا ہون کہا تو وہ یہ فرماتے ہین
ہمکو آئے نہ یقین زہر ہی کہائے کوئی

داستانِ شبِ فرقت یہ ہوا یہ ارشاد
اس شکایت کی حکایت نہ سنائے کوئی

دیکھکر مجکو وہ مُنہ پہیر کے بولے سرِ بزم
کب کہا مین نے میرے سامنے آئے کوئی

رعب سے اونکے جو تقریر بگڑ جاتی ہے
بات پہر بنتی نہین لاکہہ بنائے کوئی

بارِ غم مین نے اُٹھایا یہ جگر ہے میرا
مُنہ کو آجائے کلیجا جو اُٹھائے کوئی

آینہ دیکھکے جب ہین نہین کہتے کیون آئے
دوسرا مجہ سا میرے سامنے آئے کوئی

وصل کا ذکر جو چھیڑا تو بگڑ کر بولے
اپنا ہی راگ نہ ہر وقت سنائے کوئی

اہی واعظ کو ملے مے کی مذمت کا مزا
خدمتِ پیرِ مغان مین جو سنائے کوئی

بیکسی کہتی ہے رو رو کے مری تربت پر
ہاے وہ پہول ہی ابتک نہ چڑہائے کوئی

خانۂ گور عجب گوشۂ تنہائی ہے
تا قیامت نظر آتا نہین ہائے کوئی

چیز ناکارہ ہون مین عالمِ اسباب مین حیف
کچہہ نہ کام آئے اگر کام مین لائے کوئی

محفلِ خلق مین ہین شمع صفت ہم تحصیل
اُف کرینگے نہ کبھی لاکہہ جلائے کوئی

بخششِ حق جب طلبی روزِ قیامت ہوگی
مجہ گنہگار کو کیا کیا نہ خجالت ہوگی

جہگڑے جینے مین ہین مر جائین تو راحت ہوگی
نہ تو یہ رنج ہی ہوگا نہ مصیبت ہوگی

کوئی عاشق کبھی ہوتا نہین تنہا رسوا
دیکھو معشوق کو بھی اسمین ندامت ہوگی

میرے گھر لائین گے تشریف اگر وہ اک روز
لاکہہ احسان سے بڑہکر یہ عنایت ہوگی

دست بوسی کے لئے ہاتہہ جو مینے پکڑے
یہ نہ سمجھا تہا مرے سر کوئی تہمت ہوگی

آپ ہی دیکہہ لین آینہ مین صورت اپنی
وصف کرنے سے میرے آپکو حیرت ہوگی

برسون تم اپنی محبت میرے دلمین رکہدو
دل بہت سستا ہے یہ بیش بہا مال نہین
پیار سے بوسہ لیا مین نے ہوے وہ برہم
مین تو شرم ہی مرتا جو یہ ہوتا معلوم
بندہ اللہ کا ہون کچہہ تو عبادت کرون
نہین بیوجہ مکدر نظر آتے ہین وہ

نہ سمجہنا کہ امانت مین خیانت ہوگی
چند بوسون سے زیادہ تو نہ قیمت ہوگی
کیا خبر تہی کہ محبت مین عداوت ہوگی
شب ہجران کی سحر صبح قیامت ہوگی
اب تو مجہسے تمہاری نہ اطاعت ہوگی
کچہہ نہ کچہہ آئینۂ دل پہ کدورت ہوگی

اہل دنیا سے الگ ہو رہو تنہا تحصیل
بغض ہوگا نہ کسی سے نہ عداوت ہوگی

رفع ہرگز تہ گردن نہ مصیبت ہوگی
ہاے جس قبر پہ سر پیٹتی حسرت ہوگی
کوچۂ یار سا دنیا مین نہین باغ کوئی
ہمکو پیتے ہوے دیکہے جو مزے لیکر
داستان گو سے وہ سنتے نہین میرا قصہ
دست بستہ درِ دولت پہ ہوا ہون حاضر
ایک بوسہ کسی سائل کو جو خیرات مین دین
وصل کا اوس مہ کامل کے شرف حاصل ہو
حسرت وعدۂ فردا نے دہان کب چہوڑا
آپ ہی ظلم کرین آپ ہی بیداد کرین
کل شب وصل ہے جی بہر کے عوض لینگے

سو رہینگے زیر زمین جب ہمین راحت ہوگی
وہ کسی عاشق کمبخت کی تربت ہوگی
ہان اگر ہوگی تو عقبیٰ ہی مین جنت ہوگی
کہے زاہد بہی ادہر کچہہ تو عنایت ہوگی
جانتے ہین کہ حکایت ہی شکایت ہوگی
دو قدم ادہر بہی آنے کی اجازت ہوگی
کہین اتنی بہی حسینون سے سخاوت ہوگی
وہ بہی ان اوڑگا جو قسمت یہ سعادت ہوگی
ہم جو سمجہے تہے کہ عقبیٰ مین تو راحت ہوگی
ہم ذرا چہیڑ بہی دینگے تو قیامت ہوگی
آج ہونے دو جو فرقت مین مصیبت ہوگی

اوسی سفاک سے تحصیل کو پہر رغبت ہے
یاد کیا اسکو گذشتہ نہ مصیبت ہوگی

یہان تک فلک نے ستایا مجھے | کہ آخر زمین نے چھپایا مجھے
نہ تھا مین تو کچھ کوئی حرفِ غلط | فلک نے عبث کیون مٹایا مجھے
کہا عشق نے شکر کرکے مرا | کھلایا جگر خون پلایا مجھے
یہ شکوہ وہ کرتے اوٹھے صبحدم | بہت تو نے شب کو ستایا مجھے
خیال اونکا ہی تھا شبِ انتظار | کہان خواب تا صبح آیا مجھے
طبیعت نے پہونچا دیا داغ تک | اونہون نے ہی شاعر بنایا مجھے

جو ہے خاص انداز اوستاد کا
وہ تحصیل ہرگز نہ آیا مجھے

بدلے ہوے ہین آج میری دلکے قرینے | جادو نہ کیا ہو کہین اوس رشک پری نے
تنہا وہ مجھے چھوڑ چلے صبح شب وصل | تاثیر نہ کی میری دعائے سحری نے
نالان شبِ فرقت جو مصیبت یہ ہوا دل | کی اونکے مدد اور بھی دردِ جگری نے
رو رو کے ادھر وصل کی مانگی جو دعائین | بس بس کہا ہنس ہنس کے ادھر بے اثری نے
کچھ خنجرِ ابرو ہی نہین دل پہ پھرا ہے | چھیدا ہے کلیجے کو بھی تیر نظری نے
عجب ہے تجھے دیکھا ہے نہ پھر آپ مین آیا | بیخود یہ بنایا ہے تری جلوہ گری نے
پر نوچتے ہین رشک سے سب اہلِ پرستان | پریون کو بگاڑا ہے یہ حسنِ بشری نے
لچکے نہ کہین بار گرسے یہ گمان ہے | اس وہم مین ڈالا تری نازک کمری نے
دل مین تو لگی تھی طپش داغ سے آتش | بھڑکا دیا اب اور بھی سوزِ جگری نے
لاخوف بنا دل تو بنی وصل کی صورت | کیا کام نکالا ہے میری بیخطری نے
پابند ہین اربابِ ہنر قدرِ ہنر کے | آزاد رکھا مجکو میری بے ہنری نے

تحصیل حسینون کو ہے شکوہ یہی مجھسے
بدنام کیا ہمکو تیری بد نظری نے

بتون کو دل دیا مین نے خطا کی ‏ — ‏ عدو سے جان بھی خلقت خدا کی

یہ غفلت ہاے اپنی ابتدا کی ‏ — ‏ نہ سوچی ہمنے پہلے انتہا کی

ادہر تمسے ادہر چھوٹے خدا سے ‏ — ‏ دغا کی اے بتو تمنے دغا کی

حسینون کی ہزارون خوبیان ہین ‏ — ‏ مگر اک خو نہین انمین وفا کی

نہ آنا پیچ مین گیسو کے اے دل ‏ — ‏ بلائین جمع ہین انمین بلا کی

رسائی جنکے در تک تھی نہ ممکن ؎ ‏ — ‏ وہ آئے میرے گھر قدرت خدا کی

ملا اوس حوروش کا مجھکو کوچہ ‏ — ‏ خدا نے جیتے جی جنت عطا کی

یہ اشک و آہ سرد و گرم نکلے ‏ — ‏ شکایت کیا کرون آب ہوا کی

دعاے وصل پر کہتا ہے وہ بت ‏ — ‏ خدا سے تونے کیون یہ التجا کی

نہو جس شخص کو ایمان کا پاس ‏ — ‏ ضرورت کیا اوسے شرم و حیا کی

تکبر سے بچے انسان **تحصیل**
کہین لعنت نہو نازل خدا کی

زیادہ کچھہ نہین مطلب وہان کے جانے سے ‏ — ‏ فقط غرض ہے نصیب اپنا آزمانے سے

تڑپ ہی جاتا ہے دل اپنا یاد آتے ہی ‏ — ‏ وہ لوٹ جانا تیرا میرے گدگدانے سے

جلا جلا کے شرارت سے تم نے مار دیا ‏ — ‏ لو اب تو جی ہوا ٹھنڈا مجھے جلانے سے

فساد و شر سے نہ خالی تھا روٹھنا اونکا ‏ — ‏ مگر یہ خیر ہوئی من گئے منانے سے

مین خاکسار رہا بھی تو خاک ہی مین ملا ‏ — ‏ فلک کے ہاتھ لگا کیا مرے مٹانے سے

ہزار شکر جو کچھہ ہے میرے مقدر کا ‏ — ‏ وہ پہونچتا ہے الہی ترے خزانے سے

کہین نہ تاک مین بیٹھا ہو محتسب **تحصیل**
کہ تاک جہانک کے نکلو شراب خانے سے

ادا قیمت نہو جب تک یہ سودا ہم نہ مانین گے ‏ — ‏ جو دل تم مفت مانگو گے ہمارا ہم نہ مانین گے

ملے پھر غیر سے تم تو یہ ملنا ہم نہ مانین گے
وہ کہتے ہین بکے دل دام پر منظور ہے ہمکو
ہمارا دم ہی نکلے اونکے ہاتھون سے یقین یہ ہے
عدو کی بزم مین مجکو بٹھا کر وہ یہ کہتے ہین
کسیکا ہے وہ انکار مجکو یاد آتا ہے
درِ خلوت سر اتنک بہی حجاب آنے نہ پائے آج
جو کچھہ سنواؤ گے تم ہمکو ہم وہ مان جائین گے
اجازت عرض کی ملتی ہے اس اقرار پر ہمکو
اشارون سے دکھا کر مجکو شاطر سے کہتے ہین
ہماری داستانِ عشق سنکر اونسے فرمایا
جنابِ شیخ جنت اور حورون ہی پہ مرتے ہین
وہ مجھسے کہتے ہین خطِ غلامی اپنا لکھوا کر
کچھہ اونچا سروِ گلشن قامتِ جانان سے ہو تو ہو
جنابِ داغ کا ہے حکم واللہ واجب التعمیل

عدو سے پھر تمہارا ربط ہوگا ہم نہ مانین گے
جو قیمت مین کوئی بوسہ بھی مانگا ہم نہ مانین گے
اگر نکلے کوئی دل کی تمنا ہم نہ مانین گے
اٹھائے گا اگر تو کوئی جھگڑا ہم نہ مانین گے
سوالِ وصل پر کہنا یہ کہنا ہم نہ مانین گے
کرین جو وصل کی شب آپ پردا ہم نہ مانین گے
مگر اک غیر سے ملنا تمہارا ہم نہ مانین گے
بجا سب کچھہ کہا مانینگے بیجا ہم نہ مانین گے
ہمارا ہے یہی عاشق تو اصلا ہم نہ مانین گے
حقیقت مین اللہ یہ قصہ ہی جھوٹا ہم نہ مانین گے
کہان عشقِ خدا انکو یہ دعوے ہم نہ مانین گے
کبھی جو ذکرِ آزادی بھی آیا ہم نہ مانین گے
جو نکلے راستی مین اس سے سیدا ہم نہ مانین گے
جو آپ اصلاح فرمانینگے وہ کیا ہم نہ مانین گے

وہ رو کر رحلتِ تحصیل پر افسوس سے بولے
کہان کوئی پھر ایسا شخص ہوگا ہم نہ مانین گے

رہا کون آئے گئے کیسے کیسے
برے کیسے کیسے بھلے کیسے کیسے
نہ قصرِ فریدون نہ ایوان کسری
مکان نامیون کے مٹے کیسے کیسے
ہین حالات فرعون و قارون کی ظاہر
نہ خاک سرکش دبے کیسے کیسے
نہ بار لاکوئی حسرتِ قسمت ہمارا
کہ دشمن نے شکوہ لکھے کیسے کیسے
بتون کے نہ پائے پڑے کوئی بندہ
الٰہی ستم ہم سہے کیسے کیسے

لگے آگ اس سوزِ فرقت کو یارب — جگر مین پڑے آبلے کیسے کیسے
چلے سوے بت خانہ مسجد سے جسدم — مسلمان ہمسے چھُٹے کیسے کیسے
حسینون پہ ٹپکے نکیون منہ سے رال — الٰہی ہین ان مین مزے کیسے کیسے

طبیعت کے سانچے مین تحصیل اپنے
مضامین تازہ ڈھلے کیسے کیسے

تو نہین تو ہے اضطراب مجھے — تیری دوری ہے اک عذاب مجھے
سب مین کہتے ہو تم خراب مجھے — دیدیا خوب یہ خطاب مجھے
وصل مین آپ کی حیا نے ضرور — کردیا اور بے حجاب مجھے
لایق قتل مین ہی تھا شاید — جو کیا اوسنے انتخاب مجھے
بحرِ ہستی مین دم کا مہمان ہون — ہے کہان فرصت حباب مجھے
اوسنے گالی سوالِ وصل پہ دی — کیا کہون کیا ملا جواب مجھے

حضرتِ دل کو کیا کہون تحصیل
پھر وہین لیچلے جناب مجھے

ہم آبِ بقا کی کبھی رغبت نکرینگے — جینے کے لیے خضر کی منت نکرینگے
ضایع تری اے یار محبت نکرینگے — ہم غیر امانت مین خیانت نکرینگے
مین مانگتا ہون اوسسے جو خیرات مین بوسہ — وہ کہتے ہین ہم ایسی سخاوت نکرینگے
اوس حور کے ہاتھون سے جو مئی ہوگی عنایت — چپ شیخ جی پی جائینگے نفرت نکرینگے
تا حشر یہ میرے درپئے آزار جو تم ہو — کیا اسپہ تمہین لوگ ملامت نکرینگے
سر پھوڑنا تیشہ سے تھا فرہاد کو لایق — ہم عشق مین ایسی کوئی حرکت نکرینگے
کی دوستون نے میری بُرائی جو گوارا — دشمن بھی تو منظور وہ ذلت نکرینگے
عیسیٰ بھی اگر لائینگے تشریف تو کیا ہو — ہرگز وہ علاج تپِ فرقت نکرینگے

امید وفائی کی حسینون سے عبث ہے
تحصیل کسی سے یہ رفاقت نکرینگے

گل چاک ہین تنگ ہر کلی ہے
وان جو گل عارض اونکا پھولا
کوچہ گردی سے ہون مین رسوا
کیون چرب زبان ہو سوز دل سے
نالے جو سنے ہین عاشقون کے
کالے گورے فدا ہین دونون

گلشن مین عجب ہوا چلی ہے
یان بلبل دل کو بے کلی ہے
میرا ہی بیان گلی گلی ہے
اے شمع یہ کیا کٹی جلی ہے
بلبل ہی چمن مین آ کلی ہے
رنگت جو تمہاری سانولی ہے

تحصیل کرانسین سخن مین
تو ہے شاعر کہ یا ولی ہے

بہار آتے ہی گلشن مین یہ وحشت آہی جاتی ہے
جب اون سے گفتگو کرنیکی نوبت آہی جاتی ہے
جو پوچھا وصل مین کیون وہ ڈھٹائی کیا ہوئی صاحب
جلانا عاشقون کو جب اونہین منظور ہوتا ہے
خیال رنج فرقت بھی نہ آیا وصل مین مجکو
نہین انکار ترک کفر کا داغط مجھے لیکن
کبھی جو یادن ٹھہرے سر زمین کوی جانان پر
مفرح یار کے یاقوت لب کا ہے ہر اک بوسہ
ہزار اے محتسب بادہ کشی کو ترک کرتا ہون
مین وہ غم دوست ہون گر دیکھ لون دشمن کو بھی غمگین

گلون تک چاک داماں کی نوبت آہی جاتی ہے
زبان رکتی ہے منہ مین اور لکنت آہی جاتی ہے
تو فرمایا کہ اس موقع پہ خجلت آہی جاتی ہے
حسینونکی طبیعت مین شرارت آہی جاتی ہے
وہ جب آجاتے ہین ساتھہ اونکے راحت آہی جاتی ہے
گردن کیا درمیان اوس بت کی صورت آہی جاتی ہے
فلک کے رشک سے گردش مین قسمت آہی جاتی ہے
علاج ضعف دل اچھا ہے طاقت آہی جاتی ہے
مگر فصل بہاری مین طبیعت آہی جاتی ہے
قسم ہے دیدۂ پرنم کی رقت آہی جاتی ہے

بتون کو چھیڑنا خالی مصیبت سے نہین تحصیل

ذرا چھیڑا کہ سر اپنے آفت آہی جاتی ہے

کیا جلوۂ روئے مہ لقا ہے
مارا ہے مجھے خیالِ ابرو
خط کا تو جواب وہ لکھیں گے
مرنے پہ مرے وہ رو کے بولے
تم اپنا نظیر آپ ہی ہو
تو ہی حاجت روا ہے میرا

خورشیدِ فلک بھی جل رہا ہے
اِس خون سے تیغ بے خطا ہے
قسمت کا نوشتہ دیکھنا ہے
مرنا اچھون ہی کا بُرا ہے
تم سا کوئی اور دوسرا ہے
میری تجھ سے ہی التجا ہے

دشمن تحصیل کیا کرے گا
بندے کا نگاہبان خدا ہے

ہین فرشِ خاک اوس بتِ اکتا کے سامنے
در پردہ چھپتے چھپتے ہی رہتے ہین مجھسے وہ
دیکھین خدا سے حشر مین اظہار کیا کرین
مارا پڑا ہے وحشیٔ دل پیشِ زلفِ یار
مردے کو جان مریض کو صحت عطا کرین
سالم سر مین سانپ کے ہوتا ہی یا نہین
کہہ وعدہ کو وہ نہ کہے پیچھے جھوٹ سچ
اوس بحرِ حسن سے نہ ملا جام آب وصل

بندون کی کیا بساط ہے آقا کے سامنے
آتے نہین حجاب سے تنہا کے سامنے
پوچھے گا جب او دہنین ہین بلوا کے سامنے
مجنون کی نعش رکھی ہے لیلا کے سامنے
یہ کام کیا ہے تمسے مسیحا کے سامنے
مین دیکھون لاؤ زلفِ چلیپا کے سامنے
کہنا جو ہو تو صاف کہے آ کے سامنے
پیاسا رہا نصیب سے دریا کے سامنے

تحصیل اونکے قامتِ بے سایہ کی صفت
فردوس مین کرونگا مین طوبا کے سامنے

رضوان دکھائے خلد برین بھی سنوار کے
واعظ مجھے بیان سے روز شمار کے

دیکھینگے شیفتہ نہ کبھی کوے یار کے
ہنگامے یاد آے شب انتظار کے

صدمون سے بعد مرگ دلِ بیقرار کے
تختے الٹ الٹ گئے میرے مزار کے

اب کیا بچین گے عشق سے ابرو یار کے
گھائل ہین ہم ازل سے اسی ذوالفقار کے

جلکر گری ہے چرخ سے بجلی زمین پر
شعلے جو بھڑکے آہِ دلِ بیقرار کے

گرمیٔ آفتاب قیامت کا خوف کیا
بیٹھے ہین سائے مین شجرِ قدِ یار کے

واعظ گناہ گارون کو ہرگز برا نہ کہہ
یہ مستحق ہین رحمتِ پروردگار کے

افلاس و یاس و حسرتِ ارمان و بیکسی
یہ ہین مجاور آج ہمارے مزار کے

بھولے ہوئے ہین داغ جنون اور ڈھنگ ہیں
کچھ اب کے سال رنگ نئے ہین بہار کے

تسکینِ جان کے واسطے ابرو دکھائیے
یا مار ڈالیئے مجھے خنجر ہی مار کے

بھولے نہین سماتے ہین تحصیل آج آپ
ہین باغباغ وصل سے کس گلعذار کے

کیا کہتے ہو تم تیری پروا نہین کرتے
لو ہم بھی اب ایسون کی تمنا نہین کرتے

ابرو نہ دکھانے کا گلہ جانے دو لیکن
تلوار بھی کیون حلق پہ پھیرا نہین کرتے

تم ترکِ ستم کی نہ صفت کیجیے مجھسے
محسن کبھی احسان جتایا نہین کرتے

مین اون سے یہ کہتا ہون کہ دل بیچتا ہون مین
وہ کہتے ہین اس شئے کو خریدا نہین کرتے

کس روز وہ دیتے نہین ہین گالیان ہمکو
کس روز ہم اوس شوخ کو چھیڑا نہین کرتے

در پردہ مجھے دیکھکے دربانون سے بولے
اس شخص کو کیون آنے سے روکا نہین کرتے

لطفِ مئے معشوق سے ہے شیخ کو کیا کام
ہرگز وہ کوئی فعل گنہ کا نہین کرتے

ہر روز ہزارون کا وہان پوچھتے ہین حال
اک مین ہون کہ مجکو کبھی پوچھا نہین کرتے

تحصیل سے نفرت ہے دیا بھید ہے کچھ اور
کیون نام سے تم اوسکو پکارا نہین کرتے

شکایت ہو نہین سکتی تم اسقدر بیوفا نکلے
مگر یہ تو کہونگا تم کو کیا سمجھا تھا کیا نکلے

فلک کے واسطے دل سے نہ کیون اپنی دعا نکلے
ہمارے سامنے سے ہو کے جو وہ مہ لقا نکلے

جدا تمسے نہون اکدم رہے جبتک کہ دم مین دم
تمنا ہے تمہارے سامنے ہی دم میرا نکلے

مسیحا بھی قیامت تک اگر ڈہونڈے زمانے مین
نہین ممکن کہ دردِ عشق کی کوئی دوا نکلے

زبان کو اپنی فوراً کاٹ لون مین اپنے دانتون سے
بجائے شکر اے قاتل اگر شکوہ ترا نکلے

خوشامد سے جو دم بہرتے تھے ہر دم آشنائی کا
جو وقتِ امتحان آیا وہی نا آشنا نکلے

فلک کا حال کیا ہوگا خدا جانے نہین معلوم
مرے دل سے اگر جلکر کوئی آہِ رسا نکلے

تعجب کیا مرے شوقِ شہادت پر دمِ بسمل
زبانِ تیغ سے قاتل صدائے مرحبا نکلے

یہی سمجھے تھے ہم تحصیل کوئی بادکش ہوگا
مگر دیکھا تو حضرت ایک مردِ باخدا نکلے

وعدۂ وصل بار ہا کر کے
وہ نہ آئے کبھی حیا کر کے

راہِ عشقِ بتِ ستمگر مین
یاد رکھنا خدا خدا کر کے

مرضِ عشق کم ہوا نہ ذرا
مر گئے چارہ گر دوا کر کے

نظر آئے گی صاف صورتِ یار
دیکھیے گر دل کو آینہ کر کے

یا خدا خواب مین ہو وصلِ صنم
شب کو سوتا ہون یہ دعا کر کے

حضرتِ خضر کا ہون کیا محتاج
تجکو اے عشق رہنما کر کے

اسکی ضد اور ہوگئی دونی
فائدہ کیا ہوا گلا کر کے

ہو گیا آپ ہی اسیرِ غم
مجکو صیاد خود رہا کر کے

نہ ملا شعر کا صلہ تحصیل
لینگے کیا مدحت و ثنا کر کے

نہ دلکو چین آتا ہے نہ نیند آنکھون مین آتی ہے
الٰہی آنکھون ہی آنکھون مین ساری رات جاتی ہے

خدا جانے شبِ فرقت ابھی کیا کیا دکھاتی ہے
نہ وہ دمباز آتا ہے نہ مجکو نیند آتی ہے

شگفتہ غنچۂ دل اے صبا ہوتا ہے مثلِ گل
مکان کو اوس پری کے قصرِ جنت کیون نہ ہم سمجھین
برنگِ کبکِ انگارون پہ شب بھر لوٹتا ہے دل
سنے نالون ہی شب کو چونک کر بولے وہ خفگی سے

ہوا گلزار کوئے یار کی جسوقت آتی ہے
کہ جسکا آستانہ حور آکر جھاڑ جاتی ہے
کسیکی چاند سی صورت جو ہر دم یاد آتی ہے
یہ کس کمبخت کی فریاد سوتون کو جگاتی ہے

ہوئی ہے اسقدر کاہیدگی تحصیل وحشت مین
برنگِ گاہ صحرا مین ہوا مجکو اوڑاتی ہے

زاہد غرض نہین ہے کچھہ اوز میکشی سے
دعوائے عاشقی ہو سہرا اسس پہ صادقی ہو
دیتے ہین جان اپنی ہم بیدریغ تجھہ پر
گالی کو اوسکی مین نے سنکر ہنسا تو ادسنے
وہ رنجش و مصیبت وہ ذلت و ندامت
شادی اسی مین دیکھی اور غم اسی مین دیکھا
پہلے ہی مین نے اپنا دل دیدیا ہے تمکو
دانا نہین وہ احمق کیا اعتبار اوس کا
بولے پیام بر سے سنکر پیام میرا
سینے مین کرکے روزن دل کو نکال قاتل
تقصیر کس سے ہوتی آدم اگر نہ ہوتا
مکار و پرفن سہے دنیا پیشہ دغا ہے اسکا
یادِ خدا پہ وہ بت جھسے بگڑ کے بولا
بابِ کرم کھلا ہی رہتا ہے روز اوس کا
لطفِ زبان نہ کیون ہو میرے سخن مین تحصیل

مقصود ہے ہمارا تھوڑی سی بیخودی سے
یہ کام ہے ہمارا ہوگا نہ مدعی سے
قربان ہے یون ہی کوئی اپنی کہین خوشی سے
فرمایا تم ہی ہے تجکو بڑی بھلی سے
توبہ ہے عاشقی سے توبہ ہے عاشقی سے
دل ہے مرا مرکب شاید خوشی غمی سے
اب جان بھی ہے حاضر دیتا ہون لو خوشی سے
تم ہاتھہ اوٹھاؤ صاحب دشمن کی دوستی سے
ہرگز نہ ہم ملینگے اِس شخص اجنبی سے
خنجر کی نوک سے ہو بر چھی کی یا انی سے
آخر خطا الٰہی ہوتی ہے آدمی سے
یارو دغا نکلی اس کمبخت نے کسی سے
فرصت یہ تو نے پائی کیون میری بندگی سے
سائل جو مانگنا ہو مانگے اسی سخی سے
اصلاح لے رہا ہون مین داغ دہلوی سے

کبھی نہ کہیے کہ تحصیل بیوفا بھی ہے
یہ جان نثار فدا بھی ہے شیفتا بھی ہے

بغیر وصل کے اسے چارہ گر سنا بھی ہے
مریضِ عشق کی تقدیر میں شفا بھی ہے

ارادہ آپ کا اب آگے آپ کی مرضی
قصوروار ہوں خنجر بھی ہے گلا بھی ہے

بیان ہے دل کو پریشانی اور حیرانی
وہاں تو کنگھی ہے چوٹی ہے آئنا بھی ہے

طلب یہ بوسے کی وہ پوچھتے ہیں گھبرا کر
یہی ہے یا تری کچھ اور التجا بھی ہے

قصوروار کو خلوت سرا میں قید رکھو
کہ یہ سزا کی سزا بھی ہے اور مزا بھی ہے

بُرا ہی کہتے ہو صاحب تو ہاں برا ہی سہی
بھلوں سے اچھا ہے بندہ اگر برا بھی ہے

کمر کی پوچھتا ہوں تو وہ ہنس کے کہتے ہیں
کہیں زمانہ میں عنقا کا کچھ پتا بھی ہے

جو ربط ہو گل و بلبل کی طرح عالم میں
کہ باغِ دہر میں ایسی کہیں ہوا بھی ہے

گناہ کتنے ہی ہوں حد ضرور ہے واعظ
کچھ اوسکی بخشش و رحمت کو انتہا بھی ہے

فروغ کیا ہمیں تحصیل پیش حضرت داغ
کہ آگے ماہ کے تاروں کی کچھ ضیا بھی ہے

روز ہم بر سر بیداد رہے
روزِ انصاف بہت یاد رہے

جسکے ہم عشق میں برباد رہے
پھر دعا کی ہے وہ آباد رہے

کب نہ ہم موجدِ ایجاد رہے
اپنے تو وقت کے اُستاد رہے

نغمہ ہوگا ابھی بلبل ناساز
کس پردے میں نہ صیاد رہے

دل کو کچھ عشق نے پڑوا کے کہا
یہ سبق خوب تجھے یاد رہے

بیڑیاں کی نکریں وہ تکلیف
اپنے گھر چین سے حداد رہے

اور پھر چاہیے کیا پیشِ نظر
جب ترا حسنِ خداداد رہے

کوئی تدبیر بتادو ایسی
خوش جو ہر دم دلِ ناشاد رہے

صورتِ سرو چمن میں صیاد
نہ تو ہم بھی تو آزاد رہے

قتل ہوجاؤن نہ کیون بے خنجر
یون ہی ہنستا ہا جو وہ جلاد رہے

آپ تحصیل کو بہولین نہ کبھی
حضرت داغ ذرا یاد رہے

چاند تو ہے حسن تیرا ماہ پیکر چاندنی
اوس مہ خانہ نشین سے کیا ہو ہمسر چاندنی
یہ زمین ہے ناسخ شاہ سخن کی شاعرو
تیرہ بختون نے کبھی مُنہ ہی نہ دیکھا نور کا
داغ ہیچک کے ہین تارے زلف شبگون رات ہے
حسن اوس مہوش کا ای رضوان کہان سے لائین حور
روز محشر صاف اوس بدرالدجی کی رحم سے
بام سے اوسکا ماہ دش نے چاندنی کی ...
ایک صورت پر ہے تو جلوہ ہی تیرا ایکسان
چاند کو منسوخ کر ڈالا تو وہ خورشید ہے

تیرے رُخ کی روشنی پڑتی ہی بنکر چاندنی
پاون ہی رکھتی نہین ہے گھر کے اندر چاندنی
قابل تحسین لکھون پہر مین نہ کیونکر چاندنی
دہوپ سے ظلمات مین دن کو نہ شب بھر چاندنی
ماہ کامل رخ ہے عکس روئے انور چاندنی
مہربان پڑتی ہے کب جنت کے اندر چاندنی
تاب شمس خورشید ہجائے گی ہمسر چاندنی
کس چمک پر آج ہے اللہ اکبر چاندنی
چاند کو ہین سند لین قائم ہو کیونکر چاندنی
کیون نہو تجہسے خجل اے روے دلبر چاندنی

خاکساری دیکھہ اے تحصیل مہر و ماہ کی
دہوپ دن بھر ہے زمین پر اور شب بھر چاندنی

سائے دیوار سے ہو گیا مقابل چاندنی
کسنے تیغ حسن کے جوہر دکہاے ای فلک
ہے شب مہ جلوہ آرا بام پر وہ ماہرو
نقرئی موباف اوسکی زلف کا آتا ہے یاد
کیون نہ لطف مے کشی ساقی ہو اس سامان پر

فرش در سے اوسکے پائی قدر و منزل چاندنی
لوٹتی ہے خاک پر جو گل لبسمل چاندنی
ایفلک ہے آج نظارہ کے قابل چاندنی
شب کو ہوتی ہے بلا کی طرح نازل چاندنی
پہول ہے باغ دہوا ہے اور ساحل چاندنی

اعتبارِ حسن نافہمی نہین تو اور کیا
ایکسان قایم کہان رہتی ہے غافل چاندنی

دلفریبی حسن کی اوس ماہ کی اوس مین کہان
چہین لیتی ورنہ اک دم مین مرا دل چاندنی

چاندسر کا اوس پری کے مین نہ دونگا ایفلاک
حور بنکر بہی اگر مجہسے ہو سایل چاندنی

ماہِ چرخِ شاعری تہا ناسخِ روشن دماغ
اوسنے بہی تحصیل یون لکہی نہ کامل چاندنی

چاند تارا ہے رخِ بدر الدجے کے سامنے
مہر اک ذرہ ہے اوس شمس الضحیٰ کے سامنے

مٹ گیا شر کفر کا خیر الورا کے سامنے
مُنہ کے بل بت گر پڑے اوس حق نما کے سامنے

زایرون کو سیرِ جنت ہے زیارت آپ کی
خلد بہی ہے روضۂ خیر الورا کے سامنے

ہے یہ میری آرزو وقتِ زیارت یا خدا
دم نکل جائے مزارِ مصطفیٰ کے سامنے

گرمی خورشیدِ محشر سرد ہوگی خود بخود
دہوپ ہوگی چاندنی بدر الدجے کے سامنے

ہو جو مری مشکلین آسان سب یا مصطفےٰ
سہل ہے یہ آپ سے مشکل کشا کے سامنے

یا نبی ص لکنت نہو میری زبان مین وقتِ نزع
صاف کلمہ ہو ادا مُنہ سے قضا کے سامنے

جب دعا کی بخششِ امت کی خاطر آپ نے
کُہل گیا بابِ شفاعت مصطفیٰ کے سامنے

دست بستہ جسطرح تارے ہین پیشِ ماہتاب
انبیا یونہین حبیبِ کبریا کے سامنے

سختی نفسِ عدو سے یا نبی ص مجہکو بچا
شیشۂ دل ہی مرا سنگِ جفا کے سامنے

خوب عشقِ مصطفیٰ ہے آخرت کیواسطے
اور کیا لیجاون دنیا سے خدا کے سامنے

خلد مانگینگے صلہ مین حشر کو تحصیل ہم
پڑہ کے وصفِ کوچۂ احمد خدا کے سامنے

دل ہی لگتا نہین تسکین کہان آتی ہے
چل مدینہ مری جان ہند مین گہبراتی ہے

چشمِ بد دور یہ خوش چشم ہین آہوے حرم
حور کی آنکہ بہی اُن آنکہون سے شرماتی ہے

بعد مردن ترے اوس کوچہ کے ہوا دارون کو
رخنۂ گور سے جنت کی ہوا آتی ہے

عدم صحراے مدینہ ہی مجھے اے بلبل
دفن اس جا ہے کوئی عاشق گیسو شاید

سیر گلزار طبیعت کو نہین بھاتی ہے
مجکو مٹی سے یہان مشک کی بو آتی ہے

برکت نعت سے تحصیل ہے کیا سہل سخن
بات بگڑی بہی تو اک بات مین بن جاتی ہے

ہے عشق و محبت جو رسول دوسرا سے
بہیجا ہے محمد سا نبی لطف و عطا سے
آئینۂ حق بین ہے ترا روے مقامات
بیمار تپ ہجر محمد ہون طبیبو

یہ دولت دارین ملی فضل خدا سے
عاجز ہو زبان کیون نہ بیان شکر خدا سے
معلوم ہوا مجکو یہ ارباب صفا سے
ہو جاؤنگا اچھا مین مدینہ کی ہوا سے

پی جاؤ مے الفت گیسوے محمد
تحصیل اشارہ ہے یہ رحمت کی گھٹا سے

پڑھ کے ہم مدحت کوے شہ دین تھوڑی سی
خاک نا پاک مری پاک ہو بعد مردن
ہجر احمد مین مین دل کہو لگے تڑپون کیا خاک
مرے بگڑے ہوے سب کام سنورتے اے چرخ

لینگے اللہ سے جنت مین زمین تھوڑی سی
گر ملے قبر کو یثرب مین زمین تھوڑی سی
آسمان دور ہے یارب ہے زمین تھوڑی سی
ہاتھ آتی جو مدینے کی زمین تھوڑی سی

منتظر چشم عنایت کا ہے عاصی تحصیل
نگہ لطف ادہر بہی شہ دین تھوڑی سی

ہاتھ جب فضل الٰہی کی دوا آتی ہے
وصل احمد کی زبان پر جو دعا آتی ہے
بادۂ الفت گیسوے نبی دے ساقی
ہمن محفل میلاد جھک جاے نہ کیون
آپ کے سایے مین کیا دخل جو ہو گرمی حشر

پاؤن پڑتی ہوئی تحصیل شفا آتی ہے
مرغ آمین سے بہی آمین کی صدا آتی ہے
جھومتی جھومتی رحمت کی گھٹا آتی ہے
نکہت گل لیئے دامن مین صبا آتی ہے
ٹھنڈی ٹھنڈی یہان رحمت کی ہوا آتی ہے

واصلِ حق وہی ہوتے ہین کہ ہو جنکا وصال
گہرِ نعت برستے ہین برنگِ نیسان
جلوہ آرا ہے کہین محفل میلاد نبی ؐ
حضرتِ خضر کو جینے سے حیا آتی ہے
جوشش پر مری اگر طبع رسا آتی ہے
مرحبا کی جو ملایک سے صدا آتی ہے

کسقدر ہے کششِ نعتِ پیمبر تحصیل
بزمِ میلاد مین اک خلقِ خدا آتی ہے

گرم جس روز کہ بازارِ قیامت ہو جائے
شوقِ دیدار مین کہتی ہین ہماری آنکھین
حور دوڑے گی اودہر ہی لیئے جامِ کوثر
گرمی حشر ہوا ہو گی تیری رحمت سے
آنچ کیا خاک دہوان بہی نہ اوٹھے دوزخ سے
اوسکے دل مین رہے تاریکی عصیان کیونکر
سرمۂ چشم بنے اوس کفِ پا کی جو خاک
بخت اوسکے ہین نصیب اوسکے ہین قسمت اوسکی
جنسِ رحمت تیری ارزان بقیامت ہو جائے
یا خدا آج ہی فردا ے قیامت ہو جائے
آپ کی جسکی طرف چشمِ عنایت ہو جائے
سرد خورشیدِ قیامت کی طبیعت ہو جائے
موج زن جب ترا دریاے شفاعت ہو جائے
جسکے سینے مین ترا داغِ محبت ہو جائے
پہوٹی آنکھون کی کہین صاف بصارت ہو جائے
جسکا حصہ ترے روضہ کی زیارت ہو جائے

تپِ عصیان سے ہے ناساز مزاج تحصیل
اے طبیبِ قلبی کچہہ تو عنایت ہو جائے

تو ہے محبوبِ سبحانی محی الدین جیلانی
تجہے شایان جہان بانی محی الدین جیلانی
سر آرا ے اقلیمِ ولایت ذات والا ہے
ازل مین سیکے لوحِ دل پہ لکہا کلکِ قدرت نے
زیارت کی تمنا ہے کردن آنکہین منور مین
کرے باطن کو میرے پاک اکدم مین عجب کیا ہے
تو ہے معشوقِ یزدانی محی الدین جیلانی
کہ تو ہے قطبِ ربانی محی الدین جیلانی
مبارک ہو یہ سلطانی محی الدین جیلانی
تمہارا اسمِ لاثانی محی الدین جیلانی
دکہا دو قبرِ نورانی محی الدین جیلانی
تمہارا لطفِ پنہانی محی الدین جیلانی

فنا فی اللہ کا جو کچھ طریقہ ہے بتا دین آپ — کہ تا ہو جاؤن مین فانی محی الدین جیلانی

پڑی ہے جان بنکر قالب دین محمد مین — تمہاری ہے مسلمانی محی الدین جیلانی

تمہاری تیغ الفت سے میرا دل ہو گیا بسمل — قبول اب ہو یہ قربانی محی الدین جیلانی

عجب کیا میرے مردہ دل کو زندہ دم مین کر دے — تمہارا فیض روحانی محی الدین جیلانی

لقب ہے غوث اعظم آپ کا مشہور عالم مین — مبارک اسم لاثانی محی الدین جیلانی

بچا لو دست ملاح کرم سے بحر عصیان مین — مری کشتی ہے طوفانی محی الدین جیلانی

یہی آدم نے فرمایا تمہاری آدمیت پر — تمہین زیبا ہے انسانی محی الدین جیلانی

میری جمعیت خاطر کا بندوبست فرمادو — کہان تک یہ پریشانی محی الدین جیلانی

بیان تحصیل کا کیا ہے زبان تحصیل کی کیا ہے
کہان تیری ثنا خوانی محی الدین جیلانی

کبھی جاتا نہین شوق وصال ماہ جیلانی — الٰہی خواب مین بھی ہے خیال ماہ جیلانی

وہ ہے محبوب سبحانی وہ ہی معشوق ربانی — کرون بہر کیا مین اوصاف جمال ماہ جیلانی

مرید خاص حضرت کا نکیرون جی کرا اوٹھی دم مین — نہین منظور خالق کو ملال ماہ جیلانی

جناب پاک سے اللہ کا رحم و کرم سینے — خدا سے پوچھیے جاہ و جلال ماہ جیلانی

ستارا سوختہ میرا نکیون ہو نیر اعظم — مرے دل مین سے داغ عشق خال ماہ جیلانی

جہان مین کون رتبہ سے نہین آگاہ حضرت کے — ہے مثل مہر روشن سب یہ حال ماہ جیلانی

تمامی اولیا سے آپ کا ہے مرتبا برتر — نہین محبوب حق کوئی مثال ماہ جیلانی

جو کچھ اللہ سے مانگا او سیدم آپ نے پایا — کیا خالی نہ خالق نے سوال ماہ جیلانی

نہین حاجت بیان کاملی کی اونکی اے تحصیل
عیان شق القمر سے ہے کمال ماہ جیلانی

اشعار متفرقات

وہ عیادت کو جو آئے تو کہا صحت نے — فرخدہ باد اے دلِ بیمار مسیحا آیا

دیگر

عہد بانی تم سے نئی کی برج قمر گمرہ ہو گیا — نیر اعظم مرا انجم مقدر ہو گیا

دیگر

بند اے ساقی جو میخانہ کا در ہو جائے گا — باب توبہ وا ہے رُخ اپنا ادہر ہو جائے گا

خوف ہے یہ درمیان گر بال سے تشبیہ دون — ہان تصور مین کمر تارِ نظر ہو جائے گا

دیگر

کسیکی صحبت جو یاد آئی تو سر یہ گویا قیامت آئی — فراق مین ہاے دن جو گذرا مین اوسکو روزِ عذاب سمجھا

مرا سمجھنا تمہارا سمجھانا ہر دو قصۂ طلب مین ناصح — سمجھکے سمجھا رہے ہو مجکو نہین مین آپکا جناب سمجھا

یہ تجھسے کہتا تھا مین ابتدا مین کر تو اوس بت کا عشق حاصل — نہ مانا میرا کہا جو تو نے کیون اب ایسی خانہ خراب سمجھا

دیگر

زبان سے وصفِ خطِ مصطفا ادا جو ہوا — جناب خضر نے بوسے مرے دہان کے لئے

دیگر

میرے نصیب کیسے گلزارِ دہر مین — کوئی ثمر ملا نہ گل باغ ہی ملا ؟

داغ دوست رہا عشق مین مدام — اوستاد بھی ملا تو مجھے داغ ہی ملا

تحصیل

دیگر

آپ کہتے ہین چھوڑ دے ہم کو — ہاے مجھ سے یہ ہو نہین سکتا

دیگر

مفت یہ سودا نہین جنسِ محبت ہے گران — نقد جان اے دلِ نادان ہی بہاے الفت

دیگر

خوشی معشوق سب کرتے ہین غم کمانی یہ عاشق کے
چمن مین دیکھلو ہنستے ہین گل بلبل کے شیون پر

دیگر

کیون نہ دیوانہ ہون دیکھکر اوس گل کی بہار
فصل گلشن مین بدلتا ہے خیال بلبل

دیگر

غزل مین بانکے مضامین ہون اک قلم تحصیل
زمین شعر کی بنجاے آسمان ہلال

دیگر

مرغ مضمون ہین جھڑا دین ایک پنجہ فکر کا
طائر ذہن رسا تحصیل کا شہباز ہے

دیگر

حشر مین بہی مرینگے ہم تجپر
مرنے والے کہان نہین مرتے

دیگر

چاہے وہ سنبھالے اسے چاہے نہ سنبھالے
ہم نے تو کیا دل بت دلبر کے حوالے

خال وخط وعارض کا بتو تکے یہ ہے پرتو
کچھہ گورے نظر آتے ہین کچھہ ہند مین کالے

تحصیل بجز تیرے کسی پر نہین مرتا
ظالم اوسے جتنا تو ستانا ہو ستالے

دیگر

مریض عشق کو مرنا شفا ہے
ملا دو زہر کچھہ میری دوا ہین

دیگر

کس سے مین اپنی کہون کون سنیگا میری
لوگ اوسکے ہی طرفدار ہوا کرتے ہین

دیگر

چار دن طرف ہین سجدے مین عاشق
اوس بت کا کوچہ کعبہ ہوا ہے

کہتے نہین کچھ ہے ماجرا کیا
بت بن گئے ہو یہ کیا ہوا ہے

وحشت ہماری کیا پوچھتے ہو
جامہ ہی دیکھو نیما ہوا ہے

دیگر

تو ہی مرتا ہے بتون پر اسے دل
یا کچھ انہین بھی دفا ہوتی ہے

زلف کو چھو کے پریشان ہون مین
سچ ہے انسان سے خطا ہوتی ہے

منہ وہ غیرت سے چھپا لیتے ہین
مانع دید حیا ہوتی ہے

رفع بربادی تقدیر ہو کیا
کی جو تدبیر ہوا ہوتی ہے

دیگر

تم نہ سمجھو کہ یہ آیا ہوا پھر جائے گا
تمکو معلوم نہین ہے ابھی عادت دل کی

مفت لینے کی کوئی بات نتھی یاد رہے
واجبی دینے پڑے گی تمہین قیمت دل کی

دیگر

محفل عیش مین اگر تم نہ ہو عشرت کیسی
جسمین حورین نہین رہتی ہین وہ جنت کیسی

نظر آتے ہی نہین ملنے کی صورت کیسی
خضر نے پائی ہے یارب یہ طبیعت کیسی

دیگر

ہم کیون نہ جائین شوق سے قاتل کے سامنے
جانباز ہی تو جاتے ہین مشکل کے سامنے

بے پر کی کیون اُڑاتے ہو وہ کب مگر گئے
مین دیکھون کہنے دو انہین کچھ دل کے سامنے

دیگر

تنگی دہر سے دل دانا بتنگ ہے
تکلیف بادن کو ہے جو باپوش تنگ ہے

ہوتی ہے آب آب سے موتی جدا نہین
جو رنگ یار کا ہے وہی اپنا رنگ ہے

جیب و گریبان ایک طرف ان کی کیا بساط
دست جنون سے دامن صحرا بھی تنگ ہے

خلوت سرا یہ جھبر مین بتیہ کا ہے گمان
اور چارپائی پر مجھے شبہہ پلنگ ہے

مصروفِ کارزار ہون مین غازیون کیطرح | نفس عدو کے ساتھ مجھے روز جنگ ہے

قطعات توصیفی

یا داغ بخش دے مجھے پشیمان ہون بہت | کیون مین گناہ گار ہوا آم بیچکر
بیچون گا پھر نہ اور کوئی شی خطا معاف | جب تک نہ لگا مین آپ نہ خود دام بیچکر

در توصیف شکار شیر

چشمِ بد دور زورِ بازو سے | شیر پر شیر مارے شاہ دکن
جبسملہ تعداد مین یہ ہین پندرہ | شیر کچھ اس مین اور کچھ باگن
شاہ کا لوہا مان ہی جاتا | کاش اگر ہوتا آج شیرافگن
شاہ بھی کون شاہ آصف جاہ | جس کا مداح بھی ہے شاہ سخن
حضرتِ داغ کو مبارک ہو | تا ابد مدح بادشاہ دکن

در توصیف رمضان المبارک

توبہ کی صدا سُنکے گنہ بھاگتے ہین دور | آتی نہین نزدیک یہ شامت رمضان مین
ہوتے ہین گناہ سال کے اس ماہ مین زایل | مومن کے لئے ہے یہ شفاعت رمضان مین
روزہ مین تو حکمت ہے حکیم ازلی کی | اچھی رہے کیون کر نہ طبیعت رمضان مین

کھل جاتے ہین اللہ کی رحمت کے خزانے
لٹ جاتی ہے تحصیل یہ دولت رمضان مین

خوانِ نعمت ہے آپ کا نامہ | کاغذِ شربتی مٹھائی ہے

نان پارہ نثار وقت ذن پر | جسکا وظیفہ نہین خطائی ہے

ایضاً

دردمندون کی دوا ہی درد ہے | درد جس دلمین نہو وہ سرد ہے
مرد سب تحصیل ہوتے ہین کہان | جو سنبھالے مرد کو وہ مرد ہے

الف کی ردیف کی غزلین تمام طبع ہوئین بعد یہ سہ غزل وصول ہونے سے یہان درج کی گئین۔

غزل

جسدم ظہور احمد مختار ہو گیا
بت ہی سے بت پرستونکو انکار ہو گیا
دین نبی کا گرم جو بازار ہو گیا
بت ٹھنڈے سرد غلبۂ کفار ہو گیا
ساری خدائی پھر گئی پھر آپکی طرف
اللہ جب نبی کا طرفدار ہو گیا
داخل جو کوئی ہو گیا امت مین آپکی
وہ مستحق رحمت غفار ہو گیا
بخشش خدا سے آپ لگیں اوسکی مانگنے
نادم جو روز حشر گنہگار ہو گیا
وصف نبی ؐ پڑھا ہے جو دربار حشر مین
جنت کا وہ صلہ مین طلبگار ہو گیا
ہون امتی نبی ؐ کا کہا ہے جو روز حشر
بخشش کا مستحق مین گنہگار ہو گیا
دین نبی ؐ سے کیون نہو منسوخ شرک و کفر
جس دین کا خدا ہی مددگار ہو گیا
دشمن نے کب ضرر کیا اللہ کے دوست کا
آتشکدہ خلیل پہ گلزار ہو گیا
دنیا مین جسنے کوچۂ احمد ؐ کی سیر کی
عقبیٰ مین اوسنے خلد کا حقدار ہو گیا

تحصیل کی شفا کے ہو شافی سے خواستگار
آقا غلام آپ کا بیمار ہو گیا

دیگر

یہ دل ہی نہ شیدا ہے نبی ؐ کا | مرے سر مین بھی سودا ہے نبی ؐ کا

کہون کیا حسن کیسا ہے نبیؐ کا
خدا ہی آپ شیدا ہے نبیؐ کا

بیانِ تو خالقِ یوسفؑ کی شان ہے
کہ یوسف خود زلیخا ہے نبیؐ کا

زبان نے دی صدا اصلِ علےٰ کی
جو لب پر نام آیا ہے نبیؐ کا

نہ آئے عقل میرے سر مین تو اب
کہ سودا اسمین رہتا ہے نبیؐ کا

مہ و خورشید صدقہ اونکے رخ پر
عجب روے مجلا ہے نبیؐ کا

کہین لازم ہے سایہ کو بھی سایہ
کہ ظلِّ حق سراپا ہے نبیؐ کا

پڑے خورشید پر کیا آنکھ میری
نظر مین روے زیبا ہے نبیؐ کا

نکر اندیشۂ عصیان تو تحصیل
قیامت مین بھروسا ہے نبیؐ کا

پیتے پیالہ خضر کب آبِ حیات کا
گر جانتے مزا وہ وصالؐ و وفات کا

لکھتا ہون وصف بادشہ کائنات کا
یعنی حضور احمدِ عالی صفات کا

جس ذاتِ پاک کا ہے خدا آپ مدح خوان
بندہ سے کیا وصف ہوا اوس پاک ذات کا

پامال کر دیے ہین بتون کو رسول نے
رتبا ملا یا خاک مین لات و منات کا

مضمونِ نعت کرتا ہے دل خود بخود رقم
محتاج یہ نہین ہے قلم اور دوات کا

یہ کسکی گفتگو کا مرے لب پہ ذکر ہے
ہر ایک بات مین جو مزا ہے نبات کا

رشکِ جنان وہ روضۂ اقدس ہے واعظو
تم امتحان کر لو ابھی میری بات کا

بھیجون مین دمبدم نہ درود و سلام کیون
مشتاق شاہِ دین ہے انہین تحفات کا

خواہش ہے ایک چشمِ عنایت کی یا نبیؐ
خواہان ازل سے ہون نظرِ التفات کا

ورزات مبتلا غمِ عشقِ نبی مین ہون
پھر روزِ حشر کیا ہے مجھے غم نجات کا

بے عشق زندلا کھہ بھی زاہد اگر کرے
حاصل کبھی نہ لطف ہو صوم و صلوٰۃ کا

دیکھا ہے شب جو مین نے جمال اُنکا خواب مین
دن بھر خیال کیون نہ رہے مجکو رات کا

ہے زندگی و موت ترے حکم سے ضرور
حاکم تو ہے الٰہی حیات و ممات کا

یہ وہ غزل ہے جسمین نہین نکتہ چین کو راہ
ہمنے بہت خیال رکھا ہے نکات کا

تحصیل شعر لکھو پئے یادگار تم
کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا

تاریخات

تاریخ مطبع دیوان الموسوم بہ مخبر عشق تصنیف شاعر شیرین سخن جناب میر محمد علی صاحب المتخلص بہ رنج حیدر آبادی شاگرد حضرت داغ دہلوی

چشم بد دور رنج کا دیوان
کیا پری زادین کے نکلا ہے

چار سو اِس کا گرم ہے بازار
ہر بشر کو اسی کا سودا ہے

ہے فصاحت کو آبرو اس سے
یہ بلاغت کا ایک دریا ہے

بلبلانِ سخن کو مژدہ ہو
تازہ گلزار آج پہولا ہے

ہے یہ کہنے کو رنج کا دیوان
پر حقیقت مین راحت افزا ہے

طبع کا سال ہمنے اے تحصیل
شاہد خوش نظم ۔ لکھا ہے
۱۳۱۲ھ

ایضاً

جناب رنج کا دیوان چہپا ہے اِس صفائی سے
پسندِ خوشنویسان ہی کتابت کی خوش اسلوبی

پے مطبوع دیوان کا تبِ دل نے مرا تحصیل
لکھا یہ جملہ تاریخ ۔ اچھا دفتر خوبی
۱۳۱۲ھ

ایضاً

شکرِ حق دیوان جناب رنج کا
طبع سے آراستہ اچھا ہوا

فرقِ اعدا کاٹ کر تحصیل نے
سال لکھا ۔ دفتر خوبی چھپا
۱۳۱۲ھ

تاریخ ولادت فرزند باسعادت جناب محمد ابراہیم خاں صاحب کافی بلندشہر دام لطفہ،

مبارک ہو تمہیں فرزند ابراہیم خان صاحب
تمنا دل کی بر آئی خدا کی یہ عنایت ہے

سر اقبال پر رکھہ تاج ہدہد کہدے ای تحصیل
ہمایون بخت و نیک انجام ۔ تاریخ ولادت ہے
۱۳۰۰ھ

تاریخ شادی کتخدائی دختر نیک اختر جناب غلام عبد القادر صاحب تخلص امیر مینو سپل کمشنر دام محبتہ،

جشن شادی ہے آج اے ساقی
دے پیالہ شراب احمد کا

جشن جمشید کی حقیقت کیا
ہے وہ اک دور مرے ساغر کا

ایسی لکھکر سنائیے تاریخ
کہ ہو دل شاد عبد قادر کا

آج ہے کار خیر آپکے گھر
نور چشمی نیک اختر کا

ہو مبارک امیر کو تحصیل
سال کہدو ۔ نکاح دختر کا
۱۳۰۴

ایضاً

عبد قادر نے بڑی دہوم سے کی
شادی دختر فرخندہ فال

عمر ان کی کرے اللہ دراز
اور بڑ تا رہے ہر دم اقبال

تا ابد سایئے دامن ان کا
کہ رہے بر سر اولاد و آل ؛

سنتے ہی مژدہ فرحت افزا
مجھکو تاریخ کا آیا یہ خیال

میرے مشفق کو مبارک تحصیل
جلوہ دختر و داماد ہی سال
۱۳۰۴

ایضاً تاریخ مکان نو تعمیر

عبدِ قادر املیر نے تحصیل
در و دیوار کی صفائی پر
اِسکے نقشہ نے کر دیا شیدا
مصرعہ سال خوب ہے تحصیل

خوب تعمیر کی ہے شاہی
آئینہ کو ہے ایک حیرانی
نقشِ دیوار بن گئے کیا مانی
خانۂ لاجواب و لاثانی
۱۲۹۷

قطعہ تاریخ ازدواج مشفقی عبدالکریم صاحب فرزند ساہوکار

محمد عثمان صاحب اینوری

خوب نوشاہ بنا عبدِ کریم
یہ بہارستان مبارک تجھکو
جلوہ شادی کا تیری اے نوشاہ
کہہ سرِ بزم یہ سال اے تحصیل

باپ مشتاق سپئے دید ہوا
تازہ تر گلشن امید ہوا
جلوہ جلسۂ جمشید ہوا
آج وصلِ مہ و خورشید ہوا
۱۳۱۵ھ

تاریخ مکان عالی شان تعمیر کردہ جناب سید عبدالعزیز صاحب تاجر

مقیم تریکرہ دام لطفہٗ

شفیق و مکرم محبِّ دلی
مکان اک بنایا ہے خوش وضع وہ
جو کی فکر تاریخ تحصیل نے

وہ مقبولِ عالم ہیں ہر دل عزیز
پسند اوسکو کرتے ہیں اہلِ تمیز
تو بول اوٹھا فوراً یہی ذہن تیز

سنو مصرعہ سال اتمام قصر
ہے بیت الشرف سید عبدالعزیز
۱۳۱۳ھ

تاریخ وفات حضرت سید فرخ محی الدین شاہ قدس سرہ العزیز ساکن بنگلور ریاست میسور

کرد رحلت از جہان سوے جنان گفت تحصیل از زبان در و سال	شیخ دین فرخ محی الدین شاہ مُرد و اے شیخ حق آگاہ آہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ مکان عالی شان ساہوکار گری محمد حیات خان صاحب سلمہ اللہ الرحمن برادر حضرت حاجی رسول خان صاحب نصا کافی بلنظر دام افضالہم

جب بنایا حیات خان نے گھر	سب محبون نے دی مبارک باد
یہ مکان لایق نظارہ ہے	قابلِ دید اسکی ہے بنیاد
عبد قادر امیر ہین موجد	اسکا نقشہ انہین سے ہے ایجاد
کی جو معمارون نے اسے تعمیر	اپنے فن کے وہ ہین بڑے اُستاد
اِسکے چارون جہت ہین اک صورت	اِس عمارت کی ہے نئی ایجاد
سربلندی مین سرو سے اونچی	راستی مین ہے صورتِ شمشاد
رہے آباد تا ابد یہ مکان	اور اسکے مکین کا ہو دل شاد
اِس مکان مین مکین کے یارب	خوش و خرم ہون آل اور اولاد

لکھ اے تحصیل مصرع تاریخ
یادگارِ حیات خان آباد
۱۳۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خمسہ نعتیہ بر غزل لطف

سامنا جب مجھے دنیا مین قضا کا ہوگا
راز مجھ عاشق شیدا کا چھپا کیا ہوگا
ہے بھروسا کہ مرا خاتمہ اچھا ہوگا
مرتے دم عشق نہفتہ مرا افشا ہوگا
دمبدم نام نبی آمنہ سے نکلتا ہوگا

یاد جسکو پس مردن ترا کوچا ہوگا
چین سے چھاؤن مین کب وہ تہ طوبا ہوگا
باغ فردوس مین دل اوسکا نہ لگتا ہوگا
جسنے دیکھا تری دیوار کا سایا ہوگا
دہوپ سے بدتر اوسے سایۂ طوبا ہوگا

سیر یثرب کی تمنا مین جو مر جاؤن گا
ہان مگر راہ مین یارون نے یونہی بعد قضا
مرے ہمدم وہین پونچائینگے لاشہ میرا
گر مدینہ کے سوا مجھکو کہین دفنایا
دیکھ لینا نہ مرا گور مین لاشہ ہوگا

بعد رحلت چمن خلد مین جب جاؤن گا
وحشیون کی سی طرح صاف مین گبہراؤن گا
دشت یثرب کی فضا جو نہ وہان پاؤن گا
پیرہن پہاڑ کے جنت سے نکل جاؤن گا
یاد جسدم مجھے صحرای مدینا ہوگا

داور حشر کے ہو حکم سے جب روز شمار
ایسے دربار مین مین شوق سے تحصیل بکار
جمع عالم رہین اوسوقت وہان ہژدہ ہزار
حشر کو پیش خدا جب یہ پڑہونگا اشعار
لطف ہر سمت سے غل صلی علی کا ہوگا

دیگر

بر غزل قدسی رحمت اللہ علیہ

کیا تری مدح کے قابل ہو مرا ذہن غبی
دعوئے نعت سے ہا بندے کے لئے بے ادبی

تیرا مداح خدا ہے تو خدا کا ہے نبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ختم تجھ پر ہے نبوت شہ والا حسبی
فخر آدم ہے تو ہی اور تو ہی عالی نسبی
تا قیامت نہیں ہوتا ہے کوئی اور نبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تیرے تلوے سے تجلی میں ہی مہتاب بھی کم
کہتے ہیں مہر عرب اور تجھے ماہ عجم
چشم خورشید کا سرمہ ہے تیری خاک قدم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

شب معراج وہاں پہونچے رسول اکرم
حسن پر آپ کے کہنے لگے یوسف ادسدم
انبیا جمع تھے عیسی سے یہاں تا آدم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

طلبی جب مری ہو جائیگی پیش داور
عرض اس وقت کرونگا میں بجال مضطر
شرم عصیان سے اوٹھے گا نہ وہاں میرا سر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

جرم عصیان پہ مجھے کھینچتے ہیں سوے سقر
دیکھیئے حال اس عاصی کا ہے کتنا ابتر
ہے یہی وقت شفاعت کا شفیع محشر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

آمد آمد سے ہوا آپ کے نگہ معمور
رتبہ یثرب و بطحی تھا خدا کو منظور
تا قیامت ہے اقامت سے مدینہ پر نور
ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

تمنے انگشت شہادت سے اشارہ جو کیا
چرخ پر چاند کٹا اہل زمین نے دیکھا

معجزہ ایسا نہ آدم سے ہوا تا عیسیٰ
نسبتِ نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

گرمیٔ حشر کے ہیں سخت زیادہ آفات
جز ترے تشنگیٔ حشر سے ہوگی نہ نجات
تڑپے گی ماہیٔ بے آب سا خلقت ہیہات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

خوفِ عصیان سے ہے علت مجھے حوالِ دل کی
تیری شفقت کے سوا ہو نہ تشفی مری
سخت بیمار ہے تحصیل غلام ازلی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

کوئی تحصیل سا عاصی نہیں امت میں تری
دردِ عصیان سے عجب طرح کی ہے بیتابی
یا نبی تیری شفاعت سے شفائے کلی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

دیگر

درِ فیضِ محمد وا ہے آئے جسکا جی چاہے
جو کہنا تھا کہا آئے نہ آئے جسکا جی چاہے
خدا کی راہ میں گردن جھکائے جسکا جی چاہے
دہکتی آتشِ دوزخ میں جائے جسکا جی چاہے

شفیع الانس جان سے منہ پھرائے جسکا جی چاہے

تمہارے اعتقادِ بد نے کس نوبت کو پہونچایا
منادی پھر گئی ہر سو خبر تمکو نہیں ہے کیا
ہمیشہ غافلو اس جہان میں بھی رہنا نہیں اچھا
کہ جب سے رحمۃ اللعالمین کا بج گیا ڈنکا

درِ رحمت کھلا رہتا ہے آئے جسکا جی چاہے

محمد خاتمِ پیغمبران ہیں رتبہ برتر ہے
کلامِ حق تعالے سے یہ ثابت ہی یہ اظہر ہے
شفاعت عاصیوں کی آپ کی نوکِ زبان پر ہے
محمد قاسمِ کوثر شفیعِ روزِ محشر ہے

مرے کہنے پہ کیا ہے آزمائے جسکا جی چاہے

مبارک مشرکون کو ہو بیان دنیا کی زرداری
ہمیشہ دولت ایمان سے دیندار کو ہی شاہی

کسی سے جز خدا ہرگز نہین ہے التجا اپنی
مریض مال و زر کو دو خبر فیض مسیحا کی

کہ اُس سے ہے شفا خانہ در آئے جبکا جی چاہے

عجب کیا مشرکون کے آج باطل سارے دعوے ہون
گزارینگے سند تثلیث کی تردید مین لاکھون

مُجتبیٰ غم سے اے تحصیل ہمنے کمدیا برون
الوہیت کے درجے سی بری تثلیث ہی کو سون

صداقت اوسکی اے غم ہمسے پالی جبکا جی چاہے

دیگر

باعث رحمت ہین حضرت ماسوا کے واسطے
موجب بخشش ہوئے اہل خطا کے واسطے

پہنچون تا اوس آستان تک التجا کیواسطے
اے فلک لیچل مدینہ کو خدا کے واسطے

دل تڑپتا ہے حبیب کبریا کیواسطے

الفت احمد مین آخر خاتمہ اچھا ہوا
شکر حق مُنہ سے ادا کلمہ ہوا وقت قضا

پھر یہ اپنی شفاعت کی سند پر ہو گیا
اِس جہان سے لیچلے ہین داغ عشق مصطفیٰ

اور اب کیا چاہیئے روز جزا کیواسطے

ہین ادا سے وصف مین مجبور اہل آسمان
اور ہے اِس امر مین عاجز زبان انس و جان

مدح ممدوح خدا کیا ہو سکے مجھسے بیان
لائے یہ بندہ کہان سے حق تعالیٰ کی زبان

احمد مرسل تری وصف و ثنا کے واسطے

ختم ہے تمپر شفاعت اے شہ دنیا و دین
سب گنہگارونکو بخشش کی امیدین تمسے ہین

اہل عصیان کو ذرا اندیشۂ عصیان نہین
جب سے تمکو سن لیا ہے رحمۃ اللعالمین

کسقدر بیباک ہین عاصی خطا کیواسطے

شاہد گلزار ایمان کے لئے زیور درود
بلبل دل کا ہے میرے نغمۂ خوشتر درود

گل مہک اُٹھے ہزارون شوق سے سنکر درود
باغ مین جاکر پڑا جب روح احمدؐ پر درود

کھل گئے غنچوں کے منہ صل علی کیواسطے

درد و غم رنج و الم سب کچھ گئے ہیں دل نے بھول
بعد مردن ہو کے بیتابی سے کچھ خاطر ملول
اسقدر نعت محمد سے ہوئی راحت حصول
گور کی گرمی سے جب گھبرایا مداح رسول
کھل گئی جنت کی کھڑکی بس ہوا کیواسطے

حشد کو تحصیل پڑھ کر نعت ختم المرسلین
عقدۂ وحدت سے کیم چپ رہ گفتگو کی جا نہیں
لینگے خالق سے صلہ میں باغ فردوس برین
میم احمد کے نکرنا راز کو افشا کہین
بند کر اے لطف منہ اپنا خدا کیواسطے

خمسہ بر غزل استادی حضرت داغ دہلوی

ہے چشم عنایت سبھی پہ تیری سلطان الہند غریب نواز
ہر حال یہی ہے عرض مری سلطان الہند غریب نواز
مجھ پر بھی نگاہ لطف کبھی سلطان الہند غریب نواز
یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

ہی جوش غم کا سخت تلاطم گم کردہ خرد ہوں ہوش ہیں گم
نظروں سے گرائے ہیں مردم گم کردہ خرد ہوں ہوش ہیں گم
امواج ہی گویا بحر قلزم گم کردہ خرد ہوں ہوش ہیں گم
آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ خرد ہوں ہوش ہیں گم
دشمن ہیں پئے آزار ہی سلطان الہند غریب نواز

کیا کیا نہ مصیبت دل پہ پڑی تکلیف سہی کیسی کیسی
کس سے میں کہوں جو کچھ گزری تکلیف سہی کیسی کیسی
بس جاتا ہی میرا ہی جی تکلیف سہی کیسی کیسی
فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی دادرسی سلطان الہند غریب نواز

کب تک سہوں یہ ایذا دزرات کے غم نے گھیر لیا
سامان خوشی کچھ بھی نہ رہا دزرات کے غم نے گھیر لیا
نالاں و پریشاں ہوں شاہا دزرات کے غم نے گھیر لیا
منہ عیش و طرب نے پھیر لیا دزرات کے غم نے گھیر لیا
سب دور ہوں میرے رنج دلی سلطان الہند غریب نواز

ہوا داغِ چراغِ خانۂ عشق اور جان ہو میری پروانۂ عشق
بیخود یہ بنے دیوانۂ عشق سب مجکو کہین مستانۂ عشق
روشن ہو مرا کاشانۂ عشق اے شمعِ رخِ جانانۂ عشق
دل اور جگر خمخانۂ عشق آنکھین ہون مری پیمانۂ عشق
اے عاشقِ رازِ خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

باقی نہ رہے اب کوئی غم سب دور ہون میری رنج و الم
بیٹھا ہون تیرا ہی دم ہر دم ڈھگے در گہ ڈالا ہین کیا کم
ہو جاؤن ترا سگ ہین خرم نزدیک نہ پھٹکے درد و غم
لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اسد سگ ہی قسم
آیا ہون پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

مداح تمہارا ایک جہان ہین ہیچمدان تم پر قربان
اللہ غنی وہ رفعتِ شان ہین ہیچمدان تم پر قربان
کیا منہ ہے مرا کہولون جو زبان ہین ہیچمدان تم پر قربان
کیا میری زبان کیا میرا بیان ہین ہیچمدان تم پر قربان
کہتے ہین ملک بہی ہمکو یہی سلطان الہند غریب نواز

تحصیل مصیبت جو کچھ ہی تمسے نہ کہی تو کس سے کہے
کس طرح کوئی دن رات جلے تمسے نہ کہے تو کس سے کہے
سوزان و طپان کب تک یہ رہے تمسے نہ کہے تو کس سے کہے
یہ داغ کہا تک رنج سہے تمسے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آلِ نبی اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

بر غزل خواجہ آتش

جب اڈتے ہستی سے ہم وہ ولولہ جاتا رہا
ایک دم کے ساتھ سب کچھ حوصلہ جاتا رہا
خاتمہ بالخیر ہر اک شغلہ جاتا رہا
توڑ کر تارِ نگاہ کا سلسلہ جاتا رہا
خاک ڈال آنکھون مین میرے قافلہ جاتا رہا

عمر بہر اِس بے وفا کا مین نے کہینچا انتظار
ای اجل تو ہی بنا دے جز کفن کے ایکبار
مرتے دم تک آرزوے وصل مین تہا بیقرار
کون سے دن ہاتھ مین آیا میرے دامان یار
کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا

دشت مین لٹتے رہے ہم وحشیو نکی زندگی
شاہ وحشت نے کسیکی کچھ تلاشی ہی نہ لی

عیب پوشی بد معاشون کی مگر ہوتی رہی
خار صحرا ے جنون پر تہمت دزدی نہ کی
پاؤن کا مجنون سے کیا گیا آبلہ جاتا رہا

خویش و رشتہ دار ساری طعنہ زن ہین اسقدر
ناک مین دم آگیا جینا ہوا ہے دردسر
غیر بھی روتے ہین حالِ زار میرا دیکھکر
دوستون سے اسقدر صدمے ہوئی ہین جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا

دشتِ پیمائی مین وحشت نے دیا یہ زور بس
پائے آہو شل ہین مری دوڑ مین اے ہمنفس
گرد پا تک باد کو تحصیل کب ہو دسترس
جب اُٹھایا پاؤن آتش مثل آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

خمسہ بر غزل حضرت امیر مینائی

سر عزیز جان ہے کسے دون کسی نہ دون
ہے جان تو جہان ہے کسے دون کسے نہ دون
تشویش درمیان ہے کسے دون کسے نہ دون
شمشیر ہے سناہی کسے دون کسے نہ دون
اِک جانِ ناتوان ہے کسے دون کسی نہ دون

نگران اُدہر رہا ہے ادہر ہے سگِ حبیب
خواہان ادہر رہا ہے ادہر ہے سگِ حبیب
جویان ادہر رہا ہے ادہر ہی سگِ حبیب
مہمان اِدہر رہا ہے ادہر ہے سگِ حبیب
اِک مُشتِ استخوان ہے کسے دون کسی نہ دون

لایا ہے عشق بے سر و سامان مجھے یہان
اِس مفلسی مین کون مرا ہوگا مہربان
لالچ کا آشنا ہی ہر اِک اُسکا پاسبان
دربان ہزارون اُسکے یہان ایک نقدِ جان
مال اسقدر کہان ہے کسے دون کسے نہ دون

اِس کشمکش کا باغ مین مخبر کھلا سبب
معلوم ہو چکا کہ ہے اک ماجرا عجب
قسمت لڑے گی کسکی نگر دیکھنا ہے اب
بلبل کو بھی ہے پہولون کی گلچین کو بھی طلب

حیران باغبان ہے کسے دون کسے نہ دون

کس کس نے اوس پری پہ نہ کی اپنی جان نثار
اوسکی طلب مین کون نہین آج بیقرار
تیغِ نگاہِ مست سے لاکھون حسین دلفگار
شہزادی دختِ رز کے ہزارون ہین خواستگار
چپ مرشدِ مغان ہے کسے دون کسے نہ دون

سن سنکے خواہشون کو وہ خود ہو گیا عجب
ہر کوئی چاہتا ہے کہ ہو جاؤن لب بلب
کہتا ہے جی کے جی ہی مین یہ کیا ہوا غضب
یارون کو بھی ہے بوسہ کی غیرون کو بھی طلب
ششدر وہ جانِ جان ہے کسے دون کسے نہ دون

تحصیل میرے پاس یہ تحفہ ہے بینظیر
یہ شوخ بتون کے پاس زیادہ ہے دلپذیر
اللہ کے کرم سے غنی ہی ہے یہ فقیر
دل مجھسے مانگتے ہین ہزارون حسین امیر
کتنا یہ ارمغان ہے کسے دون کسے نہ دون

دیگر خمسہ

برگِ گل لب ہین تجھے غنچہ دہان کہتے ہین
زلف کو سنبلِ گلزارِ جنان کہتے ہین
آنکھ کو نرگسِ شہلا مری جان کہتے ہین
رخ کو گل قد کو ترے سروِ روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے اے جانِ جہان کہتے ہین

ایک مدت اسی آزار سے بیمار رہا
بلکہ بقراط و فلاطون نے بھی دیکھا بھالا
درد کو مرے نہ ان چارہ گرون نے سمجھا
مرضِ عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

نسبت رخ کی رہی ماہ کو ہر چند امید
انکی نظرون مین ہے کیا جلوۂ ابر خورشید
شاعرون نے نہ کی منظور یہ تشبیہ بعید
زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
گل کو انگارے و سنبل کو دھوان کہتے ہین

جلد اودہر جا کے تو کر قصد ادہر کا قاصد
منتظر ہون مین بہت اوسکی خبر کا قاصد

پر نشان یاد رہے یار کے در کا قاصد
یون پتا پوچھیے اوس حور کے گہر کا قاصد

کسکے کوچے کو گلستانِ جنان کہتے ہین

شہ مردانکا یہ تحصیل ہی حامد اے رند
پاک تقریر سے خوش ہوتے ہین عابد اے رند

کشتۂ خنجرِ غم ہے دلِ فاسد اے رند
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد اے رند

اس لیے لوگ مجھے سیفِ زبان کہتے ہین

دیگر خمسہ

تنکے چنتے ہوئے پہرتا رہون بن بن کب تک
خس و خاشاک سے بہرتا رہے دامن کب تک

زیر بار اپنے رہین یون سر و گردن کب تک
جمع کرنے کے لئے بیٹھا رہون خرمن کب تک

راہ دیکھون تری برقِ شرر افگن کب تک

یاد اے دل رہے دنیا ہی عجب جاے فنا
جز خدا اور رہیان کب ہے کسی شے کو بقا

نامیون کا کہین باقی نہ نشان تک ہوگا
بے نشان نام بہی ہوجاے گا اکدن اپنا

خاک ہوگا نہ یہ سنگِ سرِ مدفن کب تک

دیر کی تجہکو قسم اور کلیسا کی قسم
اپنی ملت کی قسم مذہبِ ترسا کی قسم

رام کی بہی ہے قسم اور ہے سیتا کی قسم
سچ بتا دیکہ کے پوتی تجہے گنگا کی قسم

وصل اوس بت کے حرا ہوگا برہمن کب تک

جان کا خوف کسی عاشقِ جانباز کو کیا
یہ تو مرنے کو بہی کہتے ہین وصال اپنا ہوا

یون دلاسہ مجہے دیکر دلِ شیدا نے کہا
سرِ بکف کوچۂ دلدار مین چل ڈر کیسا

عشق بازی ہے یہ اندیشۂ دشمن کب تک

لڑکپنی گذری جوان ہوگئے صاحب اب تو
فعل نادانی سے باز آؤ مری جان دیکہو

ہوش مین آئے ہو طفلی کی شرارت چھوڑ دو — قدر عشاق کرو لہو لعب ترک کرو
سبزہ آغاز ہوا رخ پہ لڑکپن کب تک

سوچ لو خوب سمجھ لو میرا کہنا مانو — ورنہ پچتاؤ گے یہ دن نہ رہین گے سن لو
چاندنی چاند کے ہی ساتھ ہے لازم دیکھو — چار دن حسن کے عالم کو غنیمت جانو
چند روزہ ہے مری جان یہ جوبن کب تک

ایک صورت پہ ہمیشہ نہین رنگ عالم — ہے زمانہ مین تغیر و تبدل دم دم
دیکھ لو بدر ہوا جاتا ہے دن دن کم کم — عارضی حسن کا ہوتا ہے دگرگون عالم
چاند سے چمکین گے رخسارہ روشن کب تک

کشتہ الفت کے تڑپتے ہین تہ خاک ابھی — کچھ دعا کیجیے تم انکے لیے تسکین کی
تا انہین عالم ارواح مین حاصل ہو خوشی — فاتحہ کے تو لیے چلیے مزارون پہ کبھی
رنج ہو پہنچے شہدا کو تہ مدفن کب تک

بت پرستی کا ہے ان روزون زیادہ دستور — جا بجا دیر و کلیسا ہین جہان مین معمور
شاد کفار ہین تحصیل مسلمان رنجور — رہنما اب جلد کہین مہدی دین کا ہو ظہور
ہم سنین نالۂ ناقوس برہمن کب تک

دیگر

صورت آئینہ ششدر ہو ارادہ کیا ہے — صاف خاطر ہے مکدر سبب اسکا کیا ہے
نہ تبسم نہ تکلم اجی ایسا کیا ہے — شکل تصویر ہو خاموش تماشا کیا ہے
بیٹھے بیٹھے کہیں جاتے ہو یہ نقشا کیا ہے

شامت آئی کہ حسینون پہ طبیعت آئی — مجھکو اک خلق نے انگشت نما بنوائی
ہائے اس عشق مین کیا کیا نہ ہوئی رسوائی — کوئی دیوانہ بتاتا ہے کوئی سودائی

اِن پریزادون نے آخر مجھے سمجھا کیا ہے

سحر ہے سحر ہے اوس شوخ کی چتون مین بہرا
کام ایک ایک نگاہ کرتی ہے سو افسون کا
پتلی اوس چشم کی ہے جادو کے پتلے سے سوا
اونکی آنکھون کا یہ ایما ہے کہ جادو کیسا

لب یہ کہتے ہین کہ اعجازِ مسیحا کیا ہے

یار نے طور پہ پردے سے ہوا کب باہر
مگر اک پرتوِ نور اوسکا ہوا تہا ظاہر
اوس تجلی پہ ہوئی آپ کی حالت دیگر
ایک ہی جلوہ سے بیخود ہوئے غش مین آکر

تمنے اے حضرت موسیٰ ابہی دیکھا کیا ہے

راتین ہم کاٹتے ہین ہجر مین تارے گن گن
ہاے وہ مہ نظر آیا نہین اب تک اک دن
ایسے دیوانون کا تحصیل خدا ہے ضامن
دل تو دیتے ہو پری زادون کو نادر لیکن

یہ تو فرماؤ کہ الفت کا نتیجا کیا ہے

دیگر

چاند سے عارض جو یاد آئے تمہارے رات کو
ایک سالوٹا ہے انگارون پہ بیچارے رات کو
شعلے آہون کے اوٹھے جو ہماری رات کو
جڑہ گئے کچہہ میرے نالون سے شرارے رات کو

آسمان پر ہوگئے وہ چند تارے رات کو

غل مچایا شب جو اُس کوچہ مین یہ عجب کیا
وہ بت نازک طبیعت یک بیک گہبرا گیا
چڑہ گئی تپ خوف کے مارے علاج اسکا ہے کیا
سنکے میرے نالۂ شبگیر کو ایسا ڈرا

سینے اوس محبوب پر صدقے اوتاری رات کو

سامنے اوس شمع رو کے آپ کو لاتا نہین
گوشۂ تاریک مین پنہان ہون وہ پاتا نہین
دیکہنے کا اُسکے قابو تا سحر جاتا نہین
وہ نظر آتا ہے مجکو مین نظر آتا نہین

خوب کرتا ہون اندہیرے مین نظارے رات کو

تم نظر اپنی بچا کر یار جاتے ہو تو کیا ... سامنے آتے ہوئے مُنہ کو چھپاتے ہو تو کیا
اب لڑانے سے نگاہین باز آتے ہو تو کیا ... دِل چُرا کر اب مجھسے تم آنکھین چُراتے ہو تو کیا
چور بنکر آؤن گا گھر مین تمہارے رات کو

اوسکی صحت مین منجم فکر سے بیمار ہین ... سیکڑون تقویم ناکارہ ہین اور بیکار ہین
کیا شمار اختر شناسو نکا کہ وہ ناچار ہین ... تھا فلک حیرت مین یہ ثابت ہین یا سیار ہین
کل جو تیری کفش کے چمکے ستارے رات کو

مثل سنبل ہے پریشان رات دن میرا خیال ... کر دیا اوس گل نے باغ عشق مین اچھا نہال
انتظارِ وصل مین گذرے ہین خالی ماہ و سال ... طول آرائش نے رکھا مجکو محروم وصال
شام سے تا صبح بال اوسنے سنوارے رات کو

اِسلئے اے دوست تیرا ذکر پنہان دلمین ہے ... دشمنِ بدخو کہین سُنکر نہ راز افشا کرے
کان تک پہنچے نہ اے تحصیل اس منحوس کے ... خوف آتا ہے رقیب بوم سیرت سن نہ لے
نام لیکر کیا تجھے ناسخ پکارے رات کو

دیگر

دربیان مصیبت امام ہمام علیہ السلام

زخم شہیدان ہین گل زیبائے کربلا ... اِک لالہ زار خون سے ہیہائے کربلا
کیا کوئے اور رتبۂ بالائے کربلا ... باغ جنان ہے مجرئی صحرائے کربلا
رضوانِ خلد بلبلِ شیدائے کربلا

کھینچی ہے وحشت غم آقائے کربلا ... دامان ہے بدستِ تمنائے کربلا
رو کے سے بھی رُکے کہین والائے کربلا ... دوڑا ہی جاؤن گا سوئے صحرائے کربلا
سر پر مرے سوار ہے سودائے کربلا

غربت مین اک یہ دشت ہی مشہور خلق تہا
کچھ ایسا مرتبہ اُسے اللہ نے دیا
تاحشر اب مقام شہ شہدا ہوا
مشہد بنا حسین علیہ السلام کا

مومن کو اب ہو کیون نہ تولائے کربلا

جتنا غم اس جہان مین کہا ئینگے شہ کے دوست
آنکہون سے خون دل جو بہائینگے شہ کے دوست
اجر و ثواب اتنا ہی پائینگے شہ کے دوست
محشر مین سرخرو نظر آئینگے شہ کے دوست

کس رنگ مُنہ دکہائینگے اعدائے کربلا

باقی نہ رکہا پیاس نے کچھ آب و تاب بہی
افسوس ظالمون نے بُرا سے تو آب بہی
نصف النہار مین تہا گلا آفتاب بہی
پینے دیا نہ ساقی کوثر کو آب بہی

اعدا تہے خیمہ زن لب دریائے کربلا

کیا کہئے ہائے کیا کیا ہوا ظلم شاہ پر
ہر دم نیا ستم تہا نیا ظلم شاہ پر
بہوک اور پیاس مین بہی رہا ظلم شاہ پر
ابن زیاد کم نہ کیا ظلم شاہ پر

تہا حاکم ستم آرائے کربلا

ہو چاک دست ظلم سے عابد کا پیرہن
چادر حرم سے چہین لین اور ہون وہ بے وطن
گردن مین طوق آپ کے بازو پہ ہو رسن
ہیہات دفن شاہ کا لاشا ہو بے کفن

ٹکڑے ہو کیون نہ دامن صحرائے کربلا

سینہ مین دمبدم یہ جو ہے سوزش الم
اظہار غم مین آنکہین ہین دونون ہمیشہ نم
شاید دل حزین ہے مرا مبتلائے غم
رحمت خدا کی دیدہ تر پر ہو دمبدم

یہ ہین غم امام مین سقائے کربلا

ٹکڑے ہین میرے دل کے بجائے غذا مجہے
جنت کی نعمتون کی بہی خواہش ہو کیا مجہے
اور جائے آب خون جگر ہے ملا مجہے
اب تک اے اہل خلد نہین اشتہا مجہے

کہایا ہون اسقدر غم مولائے کربلا

ریحان سبز زہر ہے بالکل نہ دے مجھے ‏ ‏ سم یہ بھی میرے حق مین ہے سنبل نہ دے مجھے
دہوکا نہ دے فریب نہ دے جل نہ دے مجھے ‏ ‏ تکلیف سیر باغ کی بلبل نہ دے مجھے
شیدائے کربلا ہون مین شیدائے کربلا

لاکھون ہزارون حسرتین جو میرے دل مین تہین ‏ ‏ پوری خدا کے فضل سے وہ سب کی سب ہوئین
ہان پہر مراد دل کی بجز اُسکے کچھ نہین ‏ ‏ **تحصیل** آرزوئین تمامی نکل چکین
باقی ہے ایک اور تمنائے کربلا

ایضاً

قیامت جوش غم ہے صور محشر شور ماتم ہے ‏ ‏ تہ و بالا زمانہ ہے دگرگون رنگ عالم ہے
جہان مین جا بجا سامان درد و غم فراہم ہے ‏ ‏ ہر اک جا بزم ماتم ہے ہر اک گہر خانۂ غم ہے
سلامی آج شاید ہفتم ماہ محرم ہے

خدا کا پاک بندہ یعنی ابن حضرت زہرا ‏ ‏ لعینون نے اُسے صد حیف ناحق قتل کر ڈالا
اُٹھے اکبار جوش غم سے سب انس و ملک چلا ‏ ‏ زمین و آسمان مین شور ماتم ہوگیا برپا
قتیل کربلا کا دو جہان مین آج ماتم ہے

کہین خضر و سکندر صورت آئینہ حیران ہین ‏ ‏ کہین زندان غم مین یوسف و یعقوب نالان ہین
کہین بیتاب سوز دل سے داؤد و سلیمان ہین ‏ ‏ غم سبط نبی مین انبیا سارے پریشان ہین
طپان ہین آدم و حوا تو گریان ابن مریم ہے

دکہا کر تشنگی اصغر کی تہوڑا آب جو مانگا ‏ ‏ عوض پانی کے اعدا نے غضب تیرونکا منہ برسا
لگا جب تیر اصغر کو تو چلا کر لہو اُگلا ‏ ‏ حرم سے حال اصغر شاہ نے رو کر یہ فرمایا
گلے مین تیر ہے لب ہلتے ہین باقی کچھ اکدم ہے

رہے ہے جسکو ہمیشہ خیر خواہی سے ہوائے خلق ‏ ‏ دعا ہے پاک سے جسکی کہ رد ہو کل بلائے خلق
قیامت کو جو بخشا دی خدا سے سب خطائے خلق ‏ ‏ در دولت سرا جس شہ کا ہو دار الشفائے خلق

ستم ہے اوسکے زخمون پر نہ پٹی ہے نہ مرہم ہے

بحال اس غم مین رکہا جسنے اشکونکی روانی کو
ترقی دی اوسی نے آخرت کی زندگانی کو
قیامت مین وہ ترسین گے کبہی ہرگز نہ پانی کو
جو روے یاد کرکے شاہ کی تشنہ دہانی کو
محبانِ حسینؑ پاک کو محشر مین کیا غم ہے

جو روے حبِ سبطین نبی مین صاحب ایمان
وہ دہوے اشک کے پانی سے اپنا دفتر عصیان
ہمیشہ ماتمِ آلِ محمدؐ ہی مین رہ گریان
نکر اندیشۂ فردا تو ہرگز اے دلِ نالان
غمِ شبیرؑ سے تحصیل تو محشر کا کیا غم ہے

خمسہ نعتیہ

بر سلام فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

ہاے وہ مظلوم پیشِ ظالمان بیٹھے ہوئے
ظلم پر کرتے تہے فریاد و فغان بیٹھے ہوئے
بے سر و سامان زمین پر بے مکان بیٹھے ہوئے
اونکو مجرا تہے جو زیر آسمان بیٹھے ہوئے
بہوکے پیاسے بے وطن بے خانمان بیٹھے ہوئے

پیاس مین اور بہوک مین کیا کیا سہے جور و جفا
شکوۂ اعدا نہ نکلا مُنہ سے جز شکر خدا
مرحبا صد مرحبا صلِّ علےٰ صلِّ علےٰ
راہ تسلیم و رضا مین اہلِ بیتِ مصطفاؐ
صبر کا کرتے تہے باہم امتحان بیٹھے ہوئے

دوپہر کا وقت تہا آلِ پیمبر پر ستم
تابشِ خورشید سے لب اور زبان پر تہا نہ نم
دہوپ کی شدت ترقی پیاس کی تہی دمبدم
کہہ رہے تہے العطش جسوقت سب اہلِ حرم
سب کی سنتے تہے شہ کون و مکان بیٹھے ہوئے

ہاے کیا برپا کیا اہلِ غضب نے ظلمِ عام
رحم کا تو نام بہی ان کی زبان پر تہا حرام
شام تک کوفے سے لیکر تہی خوشی کی دہوم دہام
شورِ ماتم سُنکے اہلِ بیت کا سب اہلِ شام

شادیان کرتے تھے گھر مین شادمان بیٹھے ہوئے

فوج اعدا ہر گھڑی ہر لحظہ پاتی تھی خبر
شام سے تا کربلا پل پل مین آتی تھی خبر
غلطی ہوئے سے بھی رہ مین نہ کہاتی تھی خبر
کربلا سے شام تک دم دم کی جاتی تھی خبر
جابجا تھے ڈاک پر سب خطارسان بیٹھے ہوئے

گھر گئے جب لشکرِ اعدا مین سلطانِ امم
چلتے تھے چار و طرف سے تیر اور تیغ و دو دم
نعرۂ اللہ اکبر تھا زبان پر دمبدم
شاہ اسپر بھی اوٹھا دیتے تھے اعدا کے قدم
تیر تن پر دل پہ داغِ جانستان بیٹھے ہوئے

ہائے بیعت کے بہانہ سے بلا کر پُر دغا
آپ کو زخمون نے گھوڑے سے کیا جب دم جدا
کر دیا آراستہ اعدا نے میدانِ وغا
امتِ عاصی کے حق مین شاہ نے مانگی دعا
جانبِ قبلہ زمین پر نیم جان بیٹھے ہوئے

غل مچا قتلِ امام ماسوا پر اک بیک
کم نہین اہلِ زمین سے گریۂ اہلِ فلک
شورِ محشر ہو گیا برپا سما سے تا سمک
شاہ کے ماتم مین روئے رین بہت حور و ملک
دیکھنا جنت مین بھی ہونگے مکان بیٹھے ہوئے

جانتے تھے سب عدو اہلِ حرم کا افتخار
طے کرین منزل غلام افسوس ہو ہو کر سوار
ہائے اسیر بھی پیادہ پا چلائے بدشعار
وا دریغا دستِ عابد مین تو ہو اونکی مہار
اور اونٹون پر چلین کیہ ساربان بیٹھے ہوئے

با. شاہِ دین کو پروا دولتِ دنیا کی کیا
اونسے کیا مانگے تھے حضرت اور کیا چاہے بلا
کر رکھا تھا آپ نے اِن ظالمون کا کیا برا
کوفیون نے خود بلا کر یہ ستم برپا کیا
اپنے گھر تھے چین سے شاہِ زمان بیٹھے ہوئے

بیٹھے ہو **تحصیل** کس غفلت مین تم فوراً اوٹھو
کیا بھروسہ دم کا جو کرنا ہو وہ جلدی کرو
حضرتِ استاد کی خدمت مین خود جا کر کہو
حج زیارت کر چکے اب کربلا کو بھی چلو

داغ مدت ہوگئی نکو بیان بیٹھے ہوئے

خمسہ نعتیہ

بر سلام حضرت ظہیر دہلوی

جو گرفتارِ ستم ہو وہ سکن کیا جانے
ہائے غربت زدہ آرامِ وطن کیا جانے
قید ہی جور و جفا فرحتِ تن کیا جانے
راحت اسے مجرئی پابندِ محن کیا جانے
عندلیبِ قفس سیرِ چمن کیا جانے

چاہت آب میں جی ڈوب گیا ہو کے نڈھال
مانگنا پانی جو تھا ساقیِ کوثر او بال
پیاس پر اصغرؑ و اکبرؑ کی رہا شہ کو ملال
عرق آجاتا ہے غیرت کے سبب وقتِ سوال
طلبِ آب شہنشاہِ زمن کیا جانے

اک طرف عابدِ بیمار ستے تھامے دل کو
کیون نہ اس شور سے برپا ہو قیامت لوگو
اک طرف زینبؑ غمگین رہی بیتاب سی ہو
دست باندھے گئے کہتی تھی سکینہؑ رد رو
کب کھلے گی مرے ہاتھوں سے رسن کیا جانے

جب چلے خیمہ سی مقتل کو امامِ دارین
تھی بہت خواہرِ شبیر بھی او سدم بیچین
درِ خیمہ پہ حرم کرتے لگے شور و شین
کہتی تھی چھوٹے ہین عاشورہ کو زینبؑ سے حسینؑ
پھر ملے یا نہ ملے بھائی بہن کیا جانے

ہے جو منظور مجھے مدحتِ زلفِ شبیر
دامِ افکار سے چھوٹے نہ کبھی ہو کے اسیر
کیون نہ تحصیل مضامین ہون مسلسل تحریر
صید مضمون کرے احباب مین کہتا ہی ظہیر
مرتبہ شیر کا آہوے ختن کیا جانے

ایضاً

بر سلام بسمل

تھرائی زمین غل جو اٹھا کرب و بلا سے
اور کانپ گیا چرخ بریں آہ رسا سے
بیہوش دو عالم تھے غم ہوش ربا سے
کہرام ہوا حجرئی خیمہ مین بکا سے
شہ نعش پسر لائے جو میدان وغا سے

بیتاب ہو شہ خیمہ سے باہر نکل آئے
لب سوکھے ہوئے پیاس سے اصغر کی دکھائے
افسوس عدو جام شہادت ہی پلائے
بانو سے چھپائے ہوئے شہ گودی مین لائے
نعش اصغر معصوم کی دامان قبا سے

فرزندون کو اوس شہ کے قضا لوٹ گئی تھی
جمعیت خاطر تو جبھی پھوٹ گئی تھی
پہلے ہی سے امید ہر ایک چھوٹ گئی تھی
عباس کے مرنے سے کمر ٹوٹ گئی تھی
سیدھا نہوا جاتا تھا شاہ شہدا سے

سقائے سکینہ نے جو مشکیزہ اوٹھایا
اعدا نے اونہین جام شہادت ہی پلایا
جب چلتی ہوا نہر کی سوئے شہ والا
شہ کہتے تھے دل ٹکڑے ہی ہوتا ہے ہمارا
عباس کی بو آتی ہے دریا کی ہوا سے

صد مرحبا صد مرحبا فرزند پیمبر
امت کے لئے راہ خدا مین جو دیا سر
احسان نکیون آپ کا امت کے ہو سر پر
کچھ اور نہ تھا دھیان ہی شہ کو تہ خنجر
کرتے تھے دعا امت عاصی کی خدا سے

خود شیر نہ کسطرح سے ہو شیر کا بیٹا
بھوک اور پیاس مین جو رہا معرکہ آرا
غیرت کے سبب پانی نہ کفار سے مانگا
فرمایا کہ اب مجکو نہین پیاس کی پروا
اے ظالمون لب تر ہین مرے شکر خدا سے

ہوگی کسی تدبیر سے آسان نہ یہ مشکل
اس درد سے بیتاب ہے رہنے دو مرا دل
پروا نہین تحصیل شفا اگر نہو کامل
بیمار غم شاہ شہیدان ہے ہون بسمل
کسطرح نہو عشق بھی شاہ شہدا سے

خمسہ بر غزل قدسی رحمۃ اللہ

جب ہوا تیغ بکف وہ مہ عالی النسبی
کہا مریخ فلک نے پئے صد بوالعجبی
یعنی خورشید عرب ابن علیؑ سبط نبیؐ
مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ظلم کیا کیا نہ سہا وہ شہ والا حسبی
تین دن یوں ہی لڑا نام خدا سبط نبیؐ
ایک تو فاقہ کشی دوسری تھی تشنہ لبی
مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

روئے پرخون سے عیاں شاہ کے تھا یہ عالم
تڑپے کیوں کہ نہ روح مہ کنعان ہر دم
شفق آلودہ ہو جس طرح سے مہر اعظم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

شیفتہ صورت ذرہ نہو کیوں اک عالم
کہیے خورشید عرب اسکو یا ماہ عجم
شاہ کا روئے پرانوار تھا مہر اعظم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

شب معراج وہاں جو ترے نانا نے سنا
قتل کے بعد سر پاک نے قرآن پڑھا
ترے بابا کی تھی پردے سے جو آتی تھی صدا
نسبت نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

تھی ترقی پہ ادھر پیاس کی شدت ہیہات
شاہ کہتے تھے بصد شکر مجیب الدعوات
کردیا بند ادھر شمر نے دریائے فرات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

بند جب خواب عدم سے ہوئی چشم سرور
عرض کی عابد بیمار نے با دیدۂ تر

غم سے ہے زار و نزار آپ کا یہ نورِ بصر | چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

غم فرقت نے لگایا رگِ جان پر نشتر | میرے آقا کہین لینا ہے میری جلد خبر
رہے اسطرح غلام آپ کا کب تک مضطر | چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

رحم کر بندۂ تحصیل پہ یا ابن علیؑ | ذات پاک اے شہ دین رحمتِ عالم ہی تیری
تپِ عصیان سے ہے ناساز طبیعت میری | سیّدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

ایضاً

گر آرزو ہے خلد برین کی نوید کی | تقلید کیجیے دین مین پاک سعید کی
مدِنظر رضا ہے ربِ مجید کی | خواہش نہ مان مجرئی نفسِ پلید کی

کی ہے حسینؑ نے نہ اطاعت یزید کی

بگڑا ہے کچھ مزاج زمانہ کا اندنون | کیا کیجیے علاج زمانے کا اندنون
اُلٹا ہے کام کاج زمانے کا اندنون | برعکس ہے رواج زمانے کا اندنون

غم کے عوض خوشی ہے محرم مین عید کی

بازو ہوے فرات پہ شانے سے جب جدا | دانتون سے کام مشک اُٹھانے کا لے لیا
اعدا نے تیر مار کے پانی بہا دیا | مشکیزہ چھد گیا تو یہ عباس نے کہا

خالی ہوئی امید دلِ پُر امید کی

بیٹا تھا منع آلِ پیمبرؐ کو آب کا | آیا خیال بھی نہ لعین کو ثواب کا
تھا کیا گناہ سبطِ رسالت مآب کا | پیاسا جو کاٹا سر پسرِ بوترابؑ کا

مٹی خراب کیون نہو شہر پلید کی

شمر تن کو ساتھ لئے شاہِ شہدا — جامِ شہادت آپ نے کس شوق سے پیا
اللہ رے مراتبِ سلطانِ کربلا — لاشا ہی رن مین شاہ کا کچھ بے جلو نہ تہا
ہر ہر قدم پہ لاشس تہی اک اک شہید کی

شہرہ بہادرون مین اوسیکے ہے نام کا — تنہا مقابلہ جو کیا فوجِ شام کا
اللہ رے کلیجا امامِ ہمام کا — دل دیکھیے حسین علیہ السلام کا
حضرت نے نقدِ جان پہ شہادت خرید کی

جسنے کہ یہ بیان سنا پہلے رو دیا — رونے کے بعد پہر جو کہا تو یہی کہا
رحمت ہے تجپہ ذاکرِ حالاتِ کربلا — تحصیل ہے کلام کا انداز سب نیا
شہرت جہان مین کیون نہو طرز جدید کی

سلام

پہر فلک پر جو ہوا ماہِ محرم پیدا — مجبر لی پہر دلِ عالم مین ہوا غم پیدا
کیون نہ روئینگے محرم مین محبانِ حسینؑ — ہو جو اس ماہ مین اوس شاہ کا ماتم پیدا
کربلا سا نہوا ظلم کہین تا این دم — ہائے جب سے کہ ہوئی خلقتِ آدم پیدا
حاکمِ شام سے بیدین کی اونہین کیا پردا — جنکے گہر دین کی دولت ہو جو ہر دم پیدا
کی نبیؐ زادون نے بیعت جو نہ اوس ملعون کی — اسی باعث سے عداوت ہوئی باہم پیدا
خنجر و تیر بنائے ہین پئے قتلِ حسینؑ — اور حسنؑ کے لئے اعدا نے کیا سم پیدا
ظلم پر ظلم کیا کرتے تہے اہلِ باطل — کلمہ حق تہا لبِ شاہ سے پیہم پیدا
کب شہِ شام کی بیعت کو جہکے سر اوسکا — جسکی گردن نے کیا پیشِ خدا خم پیدا
قتل ہو جائین پہ بیدین کی اطاعت نہ کرین — کی یہ نیت دلِ سرور نے اوسی دم پیدا

مہرِ برجِ اسد اللہ ہوا رن مین نمود
ہو گیا دوسرا اک نیرِ اعظم پیدا

ہے وہ پیاس کہ ہون حلق و زبان و لب خشک
دیدۂ تر کے سوا ہو نہ کہین نم پیدا

کہتے تھے قتلِ عزیزون پہ یہ رو رو کے حسینؑ
ایک دل ہے یہ کس کس کا کرے غم پیدا

یہی کہتے ہوئے کفار سے شہ لڑتے تھے
راہ اللہ مین مرنے کو ہوئے ہم پیدا

نوریان پاتے تھے فردوس شہادت پاکر
ناریان کرتے تھے مر مر کے جہنم پیدا

سایہ جب شہ کا سرِ اہلِ حرم سے اٹھ جائے
کیون یتیمون مین نہو شورشِ ماتم پیدا

شور سے ماتمِ شبیرؑ کے عاشورے کے دن
دونون عالم مین تھا اک حشر کا عالم پیدا

اک قیامت تھا سکینہؑ کا یہ کہنا ہائے
حشر تک باپ کا بیٹی نے کیا غم پیدا

ایک عابد جو رہے آلِ نبیؐ سے باقی
تا ابد آپ کی اولاد ہو دایم پیدا

تم نے **تحصیل** نیا خوب کہا ہے یہ سلام
ایسے اشعار تو ہوتے ہین بہت کم پیدا

سلام

راہِ خدا مین شاہِ شہیدانِ کربلا
سر مجرئی دیا سرِ میدانِ کربلا

سر دے کے شاہ نے سرِ میدانِ کربلا
پایا خطاب شاہِ شہیدانِ کربلا

خلدِ برین ہے روضۂ سلطانِ کربلا
رضوان ہے آج مجرئی دربانِ کربلا

جنت صلہ مین لینگے ثناخوانِ کربلا
مقبول حق ہے مدحتِ سلطانِ کربلا

روحِ حسینؑ پاک ہے بوئے گلِ بہشت
دامان باغِ خلد ہے دامانِ کربلا

نسبت کسی چمن کو نہین اوسکی شان سے
گر کہیئے رشکِ خلد ہے شایانِ کربلا

سر گرم صبح شام حضوری مین انس و جن
اور رات دن فلک مین نگہبانِ کربلا

جس خاک سے خمیر ہوا ابن بوترابؑ
اونچی ہو آسمان سے کیون شانِ کربلا

نورانی اے فلک ہو گیون اب وہ سر زمین ۔۔۔ زہرا ع کا چاند ہے مہِ تابانِ کربلا

غربت مین ہو کے پیاسے ہی اہلِ غضب کے ہاتھ ۔۔۔ ہائے ہوئے شہید غریبانِ کربلا

نامرد اہلِ شام ہزارون حساب مین ۔۔۔ ستر دو تن شمار مین مردانِ کربلا

بحرِ ستم مین غرق ہوئی کشتی حسین ع ۔۔۔ تا حشر یادگار ہے طوفانِ کربلا

پانی دیا عدو نے نہ مہمان جان کر ۔۔۔ پیاسے ہی قتل ہو گئے مہمانِ کربلا

اہلِ حرم کے شور سے قتلِ امام پر ۔۔۔ گونج اوٹھے ہائے کوہ و بیابانِ کربلا

زینب ع سکینہ ع عابد ع و بانو ع بقیدِ ظلم ۔۔۔ بھیجے گئے ہین شام یہ نالانِ کربلا

برسے گی آگ تمپہ قیامت مین شامیو ۔۔۔ قہرِ خدا ہے آہِ یتیمانِ کربلا

تیر و سنان و تیغ و تبر اور سرِ حسین ع ۔۔۔ محشر مین ہوگا پیش یہ سامانِ کربلا

مصروف ہون جو مدح مزارِ امام مین ۔۔۔ کہتی ہے خلق مجکو ثناخوانِ کربلا

قربانی حسین ع اسی جا ہوئی قبول
تحصیل ہرن مین جان سے قربانِ کربلا

ولہ

سیرِ گلشن چاہیے کسکو سوائے کربلا ۔۔۔ مجرئی تسلیم کی دل نے ہوائے کربلا

ہے فضائے روضۂ رضوان فضائے کربلا ۔۔۔ ہے نسیمِ خلد اے بلبل ہوائے کربلا

دولتِ قربِ الٰہی ہو گئی اونکے نصیب ۔۔۔ آ گئے ہین جو تہِ ظلِ ہمائے کربلا

جسقدر درکار ہو خونِ جگر حاضر ہے لو ۔۔۔ ہان مگر دونگا نہ اے حور حنائے کربلا

ہو بپا طوفانِ محشر تو بلا سے اون کو کیا ۔۔۔ ہین عزیزِ رحمتِ حق آشنائے کربلا

ایک لحظہ خوش رہین اتنی کہان فرصت انہین ۔۔۔ مبتلائے غم ہین ہر دم مبتلائے کربلا

صبح ہوتے ہی سرِ شبیر پہ نازل ہوئی ۔۔۔ فوج شاہِ شام کی بنکر بلائے کربلا

قتل و خون وہ بھی شفیعِ حشر کے فرزند کا ۔۔۔ پھر شفاعت چاہین کیا اہلِ خطائے کربلا

اکبر و اصغر سے تا ابن حسن و پسرِ حسین
راہِ حق مین ہو گئے ہائے فدائے کربلا

مالکِ انصاف کے آگے بیان ہو جائیگا
خود زبانِ تیغ سے سب ماجرائے کربلا

حشر کو ہو گا روان بہرِ شہادت شامیو
بارطہ سے خنجر کے خونِ بادشائے کربلا

چھینی ظالم نے ردا بالون سی رخ اپنا چھپائے
ہائے یون پردا کیے اہل حیائے کربلا

طاقتِ اظہار ہے ہائے نہ تابِ ذکر ہے
کس زبان سے ہو بیان جور و جفائے کربلا

حاملانِ عرش اپنا تھام لیتے ہین جگر
اسقدر ہے دردناک اے دل صدائے کربلا

سنتے ہی سنتے اڑے جاتے ہین اے تحصیل ہوش
کچھ عجب پُر درد و غم ہے ماجرائے کربلا

ولہ

باغِ جنان ہے مجرئی صحرائے کربلا
رضوانِ خلد بلبلِ شیدائے کربلا

دوڑا ہی جاؤن گا سوئے صحرائے کربلا
سر پر مرے سوار ہے سودائے کربلا

محشر مین سرخرو نظر آئینگے شہ کے دوست
کس رنگ منہ دکھائینگے اعدائے کربلا

پینے دیا نہ ساقیِ کوثر کو آب بھی
اعدا تھے خیمہ زن لبِ دریائے کربلا

ابنِ زیاد کم نہ کیا ظلم شاہ پر
موذی تھا حاکمِ ستم آرائے کربلا

افسوس دفن شاہ کا لاشہ ہو بے کفن
ٹکڑے ہو کیون نہ دامن صحرائے کربلا

رحمت خدا کی دیدۂ تر پر ہو دمبدم
ہین یہ غمِ امام مین سقائے کربلا

تکلیف سیرِ باغ کی بلبل نہ دے مجھے
شیدائے کربلا ہون مین شیدائے کربلا

تحصیل آرزوئین تمامی نکل چکین
باقی ہے ایک اور تمنائے کربلا

ایضاً

پھر ہوئی جو رویتِ ماہِ محرم اندنون
ہائے گھر گھر ہو رہا ہے شاہ کا غم اندنون
کیون نہ اے ماہِ محرم خاک اوڑائین سر پہ ہم
آہ رضوان سے ہوئی ہے گرم جنت کی ہوا
انبیا سارے پریشان ہین غمِ شبیرؑ مین
شاہ کی تشنہ دہانی کس زبان سے ہو بیان
سوز ہے نالہ ہے درد غم ہے اور رنج دالم
رات دن آٹھون پہر رہتا ہے کچھ رونے سے کام

مجرئی دل پر پھرا پھر خنجرِ غم اندنون
آ رہی ہے جا بجا آواز ماتم اِن دنون
چھپ گیا مٹی مین وہ خورشید عالم اندنون
گریۂ مالک سے ہے ٹھنڈا جہنم اندنون
آدمؑ و حواؑ سے تا عیسیٰؑ و مریمؑ اندنون
پانی پانی ہے کلیجا لب پہ ہے دم اندنون
دل مین یہ سامان ماتم ہے فراہم اندنون
ماتمِ آلِ نبیؐ ہے اور ہین ہم اِن دنون

بیکلی ہے زندن تحصیل غم مین شاہ کے
کیون نہ سر ٹکرائینگے آٹھون پہر ہم اندنون

سلام دیگر

مجرائی غم حسینؑ کا کیونکر نہ ہم نکرین
اہل عزا حسینؑ کا ماتم نہ کم کرین
اِس جور اِس جفا کی بھی کچھ حد ہے ای فلک
عباس پانی نہر سے لین اور ستم شعار
سن سن کے شہ کی تشنہ لبی کی بیان کو
مہمان بلائین بھیج کے خط شہ کو کوفیان
لعنت مدام صبح و مسا شاہِ شام پر
جس صاف دل کو علم ہو کچھ دروغ سے
شانِ الٰہی باعثِ رحمت ہو جو نبیؐ

جب ساکنانِ عالمِ بالا یہ غم کرین
بہتر ہے جتنا ہو سکے اُتنا یہ غم کرین
سترہ دو تن پہ لاکھون یزیدی ستم کرین
ہائے غضب کہ آپ کے بازو قلم کرین ؛
آنکھون کو آبِ اشک سے ہم کیون نہ نم کرین
اور یہ سلوک کہ سرِ مہمان قلم کرین
تا حشر کیون نہ اہل عرب اور عجم کرین
جھوٹے خطوط اوسکو یہ کوفی رقم کرین
اور اوس کی آل پر یہ ستمگر ستم کرین

بے شبہہ ہے یہ موجب شادیٔ آخرت | پھر ہم غم حسین نکیون دمبدم کرین

دار السلام ہی ہے صلہ اِس سلام کا
تحصیل گر قبول امام الامم کرین

ایضاً

سلامی ہم غم آلِ نبی جو کھائے جاتے ہین | کہ آثار اپنی بخشش کے اِسی سے پائے جاتے ہین
دغا سے جھوٹی تحریرون سے بیعت کے بہانہ سے | سلامی کوفہ اب شاہِ زمن بلوائے جاتے ہین
پلائین حشر مین جو کوثر و تسنیم پیاسون کو | کہ وہ کربل مین پانی کے لیے ترسائے جاتے ہین
حیا کسطرح آتی ہائے بے دینانِ کوفے کو | جنہین ایمان نہین کب حق سے وہ شرمائے جاتے ہین
یہ کِن سترو دتن کے رعب سے کربل کے میدان مین | کلیجے سیکڑون کفار کے تھرائے جاتے ہین
روانہ ہوتے دم خیمہ سے رن کو کعبۂ دارین | کہا عابدؑ نے قبلہ مجکو کیا فرمائے جاتے ہین
شہادت پائے خویش و اقربا سب سامنے شہ کے | کہ حضرت آپ اب لڑنے کو تنہا ہائے جاتے ہین
ستم کے ابر مین چارونطرف سے گھر گئے ہین شہ | غضب اس پر عدو تیرون کا مِنہ برسائے جاتے ہین
مقامِ جنگ سے شہ لوٹ آتے ہین پئے تسکین | کہ جب اہلِ حرم خیمہ مین کچھہ گھبرائے جاتے ہین
الٰہی آج کا دن کم نہین روزِ قیامت سے | کہ سوے شام عابدؑ قید مین بھجوائے جاتے ہین

کہا ہے مختصر مین نے سلام اسواسطے تحصیل
بہت ہی اِس زمین مین قافیہ کم پائے جاتے ہین

ایضاً

خط جو گالون پہ حسینون کے عیان ہوتا ہے | مجرئی شام کے لشکر کا گمان ہوتا ہے
خون شہ کا گلِ لالہ سے عیان ہوتا ہے | گلستان جاتے ہی مجکو خفقان ہوتا ہے

پانی پانی جگر و دل مرے ہو جاتے ہین — شاہ کی پیاس کا جسوقت بیان ہوتا ہے

ناتوان کرتی ہے جب عابد بیمار کی یاد — مجکو یہ تار نفس بار گران ہوتا ہے

مر جا راہ خدا مین جو دیا سر اپنا — اسقدر کوئی سخی مرد کہان ہوتا ہے

شہ سے شب بھر یہی کہتی رہی کربل مین قضا — لشکر شام دم صبح یہان ہوتا ہے

خون اکبر مجھے یاد آتا ہے اے چرخ کہن — بے گنہ قتل اگر کوئی جوان ہوتا ہے

سب پہ شام ہین انجم شب ماتم مین مجھے — شفق چرخ پہ کربل کا گمان ہوتا ہے

ہاے یاد آتا ہے **تحصیل** جب ابروے حسین
خنجر غم دل نالان پہ روان ہوتا ہے

ولہ

قیامت جوش غم ہے صور محشر شور ماتم ہے — سلامی آج شاید ہفتم ماہ محرم ہے

غم سبط نبی مین انبیا سارے پریشان ہین — طپان ہین آدم و حوا تو گریان ابن مریم ہے

جو روے یاد کر کے شاہ کی تشنہ دہانی کو — محبان حسین پاک کو محشر مین کیا غم ہے

زمین و آسمان مین شور ماتم ہو گیا برپا — قتیل کربلا کا دو جہان مین آج ماتم ہے

حرم سے حال اصغر شاہ نے رو کر یہ فرمایا — گلے مین تیر ہے لب ہلتے ہین باقی کچھ اک دم ہے

تہ و بالا زمین و آسمان ہین شور ماتم سے — غم آل نبی مین دو جہان کا ایک عالم ہے

دم بسمل یہ حالت ساقی کوثر کی ہو صد حیف — گلے پر تیغ ہے لب خشک ہین آنکھون مین کچھ نم ہے

در دولت سرا جس شہ کا ہو دار الشفاے خلق — ستم ہے اوسکے زخمون پر نہ پٹی ہے نہ مرہم ہے

نکر اندیشہ فردا تو ہرگز اے دل نالان
غم شبیر ہے **تحصیل** تو محشر کا کیا غم ہے

ایضاً

تلخی زہر وہ بیٹھا سا دہن کیا جانے
مجرئی سم کا مزا ہائے حسن کیا جانے

اخترِ فاطمہؑ پامالیٔ تن کیا جانے
مہر برجِ اسد اللہ گہن کیا جانے

خیمہ زن لشکرِ اعدا تھا لبِ نہر فرات
آب کرب و بلا میں شہِ تشنہ دہن کیا جانے

دشتِ غربت میں کیا لشکرِ اعدا نے شہید
لاش شاہِ شہدا گور و کفن کیا جانے

کبھی نکلا ہی نہ تو برجِ وطن سے جو چاند
تیری گردش کو وہ اے چرخِ کہن کیا جانے

کوفیوں کا تھا یہ پیغام کہ لائیں تشریف
چھل و دغا بازوں کی سلطان زمن کیا جانے

زن و فرزند ہوں جس شخص کے غربت میں تباہ
وہ غریب الوطن افسوس سکن جانے

خاک پر لوٹ کے زینبؑ نے کہا مقتل میں
لاش بھائی کی کہاں ہوگی بہن کیا جانے

صدمے قید اٹھے ہائے کہاں عابد سے
ناز و نعمت کا پلا رنج و محن کیا جانے

خنجرِ غم کا ازل سے میں ہوا ہوں گھائل
الیتام آہ مرا زخمِ کہن کیا جانے

حاسدِ گنگ کو تحصیل ہے کب لطفِ کلام
جو نہ گویا ہو وہ اندازِ سخن کیا جانے

ایضاً

سلامی اشکِ خون جاری نکیوں ہوں دیدۂ تر سے
جگر پر زخم ہے تیغ غمِ سبطِ پیمبر سے

میں روزِ حشر دور و کر غمِ شبیرؑ و شبرؑ سے
بہا دوں خرمنِ عصیاں کو سیلِ دیدۂ تر سے

تعلق ہو سلامی جبکو روزِ حشر کوثر سے
بجھے پیاس اسکی ہائے کربلا میں آبِ خنجر سے

ہوا گو یا کٹے پر بھی سر رشکِ کلیم اللہ
کلامِ حق رہا جاری زبانِ فیض گستر سے

بلا کر مہمان کئے سے شہ کو کوفیوں نے ہائے
ادا کی مہمانی کربلا میں تیر و خنجر سے

دمِ صبح قیامت صورتِ خفاش اہلِ شام
رہینگے منہ چھپائے آفتابِ روئے شبر سے

غضب ہے کربلا میں پیاس بھر پانی نہ وہ پائیں
کریں جو تشنگانِ حشر کو سیراب کوثر سے

گیا ظلم و ستم شہ پر نہ کم ابن زیاد افسوس
بہادر وہ ہین رحمت ہے خدا کی دمبدم اوپر
بلاتے یہ نہ کہتے تو نہ کسیکے لیے آتے
شمار اپنے غلامون مین سمجھے بھی یہ کیجیے آقا
ستم ہے بادشاہ دین کا لاشا بے کفن گڑجائے

سپہ بھیجی ہین اسنے سیکڑون لڑنے بہتر سے
بہتر تن لڑے کربل مین جو لاکھون کے لشکر سے
دغا کی کوفیون نے خود بلا کر آپ کو گھر سے
یہی معروض کی ہے حُر نے آکر ابن حیدر سے
غضب ہے اور اہل بیت ہون محتاج چادر سے

صلہ مین ماتم شبیر کے تحصیل روز حشر
ہم اک اک اشک کو بدلینگے سو سو جام کوثر سے

ولہ

مبتلا مجرئی دل جو غم شبیر مین ہے
آدمی کسلیئے بیفائدہ تدبیر مین ہے
کسکو شک مجرئی اوس شاہ کی توقیر مین ہے
جو مزا شاہ کی شیرینیٔ تقریر مین ہے
کاغذ مشق نہ کیونکر ورق مہر بنے
مہر برج اسد اللہ کا العدر سے نور
شاہ نے جام شہادت کو پیا یہ کہکر
پیاس خود کہتی تہی پانی کو تڑپ کر شہ سے
بن گیا سینۂ پُردرد میرا خانۂ غم
دیدہ و دل پہ ہون دن رات خدا کی رحمت
باعث شادیٔ عقبیٰ ہے یہ غم اوسکے لئے
حشر کو جائینگے جنت مین محبان حسین

خوش نصیبی سے یہ رحمت میری تقدیر مین ہے
مجرئی بس وہی ہوتا ہے جو تقدیر مین ہے
جسکے رتبہ کا بیان آیۂ تطہیر مین ہے
مجرئی کب وہ نبات و شکر و شیر مین ہے
وصف روے مہ زہرہ مری تحریر مین ہے
روشنی اتنی کہان ماہ کی تنویر مین ہے
روز قسمت سے یہ حصّہ میری تقدیر مین ہے
میری تسکین ہے آب دم شمشیر مین ہے
رات دن دل جو عزاداری شبیر مین ہے
یہ ہے گریان تو وہ نالان غم شبیر مین ہے
دل سے مصروف اگر ماتم شبیر مین ہے
باغ فردوس انہین اصحاب کی جاگیر مین ہے

شیر کے رعب سے بزدل ہون کیونکر شامی | ذوالفقار اسد اللہ کفِ شبیرؑ مین ہے
شہ نے رو کر کہا اکبرؑ سے دمِ رخصتِ جنگ | نوجوانی مین یہ مرنا تری تقدیر مین ہے
شامیو دو گے جواب اسکا خدا کو تم کیا | بے خطا پاؤن جو سجادؑ کا زنجیر مین ہے
نالہ آسکتا نہین دل سے نکلکر لب تک | اسقدر ضعف دلِ عابدِ دلگیر مین ہے
کہہ فقط طوقِ گلوگیر مین گردن ہی نہین | پاؤن بہی عابدِؑ بیمار کا زنجیر مین ہے
پیاس سے شاہ جو تڑپے تو شہادت نے کہا | آبِ خنجر سے کر پیاسے تری تقدیر مین ہے
ہائے ظالم نے کیا سجدے ہی مین قتل امام | کی نہ تاخیر کہ مظلوم ابہی تکبیر مین ہے
گرم پرواز یہ کہکر ہوئی جان اصغرؑ | کتنی سرعت سے کہ قاتل کے پرِ تیر مین ہے
شورِ غم سے شبِ عاشورا قیامت سے بپا | صورِ محشر کا اثر نالۂ شبگیر مین ہے

تاب سننے کی نہین بہرِ خدا ہو خاموش
درد **تحصیل** زیادہ تیری تقریر مین ہے

وله

خواہش نہ مان مجرئی نفسِ پلید کی | کی ہے حسینؑ نے نہ اطاعت یزید کی
برعکس ہے رواج زمانہ کا ان دنون | غم کے عوض خوشی ہے محرم مین عید کی
پیاسا جو کاٹا سر پسرِ بوترابؑ کا | مٹی خراب کیون نہو شمرِ پلید کی
مشکیزہ چہد گیا تو یہ عباس نے کہا | خالی ہوئی امید دلِ پر امید کی
اللہ رے صبر جور و جفا پر بہی شاہ نے | جز شکرِ حق نہ کی ہے شکایت یزید کی
اعدا نے ہائے پاسِ ادب ترک کر دیا | ہرگز نہ فکر کی ہے قریب و بعید کی
دل دیکہئے حسین علیہ السلام کا | حضرت نے نقدِ جان پہ شہادت خرید کی
یا شاہ سرمہ آنکہونکا ہو خاکِ کربلا | حسرت انہین ہے روضۂ انور کے دید کی

لاشا بھی رن مین شاہ کا بے جلوہ نہ تھا — ہر ہر قدم پہ لاش تھی اک شہید کی

بیمار و ناتوان ہو جو عابد سا یا خدا — کیا تاب لائے ہائے ذ قید شدید کی

تحصیل ہے کلام کا انداز سب نیا

شہرت جہان مین کیون ہو طرز جدید کی

ولہ

دم بدم تشنہ لبی سے تھا زبان پر پانی — مجری شہ کو پلائین نہ ستمگر پانی

غش ہوئے مانگ کے جب اصغرؑ و اکبرؑ پانی — ہو نہ کیونکر جگر ساقیٔ کوثر پانی

غم مین اوس بحر شہادت کے جو ہم روتے ہین — خون دل آنکھ سے بہ جاتا ہے بنکر پانی

کشش تشنگی شاہ کا جوہر دیکھا — تیغ سے صاف نکل آیا ہے باہر پانی

کیون نہ غیرت سے سما جائے زمین مین دریا — تکرے شہ کے جو سوکھے ہوے لب تر پانی

ہفتم ماہ محرم سے رہا عشرے تک — بند اوس شاہ پہ سہ روز برابر پانی

کٹ گیا بازو سے عباس لب نہر فرات — ہائے امید کہ جاؤن گا مین لیکر پانی

سیر تھے آب سے کربل مین ہزارون بیدین — نہ پئے ہائے مسلمان ہوتے پانی

خون سے خشک گلا شہ کا ہوا تر آخر — نہ ملا پر بجز آب دم خنجر پانی

بھید قدرت کا تھا پیاسا ہی کٹے شہ کا گلا — ورنہین خضر ہی خود ہو سے تجھے لیکر پانی

ہائے کربل مین کڑی دہوپ تھی ہنگام وغا — حملے پیاسون پہ عدو کرتے تھے پیکر پانی

پیاس پر صبر شہ دین کا جو بیان آتا ہے — غم سے ہو جاتا ہے میرا دل مضطر پانی

خالی ابریقون کو شہ دیکھتے ہین حسرت سے — آبخورون سے عدو پیتے ہین بھر بھر پانی

پانی پیاسون کو پلاتے ہین خدا کی راہ مین — ہائے اوس شہ کو پلائین نہ ستمگر پانی

سنجھی تشنگی شاہ کا سن سن کے بیان — مثل ادو نکے ہوئے جاتے ہین تہر پانی

ہاے جب خشک گلا کٹنے لگا سرورکا | ہوگیا شرم سے دم مین دم خنجر پانی
پانی پانی نہ ہو کیون شرم سے دریاے فرات | کربلا مین جو نہ ہو شہ کو میسر پانی
آب کربل مین ہو کیون ساقی کوثر کو نصیب | ہے مقدر مین جو تسنیم سا ابتر پانی
جب روانہ ہوے جنت کو شہ تشنہ دہن | حورین دوڑ آئین در خلد پہ لیکر پانی
سختی تشنگی شہ کے مضامین ہین سخت | لکھتے دم پیتے ہین رہ رہ کے سخنور پانی

یہی بیتابی دریا کا ہے موجب تحصیل
شاہ کے پاس جو آیا نہین لیکر پانی

قطعات تاریخ

چکیدۂ قلم جواہر رقم شاعر بے عدیل و بےنظیر جناب غلام عبدالقادر صاحب امیر تخلص منسبل کمشنر تریکرہ ملک میسور

کیا خوب لکھا دیوان تحصیل سخنور نے | جو دیکھ لیا اسکو آئینہ ساحیران ہے
دیوان نہین ہے یہ اک گنج معانی ہے | ہر حرف سخن اسکا یاقوت ہے مرجان ہے
ہر ایک غزل اسکی جذب دل عاشق ہے | ہر ایک سخن اسکا معشوق دل و جان ہے
کیونکر نہ کلام اسکا تعریف کے قابل ہو | لایق ہے سخنور ہے اک شاعر ذیشان ہے
تاریخ امیر اسکی لکھنے کا خیال آیا | ہاتف سے ندا آئی۔ تحصیل سخندان ہے ۱۳۱۸

ولہ ایضاً

کیون نہ تحصیل کو کہون اے امیر
ہے محمد کبیر اس کا نام
اہلِ فن اوس کا دیکھکر دیوان
مصرعہ مصرعہ ہے مصرعِ شمشیر

فخر کرناٹک و دکن ہے یہ
دوست میرا ہے ہم وطن ہے یہ
کہتے ہین صاحبِ سخن ہے یہ
شعر مین اوسکے بانکپن ہے یہ

عیسوی سال گلفشان ہو امیر
نغمۂ بلبلِ سخن ہے یہ
۱۹۰۰

ایضاً ہجری

کیون ہو دیوان چمن مستفیق تحصیل کا
طبع کا سال اے امیر یوچھتے ہی دفعتاً

باغ جہان مین ہے وہ نغمہ طرازِ سخن
بلبلِ دل نے کہا گلشنِ رازِ سخن
۱۳۱۸ھ

و لہ مکرر

رنگ مین اور ڈہنگ مین پہول مین اشعار سب
طبع کا سال اوسکے پہر مجہسے مکرر امیر

تحفۂ تحصیل ہے یا ہے یہ رشکِ چمن
بلبلِ دل نے کہا گلشنِ رازِ سخن
۱۳۱۸ھ

ولہ قطعۂ توصیفی

چشمِ بد دور بزمِ عالم مین
یہ وہ تحفہ ہے خود مصنف نے
نذر لے کر حسین یہ کہتے ہین
نہ عدیل اس کا ہے نہ کوئی نظیر
خوش نصیبی ہے اے امیر اپنی

جلوہ آرا ہے تحفۂ تحصیل
نام رکہا ہے تحفۂ تحصیل
کیسا پیارا ہے تحفۂ تحصیل
کیا کہون کیا ہے تحفۂ تحصیل
ہاتھ آیا ہے تحفۂ تحصیل

از نتیجۂ فکر سخن سنج و سخنور جناب بابو فیاض احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ اصغر جھنجھانوی مقیم تھانہ بھون تلمیذ حضرت امیر مینائی لکھنوی

طبع گشتہ کلام مشفقِ من
پر ز مضمون نو بشانِ جدید

مصرعۂ سال آن بگو اصغر
بے عدیل است ارمغانِ جدید
۱۹۰۰ء

ولہ

اوس کا دیوان چھپا ہے اے اصغر
آج دنیا مین جسکی شہرت ہے

ہر غزل مین ہین نئے مضامین ہین
اللہ اللہ کیا ذہانت ہے

مصرع مصرع ہے سلک مروارید
واہ کیا جوہرِ طبیعت ہے

کیون ہو نہ بے بہا کلام اون کا
حضرتِ داغ کی عنایت ہے

ہمنے لکھا یہ مصرعۂ تاریخ
واہ یہ مخزنِ فصاحت ہے
۱۳۱۸ھ

ولہ

چھپا آج تحصیل صاحب کا دیوان
جو بے مثل ہین زیر چرخِ کہن اب

لکھی مینے اصغر یہ تاریخ طبع
کہ نکلا ہے یہ ماہتابِ سخن اب
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب شید احمد صاحب فاروقی المتخلص بہ ارشد شاگرد و برادر زادہ حضرت اصغر فاروقی

چھپ گیا تازہ کلام بلبل باغ سخن
فکر سال طبع اسے ارشد اگر ہے تجکو تو

عندلیبون کو مبارک ہو نیا گلزار آج
کہدے یہ چھاپا گیا ہے دفتر اشعار آج
۱۳۱۸ھ

از فکر شاعر نازک خیال سخنور بیمثال جناب محمد باقر صاحب ویلوری کافی پلنڈر برق تخلص شاگرد بلبل ہند حضرت داغ دہلوی سلمہ اللہ القوی از آحسن ملک میسور

طبع جو دیوان ہوا ادھر کوئی کہنے لگا
سب چلبلے الفاظ ہین باسنکے مضامین ہین
لوٹے اسکی بہار شوق سے ارمان سے

فکر کا تحصیل کی خوب نتیجہ ہے یہ
عاشق و معشوق کے دل کو لبھاتا ہے یہ
بن کے عروس چمن جلوہ دکھاتا ہے یہ

مصرعہ تاریخ بھی خوب کہا برق نے
عاشق و معشوق کا اچھا سراپا ہے یہ
۱۳۱۸ھ

ایضاً

چلی باغ عالم مین ایسی ہوا
جھڑے پھول لاکھون مضامین کے
پرانے ادا نئے مضامین نہین

مرے دل کی جس سے کلی کھل گئی
قلم تھا کہ یا تھی کوئی پھلجھڑی
یہ دیوان نیا ہے یہ بندش نئی

لب وصف سے کہیے تاریخ برق
گردسیر گلزار تحصیل کی
۱۳۱۸ھ

ولہ

امید بر آئے کیوں نہ دل کی	کہئے لبِ جستجو سے اے برق
دیوان کی ہو گئی ہے تکمیل	سر سبز ہوا ہے باغِ تحصیل

۱۹ ء

از فکرِ گہر بار شاعر خوش گفتار جناب محمد عبد اللطیف صاحب تخلص توفیق

منیجر جریدۂ روزگار مدراس

خوب تحصیل کا چھپا دیوان	عیسوی سال طبع کا توفیق
کیوں نہ ہمکو مطالعہ ہو نصیب	لکھدو دیکھ بے مثل ہے عجیب و غریب

۱۹۰۰ ء

زادۂ طبع شاعر بیمثال شیرین مقال گہر بارئ نیسان طبع سخنور نازک خیال

جناب سید محمد منصور علی صاحب المتخلص بہ خرد ناظم عدالت شمستان امرچنتہ

ضلع رائچور علاقہ حیدرآباد دکن

واہ چہ دیوان محمد کبیر	گفت خرد از پے تاریخ طبع
نظم سخن سلک گہر را طراز	تحفۂ تحصیل چہ دیوان راز

دیگر

مرحبا ناظمِ وحید العصر	چند النظم بیمثال و عدیل

خوش پئے سال طبع گفت خرد
نعم مطبوع تحفۂ تحصیل

۱۳۱۸ ھ

ریختۂ کلک گہر سلک فردوسیٔ دوران خاقانیٔ زمان آفتاب آسمان
بلاغت ماہتاب اوج فصاحت عالی منزلت بلبلِ ہندوستان
افصح الفصحا فصیح الملک عالیجناب حضرت نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی
مدظلہ العالی دبیر الدولہ ناظمِ یار جنگ بہادر

کیون نہ یہ لطفِ سخن شہرت پائے
مست ہوتا ہے ہر اک لیکے مزے
کیون نہ دل اہلِ سخن کا ہو اسیر
کسقدر زور طبیعت پایا

کیون نہ مشہور ہو نامِ تحصیل
کہئیے دیوان کو جامِ تحصیل
سطرِ الفاظ ہے دامِ تحصیل
کہ ہے مضمون غلامِ تحصیل

یہ کہا داغ نے سالِ اتمام
ہے زبردست کلامِ تحصیل
۱۳۱۷ھ

چکیدۂ قلم جواہر رقم شاعر بیمثال مورّخ باکمال جناب محمد سعد الدین صاحب
المتخلص بہ سعد مدراسی مالک گلدستۂ ابرِ رحمت مدراس

ہوا طبع دیوان تحصیل جب
کہا مجھ سے پروانہ باصد محن
سر احراق کا سعد گردو نثار
پسندیدہ ہے شمع بزمِ سخن
۱۳۱۷ھ

دیگر

خدا کے فضل سے دیوان حضرت تحصیل
یہ پہلے بار ہی کس طرز سے چھپا ہے آج
حروف نقط میں تاریخ سعد نے یہ کہی
درست تحفۂ تحصیل چھپ گیا ہے آج
۱۳۱۸ھ

از فکر شاعر شیرین مقال نازک خیال مشفقی جناب سید عتیق اللہ صاحب الحسنی والحسینی والرضوی متخلص بہ سعید شاگرد مصنف ساکن تریکرہ ریاست میسور

سُنا ہے چھپ گیا دیوان تحصیل
کہ اس مژدے سے خرم اک جہان ہے
عجب دیوان ہے عاشق مر رہے ہین
یہ وہ تحفہ ہے معشوقون کی جان ہے
ہے جیسا تحفۂ تحصیل مرغوب
نہ یون قصہ نہ کوئی داستان ہے
مرے اوستاد کا اوستاد ہے داغ
وہ استاد جہان یہ خوش بیان ہے

جزاک اللہ تمنے سال اتمام
سعید اچھا لکھا۔ مرغوب جان ہے
۱۳۱۷ھ

از نتیجۂ فکر بلند فصاحت و بلاغت پسند جناب حاجی محمد علوی صاحب متخلص علوی سلمہ اللہ القوی کافی پلانٹر رئیس آحسن ریاست میسور شاگرد جناب مولانا مولوی حضرت سید شہاب الدین صاحب المتخلص بہ شہاب ساکن میسور

دیوان عاشقانہ چون آراستہ نمود
علوی شکستہ چشم بداندیش فی البدیہ

شاگرد داغ دہلوی تحصیل باکمال
مقبول عام تحفہ تحصیل گفت سال
۱۸ ۱۳ ھ

دیگر

تحفہ تحصیل کو کہنا ہے کیا
معجمہ مین واہ سال عیسوی

بلبل ہندوستان کا باغ ہے
کہدیا علوی نے ۔ فیض داغ ہے
۱۹۰۰ء

دیگر

عالم پسند کیون نہو تحصیل کا کلام
علوی کو فکر سال تہی فوراً سروش نے

ہر ہر غزل مین جلوہ ہے اوستاد داغ کا
لو یادگار تحفہ تحصیل ہے کہا
۱۸ ۱۳ ھ

دیگر

واہ کیا دیوان ہے تحصیل کا
بے سر اعدا کہا علوی نے سال

ہر غزل اک گلشن بے خار ہے
تحفۂ تحصیل یہ گلزار ہے
۱۸ ۱۳ ھ

ولہ

مرتب ہو گیا دیوان تحصیل
ڈھلے ہین نور کے سانچے مین مضمون
چمکتے ہی رہین اشعار اس کے

مبارک دوستون کو ہو نظارے
زمین شعر برق آسمان ہے
الٰہی جیسے گردون پر ستارے

لب بہجت سے علوی سال منقوط
چراغ مجلس شعرا ہے کہدے
۱۸ ۱۳ ھ

از نتیجۂ فکر بلند و طبع ارجمند سخنور بے مثال شاعر باکمال جناب

قناعت مآب محمد اسمعیل صاحب المتخلص بہ مونس سلمہ الجلیل متوطن

منگلور حال مقیم تریکرہ ریاست میسور

مرحبا حسن سعیٔ تحصیل
لکھا دیوان بے نظیر اوسنے
ہر غزل اوسکی اور ہر مصرع

عین گنجینۂ فصاحت ہے
کیا طبیعت ہے کیا ظرافت ہے
پُر فصاحت ہے پُر بلاغت ہے

کہی تاریخ طبع مونس نے
شقب لولوے فصاحت ہے
۱۸

ایضاً

جزاک اللہ یہ دیوان رنگین
لکھا مونس نے سال طبع دیوان

کتاب لاجواب و غیر تمثیل
عدیم مثل ہے دیوان تحصیل
۱۳۱۸ھ

از نتیجۂ فکر گہربار شاعر خوش گفتار سخن سنج باتمیز جناب سید عبد العزیز صاحب

المتخلص بہ معلم خلف الرشید حضرت سید محی الدین صاحب مجرم تخلص مرحوم

و مغفور متوطن ویلور حال ساکن سیم ہلیو رملک متوسط

ہوا طبع دیوان تحصیل خوب
کہا پر بہار اب معلم نے سال

مضامین رنگین کا ہے یہ چمن
چھپا آج کیا گلستان سخن

۱۳۱۷ھ

ولہٗ قطعہ توصیفی

اہل سخن مین نکیون شہرت تحصیل ہو
نیر مضمون نکیون اوج یہ ہو جلوہ گر
مطلع خورشید ہو مطلع دیوان نکیون
طبع سے آراستہ ہو گیا دیوان جو یہ

آپ سخن فہم ہین اور سخندان بھی ہین
فکر رسا اونکی جب پہنچے بہ عرش برین
نقطے ہون جب غیرت انجم سپہر برین
پڑھ کے اسے ناظرین کیون نہ کہین آفرین

کیون نہ معلم یہ اب ہو گا قبول نظر
تحفہ تحصیل ہے پیش کش ناظرین

غزلیات

جن و انس و ملک و حور ہین شیدا یارب
بخش دے بہر پیمبر مجھے فردا یارب
ردیت احمد مرسل نہوے ردیا مین
کل گناہون سے نہ رسوا ے قیامت ہو نہین
جتنے ارمان ہین نکل جائین وہ سب جیتے جی
چین سے کی نہ بسر ہجر نبی مین مینے
مرض عشق نبی کیون نہو عین صحت
رفعت عرش برین پست ہے اسکے آگے

تیرے محبوب کا کسکو نہین سودا یارب
تیری رحمت سے ہے عاصی کو بھروسہ یارب
بخت خوابیدہ مرا ہاے نہ جاگا یارب
بخش دے تو مجھے بندہ ہون مین تیرا یارب
مرتے دم پھر نہ رہے کوئی تمنا یارب
کبھی لوٹا کبھی تڑپا کبھی رویا یارب
اسکا بیمار تو ہر حال ہے اچھا یارب
سب سے اعلیٰ ہے ترے دوست کا رتبا یارب

وصف دس سرور عالم کا کرے کیا تحصیل

مرا کیا حوصلہ یہ کام ہے تیرا یا رب

بہر غم عشق نبیؐ بے اختیار آنے کو ہے
جوش پر پھر میرے چشم اشکبار آنے کو ہے

بلبلانِ گلشنِ احمدؐ نکیون ہون باغباغ
ماہ میلادِ مبارک مین بہار آنے کو ہے

شاہدِ نعتِ نبیؐ کا جلوہ اب دیکھینگے ہم
محفلِ میلاد مین وہ گلعذار آنے کو ہے

دم بدم صلِّ علےٰ نکلے نہ میرے منہ سے کیون
لب پہ نامِ مصطفٰؐ اب بار بار آنے کو ہے

مدحِ احمدؐ کے سوائے غیر کی توصیف مین
مین نہ باندہون گا کبھی مضمون ہزار آنیکو ہے

حکم ہو جائے نکل جانے کا جلدی ہند سے
سوے یثرب یا نبیؐ یہ دلفگار آنے کو ہے

روضۂ پُر نور پر بہرِ زیارت یا نبیؐ
مضطرب اپنا غلامِ جان نثار آنیکو ہے

گرہِ موے سرورِ عالم کا ہے سر مین خیال
ہاتھ رشکِ نافۂ مشکِ تتار آنے کو ہے

بعد مردن خوف ہو تاریکیِ مرقد کا کیا
شمع ایمان ساتھ جب زیرِ مزار آنیکو ہے

سامنے بخشش کے واعظ کیا گناہونکا حساب
آج ہی آئے جو کل روزِ شمار آنے کو ہے

عاصیو بارانِ بخشش کے رہو امیدوار
ابر بنکر رحمتِ پروردگار آنے کو ہے

نفسِ امارہ کا میرے توڑیے سر یا نبیؐ
سر کشی پر اندنون یہ بدشعار آنے کو ہے

شربتِ دیدارِ احمدؐ پر ہو ملر خاتمہ
موت جو اک روز نا سے پروردگار آنیکو ہے

بوجھ سے مجکو گناہون کے بچالو یا نبیؐ
ناتوان ہون میری گردن پر یہ بار آنے کو ہے

تودہ عصیان بنے جلکر نکیون خاکِ سیاہ
عشقِ حضرت مین مجھے اب تو بخار آنے کو ہے

جلد بلوا لیجیے مجکو مدینہ ہند سے
یا نبیؐ بندہ یہان امیدوار آنے کو ہے

ہونگے اہلِ حشر نثل گرد ہمراہِ رکاب
عرصۂ محشر مین جو وہ شہسوار آنے کو ہے

رحمۃ للعالمین کا سایۂ دامن ہے بس
مہرِ محشر آنے دو گر لاکھ بار آنے کو ہے

دیجیے تحصیل آنکھون کو مبارکباد تم
دستِ یثرب سے ادہر گرد و غبار آنے کو ہے

تاریخات

از نتیجۂ فکر بلند فصاحت پیوند شاعر باکمال سخنور نازک‌خیال جناب محمد نبی صاحب

اسہل تخلص مدرس اوّل مدرسہ ہسہلی متعلقۂ بنگلور ریاست میسور

گشت مطبوعہ تحفۂ تحصیل
طبع تحصیل را چہ گویم وصف
ہست شیرین کلام و ذی عزت
جلوہ آراستہ عروس سخن
سال طبعش اگر کسے پرسد

چون شود وصف بہجتش محسوب
بر ہمہ ظاہر است و نے محجوب
شاعر خوش بیان و نیک اسلوب
اے خداو جہان شود محبوب
از سر عشق گو ہمیشہ مرغوب
۱۳۱۸ھ

ایضاً

واہ کس آب و تاب سے دیوان
ہے مزین کلام و پُر صنعت
مدتون سے تھی آرزو جس کی
دل نے اسہل سے یون کہی تاریخ

آگرہ مین چھپا بصد تجمیل
لایق دید و قابل تفصیل
شوق احباب کی ہوئی تکمیل
ھدیہ عالم کو تحفۂ تحصیل
۱۳۱۸ھ

از فکر شاعر خوش بیان سخنور شیرین زبان جناب محمد عبد الرحیم صاحب

المتخلص بہ رحیم ساکن آدونی حال مقیم رایچور علاقہ حیدر آباد

ہم درین یوم میمنت انجام	کہ ز فضلِ جنابِ ربِ جلیل
از محمد کبیر شاعر نیک	ہست مشہور مقطعش تحصیل
گشت دیوان عشقیہ مطبوع	کہ بجہدِ بلیغ و سعی جمیل
گفت تاریخ او رحیم چنین	بجز بے پایان تحفۂ تحصیل
	۱۳۱۸ھ

از نتیجۂ فکر بلند واقف اسرار خفی و جلی جناب حاجی سید شاہ روشن علی صاحب

قادری النشاری الصبغة الله تخلص شرف رائچوری

مرے شفیق محمد کبیر صاحب نے	لکھا ہے خوب دل افروز عشقیہ دیوان
کہی ہے میں نے شرف اوسکے طبع کی تاریخ	مقطعات سے ہے جان سوز عشقیہ دیوان
	۱۳۱۸ھ

از فکر رنگین شاعر نازک خیال جناب غلام محمد محی الدین صاحب المتخلص

بہ ناطق مدراسی

ہوگیا جب تحفۂ تحصیل طبع	خوش ہوا اس سے ہر اک صاحبدل
ہوش کے سر کو جھکا کر ناگہان	غنچۂ نادر۔ کہا ناطق نے سال
	۱۳۱۸ھ

از نتیجۂ افکار شاعر نازک خیال جناب محمد قدرت اللہ صاحب فاروقی

حیدرآبادی المتخلص بہ قدرت

دیوان کیا لکھا ہے محمد کبیر نے	ہر شخص کی زبان پہ ہے واہ واہ وا

قدرت سنادے تونے جو لکھی سال طبع		اچھا چھپا ہے - تحفۂ تحصیل مرحبا ۱۳۱۸ھ
	ولہ	
کبیر الدین جزاک اللہ خیرا لکھا قدرت نے اُسکے طبع کا سال		لکھی اچھی کتاب بہجت افزا نوادر ہے چھپا تحصیل تحفا ۱۳۱۸ھ

زادۂ طبع شاعر بیمثال شیرین مقال علامۂ زمان جناب حاجی الحرمین

نواب محمد صفی اللہ خانصاحب بہادر المتخلص بہ صفا مدراسی

مجتبیٰ شاعر ہمعصر تحصیل سر اعدا بریدہ گفت تاریخ		رقسم چون کرد دیوان اینک اسلوب صفاے فاروقی - دیوان مرغوب ۱۳۱۸ھ
	ولہ	
شاگرد داغ صاحب تحصیل علم و فضل یہ خوشہ چین خرمن شعراے عصر نے		مدح و ثناے شاہ مین دیوان جب لکھا نعت نبی کا نسخہ - صفا و سکا سن لکھا ۱۳۱۸ھ

از نتیجۂ فکر شاعر بیمثال نازک خیال جناب سید محمد عثمان خانصاحب

المتخلص بہ طپش مدراسی

مشفق کبیر صاحب عالی دماغ ما از داغ ہند مشق سخن کردہ شد فصیح		تحصیل علم کردہ بصد ذوق و آرزو اشعار را بدار بنشت است بس نکو

در حین خواہشات محبان روزگار — دیوان جمع کرد چو شعرائے لکھنؤ
فکر سنش نمود طپش بہر یادگار — دیوان بےنظیر عجب طرفہ سال او
۱۳۱۸ھ

ولہ

چو فکر سخن کردہ منشی ما — بنشست است اشعار عشق ارتباط
زمن خواست تاریخ او سعد ما — طپش گفت - اشعار عیش و نشاط
۱۳۱۸ھ

قطعہ تاریخ مشتمل بر سال ہجری و عیسوی از نتائج شاعر نازک خیال جناب محمد منصور علی صاحب المتخلص بہ خرد ناظم عدالت سمستان امر چینتہ ضلع رائچور علاقہ حیدرآباد

خوش ترین دیوان تحصیل کبیر — ہر سوادش نافۂ مشک ختن
ہر مضامین و معانیش بلیغ — ہر بیاضش نور شمع انجمن
گفت دو تاریخ در طبعش خرد — نظم دل افروز - تفتیش سخن
۱۳۱۸ھ — ۱۹۰۰ء

تمام شد

قصیدہ

اے شہ کُل اولیا چھوڑوں نہ دامن آپ کا — وہ بھی تا روزِ جزا چھوڑوں نہ دامن آپکا

رہنما اے اصفیا چھوڑوں نہ دامن آپ کا — پیشوا اے اتقیا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

شاہ من سلطان عالم سیّد احمدؒ کبیر — بادشاہ اولیا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

دست بستہ باادب کہتا ہے مرا دستِ شوق — تا ابد غوث الورا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

آپ ہی کا ہوں فقیرِ بینوا یا دستگیر — آپ ہی کا ہوں گدا چھوڑوں نہ دامن آپکا

ہو کے دامنگیر مین بولونگا روزِ باز پرس — آپ کا ہے آسرا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

آپ حامی ہین مرے اور آپ میرے دستگیر — آپ میرے رہنما چھوڑوں نہ دامن آپ کا

سر یہ کہتا ہے نہ سر کونگا قدم سے غوث کے — ہاتھ کہتا ہے مرا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

تا قیامت مین حضوری مین رہوں حاضر کیوں ن — ہوں غلامِ باوفا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

نفسِ کاذب نے کہا تو چھوڑ دے دامانِ غوث — صدق [illegible] فوراً کہا چھوڑوں نہ دامن آپکا

مال سے اور جان سے اور دل سے یا غوث الورا — آپ پر ہوں مین فدا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

آپ ہین محبوبِ رب اور آپ ہین معشوق حق — آپ مقبولِ خدا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

حلِ مشکل کے لئے یا غوث دامنگیر ہوں — اے مرے مشکل کشا چھوڑوں نہ دامن آپکا

نزع مین اور قبر مین یا غوث اعظم حشر مین — مشکلین ہین جا بجا چھوڑوں نہ دامن آپکا

پیشِ حق ہے مجکو امید سفارش آپ سے — اسلیئے روزِ جزا چھوڑوں نہ دامن آپکا

حشر مین مجکو فرشتے کھینچین جب سوے عذاب — او سدم اے غوث الورا چھوڑوں نہ دامن آپکا

سدم ایا دن یہ ہوگا ہاتھ مین دامانِ غوث — مُنہ سے نکلے گی صدا چھوڑوں نہ دامن آپکا

کیجیے میری سفارش داورِ محشر سے آپ — بخشوا دیجیے خطا چھوڑوں نہ دامن آپ کا

دامنِ فیض جنابِ غوث سے وابستہ ہوں — ہے یہ مری التجا چھوڑوں نہ دامن آپکا

قطب عالم غوث اعظم مقتدائے اتقیا
ہے خدا حاجت روا حاجت روائی کیلیے
آپ کا دالا د شیدا آپ ہی کا شیفتہ
دامن مطلوب کو چھوڑا ابھی ہے طالب کہین
کیا کوئی منکر سے دست عقیدت سے چھڑائے

قبلۂ اہل صفا چھوڑون نہ دامن آپکا
کیجے یا حضرت دعا چھوڑون نہ دامن آپ کا
آپ کا ہون مبتلا چھوڑون نہ دامن آپ کا
مدعا ہے یہ مرا چھوڑون نہ دامن آپ کا
سر بھی ہو تن سے جدا چھوڑون نہ دامن آپکا

مین جناب غوث کا تحصیل دانگیر ہون
تا حصول مدعا چھوڑون نہ دامن آپ کا

اعلان ضروری

المشتہر

شیخ محمد کبیر صدیقی متوطن بنگلور ریاست میسور

اشتہار

قرآن مجید مترجم بہ ترجمہ اُردو شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی معہ تفسیر موضح القرآن برحاشیہ

اس مطبع نے ہزار ہا روپیہ صرف کر کے ایک قرآن مجید خوب قلم بڑی محنت اور عرق ریزی سے تیار کرایا ہے - قلم کی مُٹائی طبع کی صفائی سیاہی کی روشنائی نورِ نظر بڑہاتی ہے - پیرانِ ضعیف البصر بے عینک و طفلان کم عمر بے معلم پڑہ سکتے ہین ہر لفظ کے نیچے اوسکے معنی اس انتظام و سلیقہ سے لکھے گئے ہین کہ صرف اُردو خوان بہی اِن الفاظ پاک کا مطلب ساتہہ کے ساتہہ سمجہتا جاوے -

پہلے یہ قرآن مجید عللہ ہدیہ پر مقبولیت عام کے ساتہہ فروخت ہوا مگر بنظر اِسکے کہ عوام اور اوسط درجہ کے لوگ بہی اس نعمت عظمیٰ سے محروم نہ رہجائین ہمنے اب اسکا ہدیہ صرف صہ روپیہ فی جلد رکہا ہے محصول ڈاک ذمہ خریدار -

مسلمانو! ایسا عمدہ اور اتنا سستا قرآن مجید پہر آپ کو نہ مل سکے گا -

تمام درخواستین بنام خواجہ محمد صدیق حسین مہتمم مطبع آگرہ اخبار آنا چاہئین

اطلاع - اس کارخانہ مین عربی - فارسی - اُردو ہندی ہر قسم کی کتابت نہایت صحت اور عمدہ صفائی و ہر قسم کی خوبی سے چہپ سکتی ہے تصفیہ چہپائی بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے اور ہر قسم کی کتابین قرآن مجید و حمائل و آگرہ کی ساخت کا مال ہماری معرفت قیمت آنے پر یا بذریعہ ویلیو پی ایبل روانہ ہو سکتا ہے